بعون خالق کون و مکان آفریننده زمین و آسمان

کلیات آتش

مطبع منشی نولکشور میں طبع زینت مقبول اہل جہاں ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا

اسیر اے دوست تیری عاشق و معشوق دونوں ہیں
گرفتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلائی کا

تعلق روح سے مجکو جسد کا ناگوارا ہے
زمانے میں چلن ہے چار دن کی آشنائی کا

فراق یار میں عمر کی آخر زندگانی کی
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا

ہوئی منظور محتاجی نہ تجکو اپنی سائل کی
بنایا کاسۂ سر واژگون کاسہ گدائی کا

نظر آتی ہیں ہر سو صورتیں ہی صورتیں مجکو
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہے خدائی کا

نکل اے جان تن سے تا وصال یار حاصل ہو
چمن کی سیر ہے انجام بلبل کو رہائی کا

وصال یار کا وعدہ ہے فردائے قیامت پہ
یقین مجکو نہیں ہے گو تک اپنی رسائی کا

بھروسا آہ پر ہرگز نہیں اے یار عاشق کو
شکار اب تک کہیں دیکھا نہیں تیر ہوائی کا

دل ... تماشا دیکھتا ہے حسن ... [illegible]
... نقش پا ... [illegible]

نہیں دیکھا ہے لیکن تجکو پہچانا ہے آتش نے
بجا ہے اے صنم جو تجکو دعوی ہے خدائی کا

ردیف ... ۲

حسن پری اک جلوہ مستانہ ہے اوسکا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اوسکا
... آتی ہیں ہستی میں عدم ... نقش
بلبل کا یہ نالہ نہیں افسانہ ہے اوسکا
گریبان ہے اگر شمع تو سر دہن ... شعلہ
معلوم ہوا سوختہ پروانہ ہے اوسکا

[illegible]

محبت کا تری بندہ ہر اک کو ای صنم پایا
برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا

برنگ شمع جسنے دل جلایا تیری دوری مین
تو اوسنی منزل مقصود کو زیر قدم پایا

بجا کرتی ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری
یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی ہمنے خم پایا

نشانہ تیر تہمت کا ہی میرا اختر طالع
اوٹھاؤن داغ مین تو آسمان سمجھی درم پایا

ہزارون حسرتین جاوینگی میری ساتھ دنیا سے
شرار و برق سے بھی عرصۂ ہستی کو کم پایا

سوای رنج کچھہ حاصل نہین ہی اس خرابہ مین
غنیمت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا

نظر آیا تماشای جہان جب بند کین آنکھین
صفای قلب سے پہلو مین ہمنے جام جم پایا

جلایا اور مارا حسن کی نیرنگ سازی نے
کبھی برق غضب اسکو کبھی ابر کرم پایا

فراق انجام کار آغاز وصلت کا بلا سنگ ہی
بہت رویا مین روح و تن کو جب مشتاق ہم پایا

ہر اک جوہر مین اوسکا نقش پای فنگان سمجھا
دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم پایا

ہمارا کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہے
تری چشم سیہ کو ہمنے آہوی حرم پایا

ہوا ہر گز نہ خط شوق کا سامان دست آتش
سیاہی ہو گئی نایاب اگر ہمنے قلم پایا

کیا دادخواہ ہو کوئی اوسکے قتیل کا
عاشق کے خون کو حکم ہی آب سبیل کا

طے کس طرح سے ہووے رہ عشق دیکھیے
سنگ نشان کا دخل ہی آہن میل کا

راہ عدم کو جاتی ہین خاموش قافلے
بھر جرس ہی سرمہ غبار اس سبیل کا

آوارہ ہون مین گور کی منزل کی شوق مین
رہزن سلوک مجسے کریگا دلیل کا

سائل ہون مجکو قید کم و بیش کی نہیں
مختار ہے کرم کثیر و قلیل کا

کوتاہ بیان گہنا ہی قاصر ہے زبان
یا ہم مراد عرش ہے رب جلیل کا

آوازہ تیرے عدل کا ہے بسکہ گوش زد
پشہ سے زور چل نہین سکتا ہی فیل کا

دیکھا تو خار و گل کا مقام ایک شاخ ہے
دل توڑتا نہین تو عزیز و ذلیل کا

مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا
نالہ جانکاہ نے پتھر کو پانی کر دیا
عشق غارت گر نے میری دل کو ویران کیا
مرگئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین
بیچ خانہ دل کی خاطر تیر سون ہم سرگردان ہی
منہ چھپا لیتے ہین مشتاقون سی ای خورشید رو
جم کے جاتے کوچے مین چاک تا دامان کیا
اسکے جنون وحشت عدم کی کا سامان کیا
نہ گدا سائل نقد دو جہان سے کچھ تھا
دین و دنیا کا طلبگار نہو آتش ہو

جلد ملا مجکو میری خون سی اسی شمشیر یار
دامن دل سا ملا آلودۂ عصیان کیا
شام سے تا صبح نیند آئی نہ اک دم بجز بغیر
آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا
اے فلک مرہون احسان تو نہ تیرا مین ہوا
شکر ہے مجکو خدا نے بے سر و سامان کیا
آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو
نطق نے حیوان سے مشت خاک کو انسان کیا

عالم حسن خداداد بتان ہی کہ جو تھا
راہ مین تیری شب و روز بسر کرتا ہون
روز کرتے ہین شب ہجر کو بیداری مین
ایک عالم مین ہو ہر چند مسیحا مشہور
دولت عشق کا گنجینہ وہی سینہ ہے
ناز و انداز و ادا سی تمہین شرم آنے لگی
جان کی تسکین کے لیے حالت دل لکھتی ہین
اثر منزل مقصود نہین دنیا مین
دہن اوس روی کتابی مین ہی پیدا
پای خم مستو نکے ہو حق کا جو عالم ہی سو ہی
کعبہ مد نظر قبلہ نما ہے تا حال
کوہ و صحرا و گلستان مین پھرا کرتا ہے
سوزش دل سی تسلسل ہی وہی آہو نگا
رات کٹ جاتی ہی باتین وہی سنتی سنتے
کون سے دن نئی خبرین نہین آتین ہمین
ہجر شوق سی میرے نہین وہ نور نگاہ
لیلۃ القدر کنایہ نہ شب وصل سے ہو

ناز و انداز بلای دل و جان ہی کہ جو تھا
و ہی میل اور وہی سنگ نشان ہی کہ جو تھا
اپنی آنکھون مین سبک خواب نگران ہی کہ جو تھا
نام بیمار سے تکو خفقان ہی کہ جو تھا
داغ دل زخم جگر مہر و نشان ہی کہ جو تھا
عارضی حسن کا عالم وہ کہان ہی کہ جو تھا
بے یقینی کا تری ہمکو گمان ہی کہ جو تھا
راہ مین قافلہ ریگ روان ہی کہ جو تھا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا
سر منبر وہی واعظ کا بیان ہی کہ جو تھا
کوی جانان کی طرف دل نگران ہی کہ جو تھا
متلاشی وہ تر آب روان ہے کہ جو تھا
عود کے جلنے سے مجمر مین دھوان ہے کہ جو تھا
شمع محفل صنم چرب زبان ہی کہ جو تھا
یہ خرابہ وہی عبرت کا مکان ہی کہ جو تھا
قاصد اشک شب و روز روان ہے کہ جو تھا
اسکا افسانہ میان رمضان ہی کہ جو تھا

[illegible]

[illegible]

کردیا مدہوش گردون کی صراحی نو مجھے | ناف نے جام شراب تند سی طوفان کیا

دست و بازو کی تصور مین ہوا آتش تیر قتل
پای بوسی کی ہوس نے خاک سے یکسان کیا

غبار راہ ہوکر چشم مردم مین محل پایا
برنگ شمع ہم دلسوختون نے بزم عالم مین
گل کشتہ دم کی مار آستین کا کام کرتی ہے
نظر آتے ہین خال عنبرین گرد لب لعلین
گھڑی بھر رو کے کوی یار مین رنگ دل اکھڑا
غم فرقت سی عمر رفتہ گذری بیقراری مین
شکستہ دل ہوا انسان عوض ہر شی کا ملتا ہے
نہ جانا تھا چمن کی سیر کو ہمرہ رقیبون کے
رعونت کون سی تھی یہ جو ان عزلت گزینون کو
غضب ہے منزل ہستی مین آسایش طلب ہونا
حرارت ہوتی ہے سرد آرا فزون ساقی پہ تیغ

نہال خاکساری کو لگا کر ہمنے پھل پایا
زبان کھولی نہ لیکن بات کرنیکا محل پایا
دل بیتاب کو پہلو مین اک گرگ بغل پایا
سیاہ رنگ نے شہر بدخشان مین عمل پایا
کہ کپڑا جیسی مفلس نے گھڑی گھاٹ آکر کل پایا
تری امداد سے آرام ہمنے اے اجل پایا
ہوا فرزند اگر تو داغ دل نعم البدل پایا
دل عاشق کو توڑا ہے بھلا کیا تمنے پھل پایا
حصیر کہنہ دیکھا دست خستہ پای شل پایا
ہجوم خواب سے رہرو نے ہے آخر خلل پایا
زیادہ تر مزاج یار سے زلفون بل پایا

ہمیشہ جوش گریہ سے رہا پانی مین آتش
کبھی تازہ نہ لیکن لپ شاہ دل کا کنول پایا

مری آنکھون گر آگی ابھیگا کیا جوش مین دریا | ہمیشہ صورت ساحل ہے یان آغوش مین دریا

قاتل بھی سکے تیغ لگا جا سا شرم کی
تسمہ لگا جو گردن بسمل مین رہگیا
آزادی سے زیادہ اسیری مین لطف ہے
دل مرغ روح کا قفس گل مین رہگیا
بیعت جو زندگی مین سکندر سی کی تو کیا
خضر پشیمۂ مرگ کے منزل مین رہگیا
مجنون برہنہ پا گیا او سی ابنی طرح ہی
لیلی کا پردہ پردۂ محمل مین رہگیا
بار ... جو کہ غرق ہوا بحر عشق مین
وہ داغ ... جو دامن ساحل مین رہگیا
[illegible]
[illegible]

[illegible]

زیر زمین سے آتا ہی جو گل سو زر بکف
قارون نے راستی مین لٹایا خزانہ کیا

اوڑتا ہی شوق راحتِ منزل سی اسپ عمر
مہمیز کہتے ہین گے کسی تازیانہ کیا

زینہ صبا کا ڈہونڈہتی ہی اپنی مشتِ خاک
بامِ بلند یار کا ہے آستانہ کیا

چارون طرف سی صورتِ جانان ہو جلوہ گر
دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا

صیاد اسیرِ دامِ رگِ گل ہے عندلیب
دکھلا رہا ہے چھپ کے اسے دام و دانہ کیا

طبل و علم ہی پاس ہی اپنی نہ ملک و مال
ہمسے خلاف ہو کے کریگا زمانہ کیا

آتی ہی کس طرح سی مری قبضِ روح کو
دیکھون تو موت ڈہونڈہ ہی ہی بہانہ کیا

ہوتا ہی زرد سنکے جو نامرد مدعی
رستم کی داستان ہی ہمارا فسانہ کیا

بے یار سازوار نہو ویگا گوش کو
مطرب ہمین سناتا ہی اپنا ترانہ کیا

صیاد گلعذار دکھاتا ہے سیرِ باغ
بلبل قفس مین یاد کرے آشیانہ کیا

ترچھی نگہ سے طائرِ دل ہو چکا شکار
جب تیر کج پڑے کا اوڑیگا نشانہ کیا

بیتاب ہے کمال ہمارا دلِ حزین
مہمان سرائے جسم کا ہو گا روانہ کیا

یون مدعی حسد سی نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تونے کہی عاشقانہ کیا

بیمارِ عشق رنج و محن سے نکل گیا
بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا

مرغانِ باغ آتشِ گل نے جلا دیے
صیاد ہاتھ ملکے چمن سے نکل گیا

یک نگاہ چشمۂ حیوان دہن مین ہے
بچ کر اگر یہ چاہِ ذقن سے نکل گیا

دیوانہ قیدخانۂ تن سے نکل گیا
دیوانہ ہو کے دشتِ جنون سے نکل گیا
آتش وہ ایکی بار تو تن سے نکل گیا
جگر کو داغ مین مانند لالہ کیا کرتا
لبالب اپنے لہو کا پیالہ کیا کرتا
کلام کچھ جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا

۶

سنا کیے ہیں جو ہم آتش اثر انکی زبان سخن کا [illegible]

[illegible]

مری طرف جو اوٹھین کھینچتی کشش دل کی
کسی نے مول نہ پوچھا دل شکستہ کا
عروس دہر سے بوی وفا نہین آتی

بتون کو برہمنون کا حوالہ کیا کرتا
کوئی خریدے کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا
بھلا مین پیکر کا اسکے ازالہ کیا کرتا

مہ دو ہفتہ بھی ہوتا تو لطف تھا آتش
اکیلے پیکے شراب دو سالہ کیا کرتا

ایکدن فرصت جو مین برگشتہ قسمت مانگتا
دیدۂ تر نوح کے طوفان کی رخصت مانگتا

تشنگی کرتی جو مشتاق دم خنجر مجھے
آب آہن شمشیر دایہ کی حلاوت مانگتا

تیر باران بلا سے ہوگئی کشت اپنی سبز
رکھیا دہقان دعای ابر رحمت مانگتا

داغ لگتا تھا جنون کو کیا وطن مین عرصہ مین
جا در گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا

دم نکلتا ہی نہین ای حسرت دیدار یار
کاش عزرائیل ہی تیری سی صورت مانگتا

دوسرا مجھسا زمانی مین نہین برگشتہ بخت
گور مین جو رہی کفن جاتا جو خلعت مانگتا

بیرخ عالم فروز یار عزرائیل تھی
شمع بالین کیا مین بیمار محبت مانگتا

آکے میری خاک پر روتے حسینان بہشت
مین اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا

روز و شب رکھتا ہون آغوش تصور مین انہین
سیم تن محبوب ہستی مین جو دولت مانگتا

حسن کا افسون دکھاتا معجز روح الٰہی
نقش پا تیرا ید بیضا سے بیعت مانگتا

یار کو دل مین کدورت آئی ہی ملتی تو ہین
دو گھڑی دل کھول کر رونیکی فرصت مانگتا

رکھی عزت خموشی کی سبب سے شکر ہے
زہر دیتا آسمان مجھکو جو شربت مانگتا

[illegible]

زندگانی نے تری مجھے مردہ بنا رکھا ہے
ملک الموت سے سائل ہوں مسیحائی کا
مصرع سرو مین لکھوں ہی نکالوں شاعین
باندھوں مضمون جو قد یار کی رعنائی کا
جیسے شیطان کا احوال سنا ہے مین نے
بلکہ بت پر بھی ارادہ سے جبین سائی کا
ہوئی حجت مجھے غنچے کے چٹکنے کی صدا
شک پڑا تھا وہ مین یار مین گویائی کا
وہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب کہ زلف
آنکھوں کی راہ سے دم نکلا تماشائی کا
کس طرح سے دل وحشی کا مین لکھتا مضمون
کوئی قائل نہیں دیوانی کی دانائی کا
بھی زنجیر کی نالے سے صدا آتی ہے
وقت فاقہ نے بین بڑا حال ہے سودائی کا
اگر زری کو بھی ترشح مین اوتارا مین نے
یاد وکیا آسے گا اس گنبد مینائی کا
بعد شعر کے ہو مشہور کلام آتش
تم سے البتہ کہ ہو مردوں کے گویائی کا
شہر مین

سبحان اللہ محبوب ... کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا
... مرگئی ... بیابان ... سمجھا
... قصر فلک ... مدفن سمجھا
سنگ در جان ... سجدہ وطن ...
... حقیقت کو ... نہ مین سمجھا
... سے غنچہ چمن مین ... سوسن سمجھا
... سو ... مرا دل گل سوسن سمجھا
ہم دونون کو کیا ناز آتش خوش نے
سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا
ہوگئی یار کے ہاتھون مین جو مہدی کالی
اونگلیون کو مین زبان گل سوسن سمجھا
سنبل تر نے مجھے بسکہ زلف صنم دود ہوا
رخ یار مین گلزار کو گلشن سمجھا
محفل یار مین دیکھا جو سر اوسکا کٹا
گردن شمع کو عاشق کی مین گردن سمجھا
کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش
مہ و خورشید کو نقش قدم توسن سمجھا

شہر مین قافیہ پیمائی ہے بہت کی آتش
اب ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا

دیو خاک مجھے تو اثر حسن عمل مین ہوتا	شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا
وعدہ وصل کہان عاشق بے صبر کہان	کام محتاج کا ہے لیت و لعل مین ہوتا
بل نہ نکلا نہ ہی زلفونکا ضم شانے سے	واقعی زور نہین پنجہ شل مین ہوتا
عید نوروز دل اپنا بھی کبھی خوش کرتے	یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا
عرش کی سیر ریاضت نے مجھے دکھلائی	خلل مزدور سے ہے سلطان کی محل مین ہوتا
نحن تحت مین سنتا ہون لب شیرین سے	عہد مین اپنے نہین ہوم عسل مین ہوتا
داغ ہین جون جال نازک مین چراغ روشن	جلوہ گر جیسے ہے شیشہ کی کنول مین ہوتا
آنکھ عاشق سے لڑائی مین گریزہ اچھی نہین	امتحان مرد کا ہے جنگ و جدل مین ہوتا

غزل نصب اوسکو شب و روز ہے منظور آتش
لطف کیا چرخ کو ہے پھیر بدل مین ہوتا

خاک مین ملکے بھی مین اوسکو نہ دشمن سمجھا	گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا
چوٹ جو دل کو لگی اوسکی سہی ہے یار	خندہ کبک کو مین سنگ فلاخن سمجھا
چھوٹتا ہے مرے گریبان کو نہین دست جنون	کیا یہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا
بسکہ تھی اوس سے عیان سینہ عارف کی صفا	چہرۂ یار کو مین سینۂ دل روشن سمجھا
زلفین سنبل ہین تو پھر نرگس شہلا آنکھین	جسنے دیکھا تہی گھر طرح کو وہ گلشن سمجھا

غزل آتش ۸

رات کو مین تو یہ کہے یار سونے نہ دیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا
... سو دیدار نے سونے نہ دیا
خاک ... دیوار نے سونے نہ دیا
دیکھ ... وصل کی رات تب آنکھ جھپکی صبح
ناصر ... دولت دیدار نے سونے نہ دیا
نادی دولت ... سونے نہ دیا
... بلبل ... سونے نہ دیا

[illegible] ... سونے نہ دیا
... رات بھر ... سونے نہ دیا
... نالۂ بیمار نے سونے نہ دیا
... رات ... سونے نہ دیا
... سونے نہ دیا
... گلزار ... سونے نہ دیا

پیچ ہی غمخواری بیمار عذاب جان ہی	تا دم مرگ دل زار نے سونے نہ دیا

تکیہ تک پہلو مین اوس گل نے نہ رکھا آتش
غیر کو ساتھہ کبھی یار نے سونے نہ دیا

ہوا ہی عشق ہمکو اوسکی حسن پاک سے پیدا
کیا ہی نور کے بکونکو جس نے خاک سے پیدا

کلام صاف کو اپنی جو دیکھی اوسکو حیرت ہو
یہ آئینہ ہوا ہے جوہر ادراک سے پیدا

ہماری حلق مین ورد زات ذکر ذات اقدس ہے
قضا نے کی ہی یہ تسبیح خاک پاک سے پیدا

ہر اک نے جا بجا اوس محبوب کو خط لکھی ہین عاشق
عریضے ہوتے ہین چارون طرف کی ڈاک سے پیدا

اسیر آزاد ہون ای جان جان تیری محبت کے
دماغ دلکشی ہووے الف ہی ناک سے پیدا

بخیلون سے موافق ہو طبیعت کیونکہ دنیا کی
حلاوت ہوتی ہے ہر تحبہ کو امساک سے پیدا

تری تیر نگہ پر دم نہ کس نخچیر کا بھر اسکا
نہ کی دلبستگی کس صید نے فتراک سے پیدا

غم اپنے قتل ہونیکا نہین غم ہی تو یہ غم ہے
نہ ہوگا کشتنے مجھہ سا مری سفاک سے پیدا

غنیمت ہی سمجھیے حلقہ احباب گرد اپنے
یہ دورا پھر نہ ہوگا گردش افلاک سے پیدا

دماغ حضرت یعقوب عاشق اوسکو کہتی ہین
ہوئی ہے بوی یوسف یار کی پوشاک سے پیدا

صدا یہ صید گاہ عشق مین آتی ہی ہر سو سے
نشانہ تیر کا ہو راہ کر فتراک سے پیدا

بلا ای جان عالم ہو گئین ہین تیری زلفون نے
قرابت کی ہے مار شانہ ضحاک سے پیدا

یقین ہی صبر آیتے کرتے عاجز اونکو کرد وینز
یہ کیا ہون سات سو ظالم جو ہفت افلاک سے پیدا

دل صد پارہ کی ہر پارہ پر نقش محبت ہے
کہان ہو سکتی ہین ایسے نگین حکاک سے پیدا

نہ سنی یار نے اک بات سخن سازون کی
پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے
برہمن کھولی ہی گا بتکدہ کا دروازہ
یاد آتی ہین ادائین جو تری ای محبوب
مرغ دل صید گہ عشق چلا ہے دیکھین
روٹھ کر ملنے جو جاتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ

رہ گئے کھول کے منہ مفسدہ پرداز اپنا
قصہ کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا
نہ بنے گا نہین کار خدا ساز اپنا
بھول جاتے ہین حسینان جہان ناز اپنا
طعمہ کرتا ہے اسے کونسا شہباز اپنا
کل خفا تم تھے مزاج آج ہے ناساز اپنا

خبر اول و آخر نہین مطلق آتش
نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

غم نہین گو ہی فلک رتبہ ہے مجکو خار کا
زلف کے حلقہ مین الجھا سبزہ گوش یار کا
نا خدا ہے موت جو دم ہی سو ہی باد مراد
خانۂ زنجیر سے مثل صدا اوڑتا ہون اب
جوش گریہ نے کیا ہی ناتوان اتنا مجھے
کھا گئی آخر مجھی چشم سیاہ سرمگین
سعی لا حاصل مداوای مریض عشق ہی
ہاتھ قاتل کی گریبان تک پہونچ سکتا نہین
پھول ہی اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہے

آفتاب اک زرد پتا ہے مری گلزار کا
ہو گیا سنگ زمرد خال چشم یار کا
غرق ہے کشتی تن کو نہین ہستی پار کا
یاد آتا ہے کف پا مین کھٹکنا خار کا
ٹوٹنا ممکن نہین ہی آنسوون کے تار کا
رزق قسمت نے کیا زنگی آدم خوار کا
تھامنا ممکن نہین گرتی ہوئی دیوار کا
اور فرط شوق ہی یان زخم دامن دار کا
ہر شجر اس باغ مین لاتا ہی پھل تلوار کا

بسکہ جن سایہ پڑتا ہے مجھے دیوار کا
اوس پری رو کے جو کوچہ کا گذرتا ہی خیال
مرتبہ عالی ہو تو خوف ... شب بیدار کا
یاد مین تیرے رقیب روسیہ ...
رنگ اوڑتا ہے ... دم بیمار کا
اے صنم تیری کبھی آنکھ ثابت ہوا
کعبہ و زنہ ... زلف ... کا
گو پیش طاق ابرو ... گیسو نہین
بڑھ ... ہوتا ہی صدمہ میری دل کو تار کا
خاطر وی یار سے ایذا اوٹھانی ہی زبس

اک قیامت ہے صنم عالم تری رفتار کا
خم ندامت سے کیا محراب مین کعبہ کر سر
گردن زاہد سی ہو جو اوٹھانا جب زنار کا
زندگی مین بے ادب ہوئی نذری گور غریب حسن
خاک ہی میری پس از مرگی اور دامن یار کا
اسا صنم عاشق ... پوشی نہین لازم تجھے
پردہ موسے ہی نہین اللہ کو دیدار کا

۱۰
ردیف الف

[illegible]

خطِ مشکین نے کیا اندھیر روی یار پر | روز روشن دیدۂ عاشق مین کالا کر دیا

یار کا رخسارہ رنگین ہے آتش رشک باغ
جب نقاب اوٹھا دی گلزار کو وا کر دیا

تصور ہر نفس ہے پیش چشم اوس پری رو کا
مجھے مقصود دل پردہ دری ہے عیب پوشی مین
تواضع دشمن جان کی زیادہ قتل کرتی ہے
گرایا دل نے لیجا کر مجھے تعزیہ نخدان مین
سبک ضعفو نکا احسان کھینچا ہے داغ پیشانی
کیا قتل اوسنے کینہ سی رقیب تیرہ باطن کے
چمن کا عالم آتا ہے نظر گنج شہیدان مین
حبیب نے مدت سے ہی عرض حال لا حاصل
رہ جلا دنکتا ہون بس مین اسیر زندان مین

نگہبان برق کو سمجھا کیا ہے اپنے خرمن کا
گریبان پھاڑ کر کرتا ہون پیوند اوس کا
خم شمشیر معشوقو نکا نہو ٹا ہے گردن کا
لکھا تھا ڈوبنا قسمت میں میری چاہ گلشن کا
نشان مٹتا ہے روئی زخم سے کب تا رسوزن کا
رکھا گردن پہ اپنے دوست نے احسان دشمن کا
قدم باد بہاری ہے مری فاتحہ کے توسن کا
نہ بخشے نفع ہرگز کوٹنا کچھ سرد آہن کا
نظر آتا ہے چشم منتظر ہر چشمۂ روزن کا

فروغ ظاہری کو داغ روشن دل سمجھے ہیں
چراغ بادۂ آتش نہو محتاج روغن کا

ادب تا چند اب دست ہو سن قاتل کے دامن کا
غضب ہے جان کو ہیلو میں چھپنا دل سے دشمن کا
جو سو یا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر

سنبھل سکتا نہیں اپنے وش سے بوجھ گردن کا
محل خوف ہے ہمسایہ قصاب برہمن کا
ہمارے اوسکے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا

شادمانی مین ہی پریشان حالت ماتم پیدا
نخچہ خندان مین ہی جیسے لب خندان ایسے غم پیدا
آسمان شوق ہی کوار و گنجانہ برسا دے
ہے نوزتری ابرو کا کیا خنجر پیدا
کام اپنا نہو اجیب کے ابرو سے
گیسوی یار ہوے درہم و برہم پیدا
کیشمہ ہوتا ہے بدن کا مجھ ہر غنچہ پر
کہین ہوتی نکرین قطرۂ شبنم پیدا
چپ رہو دور کرو منہ مرا کھلواو
فانلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا

ولسطے میرے ہوا ہے غم عالم پیدا
درد سر مین ہوا ایسا تو مری دل مین ہو درد
خاک اوس گل کی کیا اور سے عالم پیدا
ہاتھ دل لے ہزارون ہی موجود ہو
شادی و غم ہی کیا کے تو ہم پیدا
مین جو روتا ہون مرے زخم جگر مین
ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ و بر و ثمر پیدا
ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری [illegible]

پیشتر عنبر سے ہوتی ہے قیامت برپا	جو چلن چلتے ہین خوش قد یہ چلن ہی کسکا
دست قدرت نے بنایا ہی تجھے اے محبوب	ایسا ڈھالا ہوا سانچے مین بدن ہی کسکا
کس طرح تمسے نہ مانگین تمہین انصاف کرو	بوسہ لینے کا سزاوار دہن ہی کسکا
شادی مرگ ہی بھولا ہین سمایکا نہین	گور کہتے ہین کسے نام کفن ہی کسکا
دہن تنگ ہی موہوم یقین ہے کسکو	کمر یار ہے معدوم یہ ظن ہی کسکا
مفسد ہی جو کہ ہون اوس چشم سیہ سے کم ہین	فتنہ پردازی جسے کہتے ہین فن ہی کسکا
ایک عالم کو تری عشق مین سکتا ہو گا	صاف آئینہ سے شفاف بدن ہی کسکا
جس سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو	پھر یہ عناب و لب و سیب ذقن ہی کسکا
گلشن حسن سے بہتر کوئی گلزار نہین	سنبل اس طرح کا پیچ و شکن ہی کسکا
باغ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت	باغبان کون ہے اسکا یہ چمن ہی کسکا
خاک مین اسکو ملا او سے برباد کرو	جان کسکی ہی مری جان یہ تن ہی کسکا
سرو سا قد ہی نہین مد نظر کا مرے	گل سا رخ کسکا ہی غنچہ سا دہن ہی کسکا
کیون نہ دی ساختہ نہ ہی ہون ال و جانا ہے	قد رعنا کی برساختہ پن ہی کسکا
آج ہی چھوٹی جو چھٹتا یہ خرابہ کل ہو	ہم غریبون کو ہی کیا غم یہ وطن ہی کسکا

یار کو تمسے محبت نہین تو اے آتش
خط مین القاب یہ پھر شفوق من ہی کسکا

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا	لالہ سان داغ اوٹھانے کو ہوئی ہم پیدا

۱۲

[illegible]

پیشہ مفلسی مین ہر غریب لگا ہو ہوس سے ہوا ...
مضمون گیسوی یار دون سے ہے آتش
... مین جان مین جان ہے گیا انسان ...
ویسی تیری جاودانی مین ... سراپا
عنوان ... گیا ... لب ... جانا
تیری زلف ... نزدیک ... سلسلہ ... جانا
... دل آنکھون مین ... جانا
... دل ... دامان ...
کون سے دن کا ... فاصلہ ...
... زمین و آسمان کا فاصلہ ...
... دل ... [illegible]
جون وقت

جوش وحشت مین بیابان کو گیا ما تند روح
پاس الفت سے جنون مین بھی کپڑے پھٹ سکے
اے صبا جاو چمن مین تو تو کہیو یار سے
دوستی بھتی نہین ہر گز فرومایہ کے ساتھ
پہلے ہی پر زے ہوا دڑا ہو نہ پایا سینہ چاک
سامنے ہوتے ہی مژگان کے ہوا دل کو تمیز
حسن مین بھی عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہے
بستیان ہی بستیان ہین گنبد افلاک مین
بعد مدت ساتھ اوس گلرو کو جو دیکھا مجھے
چال ہی مجھ ناتوان کو مرغ بسمل کی تڑپ
کرکے آرایش جو دیکھی اوس صنم نے اپنی شکل
راہ الفت مین نہین اندیشہ پست و بلند
جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز
سیر ہو وحشت نے چراغ راہ جو سمجھا اوسے
لاشہ اوٹھوا کر نکما اسکو بھی اے قاتل اوجاڑ
کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو قتیل
کیا بیان عالم زوال حسن خوبان کا کرون

جسم خاکی کی طرح سے میر از ندان ہو گیا
طوق بنکر میری گردن مین گریبان ہو گیا
باغ مین جا کر نوا سے سرو خرامان ہو گیا
روح جنت کو گئی جسم گلی یان رہ گیا
یار ثابت وقت بد مین اک گریبان ہو گیا
موت سے اب تیر کی پلی کا سیاران ہو گیا
گل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان ہو گیا
سیکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان ہو گیا
اڑ گئی مرغ چمن خالی گلستان رہ گیا
ہر قدم پر یہ ہی یقین یان رہ گیا وان ہو گیا
بند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران ہو گیا
گر کے کب یوسف میان چاہ کنعان ہو گیا
مرگ صاحب خانہ ہی فاقہ جو مہمان ہو گیا
آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا
ہے فقط آباد اک گنج شہیدان رہ گیا
شکر ہے گردن تک آتے آتے احسان رہ گیا
روشنی جاتی رہی سر و چراغان ہو گیا

۱۳ کلیات آتش

وصف چشم یار مین یارا نہین تقریر کا
جاے خاموشی ہے عالم سرمہ کی تحریر کا
کس خوشی سے دور کر عاشق کا نالہ ہین سر کا
نقش حیا سے ترک جو ہر ہے تری شمشیر کا
جانب چرخ مقوس آنا ہوتی ہے روان
یہ گمان اک دن نشانہ ہی ہمارے تیر کا
اس قدر بیتاب ہون تری ابرو ای بحر حسن
پیرہن دنیا ہے وہ کا دام ہا ہی گیر کا

[illegible]

حال مستقبل بخوبی اس سے کرتے ہین بیان
[illegible] بھی تعلق ہے پیشانی کی تحریر کا

چار ابرو مین تری حیران ہین سارے خوشنویس
کس قلم کا قطعہ ہے یہ کاتب تقدیر کا

نرمی ظاہر سمجھ سے سخت گیری کی دلیل
پنبہ بھی بہر شرر ہے سکہ آتش گیر کا

ریشۂ موئے نماز پنجگانہ نے دیا
پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا

کیسی کیسی صورتون کی ایتو دل مین داغ ہین
اس مرقع مین بھی کیا کیا ورق ہے تصویر کا

حیف کی جا ہے نہو وے نرم و چرب اسکی زبان
پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا

گوش گل رخسار لالہ چشم نرگس سرو قد
باغ کا تختہ بھی صفحہ ہے کوئی تصویر کا

عاشقون کی خون سے رہتی ہے پیش سرخ پوش
دیدۂ زخم جوہر ہے تری شمشیر کا

کاروان تک روز واماندون کو پہنچایا کیا
اے جرس شاہد ہون تیرے نالہ کی تاثیر کا

نکر قصر چرخ مین کیا موج زن ہے تیرہ اشک
سیل ارادہ کر رہا ہے کس کہن تعمیر کا

اوس پری رو طفل کا دیوانہ ہون آتش جسے
کھیل ہے اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا

عالم منطق مصور ہو تری تصویر کا
منہ کتابی قطبی ہے خط حاشیہ ہے میر کا

رتبہ پہنچا ہے خموشی سے یہ مجھ دلگیر کا
جو کوئی دیکھے اوسے شک ہو گلی تصویر کا

زندہ جاوید ہین قربانیان تیغ عشق
سر کا کٹنا جانتے ہین پھوٹنا انکسیر کا

مثل شانہ دست من اوس زلف پر ہوئے اگر
دعوت افعی کرون بھر کر پیالہ شیر کا

جس سے لپٹا سو کہا مجنون کی طرح سے وہ سخت
عشق ہیچ پر مجھے ہوتا ہے شک زنجیر کا

ہجر کے صدمہ سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی
زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا

سرخ با وصف سیہ کاری ہے رنگ دمرا
سامنا ہوتا ہے کسکے عفو سے تقصیر کا

خط لکھون گا یا سیم اندام کو مین اے قلم
روشنائی مین ہو دودہ روغن اکسیر کا

ہر شب آدینہ آتا ہے وہ طفل شمع رو
اپنا تعویذ لحد بھی نقش ہے تسخیر کا

نوش سے صرفہ کرے خون گنہگاران عشق
پھول رنگین ہے پھلا پایہ تری شمشیر کا

۱۴

[illegible]

[illegible]

بچاتا تھا غضب ہے نگہ کا تیر اے دل | جگر کو سامنے آفت رسیدہ ہوتا تھا
رولاتا شام و سحر کس طرح نہ طالع پست | بلند سر سے مرے آب دیدہ ہوتا تھا
گریز یار نے برباد کر دیا ہمکو | غبار راہ غزال رمیدہ ہوتا تھا

نہ آئی دامن دایہ میں نیند اے آتش
درون دامن خاک آرمیدہ ہوتا تھا

دکھایا آئینہ فکر نے جب صفائے سخن کا | دہن کو جوہر کھلا زباں کا زباں کے عقدہ کھلا دہن کا
ہر ایک گلبن ہے نخل ماتم ہر ایک جو ہے پر آب دیدہ | جو زخم گل ہے بہار باغ کا ہے تو داغ تپ ہے چمن کا
نظر جو آیا ہے بید مجنوں تو روؤں مجنوں کی یاد پر میں | جو دیکھوں تیشہ تو سر کو پھوڑوں خیال آئے جو کوہکن کا
برہنہ آیا تھا یاں عدم سے برہنہ یاں سے چلا عدم کو | نہ بو ہی کافور کی سونگھی نہ داغ مجکو لگا کفن کا
چھوا جو گیسوئے عنبریں کو تو سانپ کیلا فسوں سے گویا | لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار میں نے کیا ہرن کا
نگاہ اول میں چشم میگوں نے یہ کہ محفل کی نیز گردش | وہ حال ہووے جو وقت آخر شراب خواران انجمن کا
خراب مٹی نہو کسی کی کوئی نہ مر دوئے دوستاں ہو | جدا ہوا شاخ سے جو تپا غبار خاطر ہوا چمن کا
جو حال پروانہ عشق میں ہے وہی محبت میں غیر کا ہے عالم دل | وہ شمع فانوس کا ہے کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا
جو بخت صحرا میں قبر دیکھی تو میں نے کندہ کیا یہ اوس پر | عبیر غربت جبیں کا ہو غبار خاطر نہو وطن کا

نہ یہ نزاکت پری میں ہوگی نہ حور میں ہے نزاکت آتش
جو ہار پھولوں کا اوسنے پہنا تو بوجھ اوٹھایا نہ پیرہن کا

بلبل گلوں سے دیکھکے تجکو بگڑ گیا | قمری کا طوق سرو کی گردن میں پڑ گیا

آتش تو پوچھ حال تو مجھ درد دل کا
سینہ میں داغ داغ میں ناسور پڑ گیا

[illegible]

غزل میں رنگ ناتو ہے اے [illegible]
پوچھا مجھے تو [illegible] جو حقیقت کی کنہ کو
یہاں سے کہ راستے میں بھٹک پڑ گیا
فرقت کی شب میں زیست نے اپنی وفا نہ کی
قبل سحر چراغ ہمارا نہ بڑھ گیا
پاتا ہوں شوق وصل میں اجابک کی
حسن بحال یار میں کچھ فرق پڑ گیا
لاشوں کو عاشقوں کی نہ اوٹھوا گلی سے یار
بستے تھا پھر یہ گاؤں نہیں جب اوجڑ گیا
دیکھا تجھے جو خون شہیداں سے سرخ پوش
ترک فلک زمیں میں نجالت سے گڑ گیا
افسوس کاروان سے میں اپنے بچھڑ گیا
آیا جو آتش لعل لب یار کا خیال
مین سخنہائے قلم کا ان بدخشاں میں پڑ گیا
[illegible]

[illegible] مجھ کو خاکساری سے [illegible] خراب ہوا

[illegible] نہیں [illegible] خواب ہوا

[illegible] آتش [illegible] آب ہوا

[illegible] صورت دولاب [illegible] انقلاب ہوا

[illegible] دل شکستہ تو [illegible] جواب ہوا

[illegible] آتش [illegible] وصل صنم کے جواب ہوا

سبزۂ بالا سے ذقن دشمن ہے خلق اللہ کا

رہروں کی موت ہے خس پوش ہونا چاہ کا

تل بٹھاتا ہے فلک منظور ہے گمراہ کا

برج میزان میں نہیں ہے موجب آنا ماہ کا

بسکہ پھرتا ہے خیال آنکھوں میں اوس دلخواہ کا

رنگ رو کے اوڑنے میں عالم ہے گرد راہ کا

صفحۂ دل سے اوٹھاؤں کس طرح نقش صنم

ملک میں ہوتا کسی کے گھر نہیں [illegible] کا

کرم کیا جو صنم نے ستم ایجاد کیا
شب فراق میں میں نے خدا کو یاد کیا

کرمی میں تری شک ہو جسے وہ کافر ہے
مجھے ملول تو دشمن کو بیسر شاد کیا

یہ دل لگانے میں ہمکو مزا اوٹھایا ہے
ملا نہ دوست تو دشمن سے اتحاد کیا

بہا جو نرگس فتان یار سے سرمہ
تو میں نے چہرہ پر اوسکو یقین صاد کیا

ہماری آہ سے اے ستمگرو عدو مانگو
ہوا سے تند نے کیا حال قوم عاد کیا

بچا میں جان کو کر کے تصدق عزت
وگرنہ دل نے نہیں کونسا فساد کیا

کہوں جو حالت دل یار سے تو کہتا ہے
جو کچھ کہ تو نے کہا میں نے اعتقاد کیا

جسے جل کے دئی پاؤں اوڑ گئی اغیار
ہماری نالوں نے جب کاربرق و باد کیا

عوض یہی ہے زمانے میں سر بازی کا
سلوک تو نے جو اے چرخ کج نہاد کیا

یہی کہونگا خدا سے میں روز محشر کو
فراق یار نے ناشاد و نامراد کیا

کروں میں شکر الہی کہاں تلک آتش
کہ دل صاف دیا پاک اعتقاد کیا

یہ انفعال گنہ سے میں آب آب ہوا
کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا

دل اپنا خون جو ہے ساقی و شراب ہوا
ہوا سے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا

کوئیں میں یوسف کنعان کو پھینکا اخوان نے
نہ مجھ سے مصحف گیسو کے چلنے کا پاتراب ہوا

گرہ تھی دل میں نہ بس حسرت ہم آغوشی
فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا

شکار گاہ جہان میں عزیز ہر دل تھا
بچا جو باز سے میں طعمۂ عقاب ہوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نزع میں آیا نہ بالین پر مری یار ایسلیے
آخر ہر ماہ ہے معمول چھپنا ماہ کا

ہون وہ ابتر طفل جسکو جان کھونا کھیل ہے
کنج مرقد ہی گھروندہ میری بازیگاہ کا

آسمان روی زمین ہی یار ماہ چاردہ
حلقۂ احباب گرد اوسکے ہی ہالہ ماہ کا

وہ دہن ہی چشمۂ شیرین تبسم موج ہے
وہ ذقن ہی چاہ خال اوسمین تو اہی چاہ کا

ناتوان میری طرح سی ہو جو عشق حسن سے
کوہ سے بھاری ترازو مین ہو پلہ کاہ کا

شعر کہتا ہون مین ای آتش خدا کی حمد مین
میری ہر اک بیت پر عالم ہی بیت اللہ کا

فرش ہو ای یار خاکِ دوست دشمن زیر پا
ہم گریبان پھاڑ نیکی آیا جو دامن زیر پا

منکر روز قیامت مین بہت ہی اعتقاد
لاکھی ای سر قامت اپنا مدفن زیر پا

رنگ گل سے خون ہمارے آبلو نکا شوخ ہی
نقش پا سی پھولتا جاتا ہی گلشن زیر پا

خار کا کھٹکا نہیں رکھتی ہین ہم آتش قدم
موم ہو جاے اگر آجاے آہن زیر پا

اونگلیان کانونمین دیتا ہی دم رفتار یار
ہر قدم پر آتی ہے آواز شیون زیر پا

بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتی تو پھر
سنگ رہ کو بھی نہ لاتی اے برہمن زیر پا

شاہ راہ ہستی موہوم مین وہ چال چل
اپنی آنکھونکو بچھا دین دوست دشمن زیر پا

سرکشی زیبا ہی ہم دیوانگان عشق کو
خم ہوئی ہے سیکڑون کی ٹوٹ کر گردن زیر پا

رہگذر مین دفن کرنا ای عزیزان تم مجھی
شاید آجائے کسیکے میرا مدفن زیر پا

پا برہنہ ہی رہو ہم خاکسار استے لیے
گوش زد ہووی ہمارے تا نہ دشمن زیر پا

ہزار جان تصدق ہے اس زخم کاری پر
دعاے حرز پئے چشم زخم سوزن تھا

[illegible]

یقین مرگ جو ... سے غرق آہن تھا
ہر اک صنم وری آنکھوں میں سنگ مدفن تھا

[illegible]

روٹنے پر میرے ہوا ہنس کے وہ گل تر شرمندہ
عالم نور کا افشان نہ ہوا تھا سو ہوا
برق تیرے نور ہے اوس رخ کی چمک سے آگے
کوئی گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا
دل شہید رہ داماں نہ ہوا تھا سو ہوا
تو نے کیفیت اوٹھائی ہے خرابات مین کیا
آتش مست جو بہکے تو پوچھوں اوس سے
یار بھی سفر ہے مین سومنات مین کیا
پردہ ہے کہ خدا اور بھی پابوس ہو وصل ہے ہم

تجھ سا انسان ... بکر بیان نہ ہوا تھا سو ہوا
یکتا نگین نکلا اوسکا تڑپ کر دامن
سر جلا دیئے پہ پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
ہو گئی دیکھ کے قاضی بھی طرفدار اوسکا
بیگنہ خون مسلمان نہ ہوا تھا سو ہوا
ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہے
نسخۂ شوق پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا
عرق آلودہ جبین دیکھ کے دل ڈوب گیا
شبنم بام سے طوفان نہ ہوا تھا سو ہوا

وصل کے بعد نہ کس طرح سے ہو رنج فراق	درد سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اوترا
چشمۂ حسن کی ہو جوں سے اشارہ ہے یہی	روتے روتے جو ہوا عشق کا دریا اوترا
درد سر مین جو ہوا اوس نو بدن یان ٹوٹا	تب چڑھی مجکو اگر یار کا چہرا اوترا
ذقن یار مین کی خط نے رسائی پیدا	چاہ یوسف مین خضر پھر تماشا اوترا
کیا عجب روئے جو ماتم مین ہمارے وہ بت	بیشتر کوہ کی اوپر سے ہے دریا اوترا
باغ سے باد بہاری کی ہے آمد آمد	طاق میخانہ سے ہے ساغر مینا اوترا
ذہن یار کا رہتا ہے تصور اسمین	شیشۂ دل مین پری نکلے ہی عنقا اوترا
سیر رکھتا ہے طبیعت کو کلام شیرین	سن و سال اہی یہ لیتے لیتے گویا اوترا

شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا پہلے
خون تری آنکھوں مین ای بلبل شیدا اوترا

۱۹

جب کہ رسوا ہوے انکار ہے سچ بات مین کیا	ای صنم لطف ہے پیدا کی ملاقات مین کیا
کوئی اندھا ہے جو مجھ ماہ کہے ای خورشید	فرق ہوتا نہین انسان ہی ذرات مین کیا
یار نے وعدۂ فردای قیامت تو کیا	شک ہے ای نالۂ دل تیری کرامات مین کیا
کوئی بتخانہ کو جاتا ہے کوئی کعبہ کو	پھر رہے گبر و مسلمان ہین تری گھات مین کیا
ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازہ پر	بوسہ یا گالی ملیگا مجھے خیرات مین کیا
ایسی اونچی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے	رات اندھیری کوئی آویگی نہ برسات مین کیا
دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف	ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا

قتل کر کے مجھے تلوار ... [illegible] نہ ہوا تھا سو ہوا
خون ناحق سے پشیمان ... [illegible] نہ ہوا تھا سو ہوا
[illegible] نہ ہوا تھا سو ہوا
[illegible] نمایان نہ ہوا تھا سو ہوا
[illegible] نہ ہوا تھا سو ہوا
آتش عشق سے ... [illegible] نہ ہوا تھا سو ہوا

[illegible]

[illegible]

عید قربان جو قریب آئی تو کچھ دل مین مجھ
مرغ بسمل کی طرح تڑپے ہزارون دل ار

پاؤن پہ آ کے مری حاجب ندان لوٹا
ہنستے ہنستے جو کبھی وہ گل خندان ٹوٹا

مین نے آتش جو کیا نالہ در جانان پر
دونون ہاتھون سے جگر تھام کے دربان لوٹا

خیال آیا جو عشق زلف مین دل کی تباہی کا
ہوا ہی بیشتر دھوکا دل پر داغ کا ہی سے
سمندر چشم تر باد مخالف آہ و نالہ ہے
شب ہجران مین جو دم تھا وہ گویا دم تھا
لحد پیار آتا ہی مری شرمندہ کرنے کو
سراسر شست کا عالم مین ہر اک ہو مین یا تھون
کرون تحریر گر مین اپنی رنگ زردی کی حالت
خدا بھی خوبصورت کو نہایت دوست رکھتا ہے
غنیمت جان اے دل جنبش ابروے قاتل کو
مسافر کو مدد کے رو کنے والا نہین کوئی
زیادہ رحم سے انسان کو احسان اوٹھاتا ہے
دم آخر بھی بالین پر مری ہمراہ یار آئے
تری شمشیر ابرو سے لگی ہے لاگ اسکو بھی

ہندہا فکر رسا سے یک قلم مضمون یاہی کا
شکار اکثر کیا ہی یار نے طاؤس و ماہی کا
یقین ہے کوئی دم مین کشتی تن کی تباہی کا
گمان تھا شام ہی مجھ پر چراغ صبح گاہی کا
نہ منہ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذر خواہی کا
تری زلفون کو شانہ چاہیے دندان ماہی کا
عجب کیا زعفرانی رنگ ہو جاوے طلائی کا
ارادہ کون ہی در پر کرون مین دادخواہی کا
تری معراج ہی تلوار سے مرنا سپاہی کا
نہ کھینچا خار نے دامن کبھی بھی بے نیاسی راہی کا
نہ ہونا خوب ہے ظل ہما ہم بادشاہی کا
قصیدون سے نہ محل باقی نہ رکھا عذر خواہی کا
گلا رہ وزرا زل سے کیون کتا ہوتا ماہی کا

۱۹

[illegible]

[illegible]

چاندنی سی ہے بڑا مرتبہ اندھیاری کا
آنکھ کیونکر مین رخ یار سے پھیرون ناصح
پڑھ لیا ہی نہین چشم کی بیماری کا
سبزہ رنگون سے بہت تنگ ہون بتلا ایجو
مجھکو دروازہ تو اس گنبد زنگاری کا
دل مین آتا ہے گلا کاٹئے در یار کا
بوالہوس حیلہ بھی کرتے نہیں یاری کا

[illegible]
پانی بھی ہے [illegible] قاتل بین ہوا
[illegible] دم شمشیر [illegible]
[illegible] دست دعا کو سامنا محراب کا
[illegible] طاق ابرو کی طرف
[illegible] مہتاب کا
[illegible] قاتل اجل کا
[illegible] کو قصاب کا
[illegible] اجل کی خواب کا
[illegible] ہون غلام اپنی بیچارگی کا
[illegible] صورت ابر رحمت

ساطرح حجاب روا ناہے غم دوری یار
ہو بیمار کی ہیں گور کو خندان ہونا
آتش اوس بلبل کی ہے تجھکو تمنا
تاکجا دوری بلقیس و سلیمان ہونا
فسق میں عاشق ... نہیں ہوتا بجز انجام کا
پیر ... ہے نہ لگا کباب خام کا
سر او ٹھا بالین سے ... مرگ بیمار
اے فروس صبح عاشق شورہی ہنگام کا
زلف نے شانے کو پہچانا رخ محبوب تک
بیرون حسن تہ بام کا
زینت رکھتا قریب ...
ایک عاشق در غلطان کیین ٹھہر پاؤن
اختر اقبال ہوں میں گردش ایام کا
دل کو اوٹھایا گرہ پڑ نے زلف یار میں
دانہ کا دہوکا ہے ...
گوشہ گیر ... دیتا ہے عقدہ دام کا
ٹوٹ جاتا ہے نگین کندہ ... میرے نام کا
ماتم دریا دلان شادی تنگ ظرفون کی ہے
گریہ مینا ہے باعث خندہ ... جام کا

دیوان آتش

فرصت اکدم عہد طفلی میں نہ رونی کو ملی
عاشقوں سے اپنے وہ جتنی بھویں ٹیڑہی ہوئیں
سوسن اون ہونٹوں کی مستی دیکھکر نیلی ہوئی
سیر کرکے دو گھڑی فرحت آہیں بہلا لیتے ہیں
جامئہ تن ہو گیا راہ عدم میں نذر گور
جان آنکھوں میں ہی صورت دیکھنے کی دیر ہے
مسند شاہی کی حسرت ہم فقیروں کو نہیں
ساحل مقصود دیکھا میں نے جا کر گور میں
بے تکلف آستان یار پر بلا اقدم
چشم تر سے کانپتی ہی قالب خاکی میں روح

پرورش پایا ہوا ہوں دامن سیلاب کا
اہل قبلہ سے پھرا سنہ کعبہ کی محراب کا
رنگ پھیکا فندق پانی کیا عناب کا
دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا
بوجہ اوٹھایا تھا اگر ٹھگ کے لیے اسباب کا
یار کا آنا ہے یان آنا اجل کی خواب کا
فرش ہے گھر میں ہمارے چادر مہتاب کا
ڈوبنا کشتی تن کو مژدہ تھا پایاب کا
دور کو سون رہ گیا ہے محمل احباب کا
کس طرح کشتی نشین کو ڈر نہو گرداب کا

سنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ
بھولنا ہی دل سے بہتر ہے پریشان خواب کا

زلف زیبا ہی قریب رخ جانان ہونا
نہ روا مجھکو تو ہی دوری کوی مقصود
عشق نے حال کیا مردہ کا بی وارث کا
آفت جان ہوئی اوس دہی کتابی کی یاد
داغ چیچک کے ہیں زیبا ذقن یار کے گرد

گنج کا سانپ کر لازم ہی نگہبان ہونا
راہ میں ظلم مسافر کو ہے باران ہونا
میری اوپر ہی یقین قبضہ سلطان ہونا
راس آیا نہ مجھے حافظ قرآن ہونا
لطف رکھتا ہے لب چاہ چراغان ہونا

[illegible]

ای تپ غم گور مین لیچل جوانی مین مجھ
دوپھر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا

تختہ میت فراق یار مین معراج ہے
وحی آتا جاتا ہون موت کی پیغام کا

بادشاہی ہی گدائی کوچہ دلدار کی
زیر پا ہر اک قدم ہے یان محل آرام کا

ای صنم عاشق سی ملتی ہین نہین آنکھین تری
نشہ اللہ ری شراب حسن کی دو جام کا

خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہی یان
لوح محفوظ اک نگینہ ہے ہمارے نام کا

گیسوون نے کر دیا دہ چند حسن روی یار
نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا

طوق زرین گردنون مین قمریونکی چاہیے
سیر گلشن کو ہی عزم اوس سرو سیم اندام کا

عرصہ روی زمین ہوجای دشت کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی
گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزہ پشت بام کا

داخل کعبہ ہوا کشتہ عدم سی برہنہ
پردہ عاشق نے نہ رکھا جامہ احرام کا

سیکڑون ہین دل ہی مثل ماہی ذی آب اسیر
یار کا چاہ زنخدان بھی ہے چشمہ دام کا

ہی سینی مین اپنے عالم دیوانگی
حلقہ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا

سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہی شکست
ٹوٹتا ہے نخل پر انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش دہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامہ احرام کا

زخم کاری سے کے جو کھانیکو مردل دوڑا
سر بکف مین طرف کوچہ قاتل دوڑا

ناتوانی نے یہ حالت مری پونچائی ہی
دو قدم مین جو چلون سیکڑون منزل دوڑا

۲۱ آتش

ورنہ گردون سی ہوسے کار نمایان کیا کیا
حسن مین پہلو خورشید کو دبا دے گا
ڈور بیٹھتا ہے ہمارا مہ تابان کیا کیا
روی دلبر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعوے
سامنے ہو کے ہوا آئینہ حیران کیا کیا
آنکھین گیسو کی تصور مین رہا کرتی ہین بند
لطف دکھلاتا ہے یہ خواب پریشان کیا کیا
گردش چشم دکھاتا ہے کبھی گردش جام
میری تدبیر مین پھرتا ہے یہ دوران کیا کیا

ای جا کہین بھی عشق یگانہ دوران نہ ٹھہرا
گردش سے دو گھڑی تو یہ آسمان نہ ٹھہرا
اسیری بند الفت یوسف کو چاہ مین
باہر نکال کے بھی کاروان نہ ٹھہرا
ای زلف یار تیری تعریف کیا کرون مین
قسمت مین مشک و عنبر تجھ گران نہ ٹھہرا
پوشاک سرخ پہنی جس دن سے تو نے
آگے ... نوجوان نہ ٹھہرا
... تیرے آگے ... ہوتے
... طائر کی ایک ستمگار ...
توحید گاہ مین ... ابرو کمان نہ ٹھہرا
... مروت ... لب تنگ ...
برباد کرنا ... دن کی مہمان نہ ٹھہرا
بلبل کا آشیانہ برگ خزان ...
عزلت گزین ... کا جوبن ... ارادہ
... سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا
بھونکے آشیان ہمارا ای برق آتش گل
رستے کے قابل ... بوستان نہ ٹھہرا

کچھ کہے کوئی مین منہ دیکھ کی رہجاتا ہون
گرم ہرگز نہوا پہلوے خالی بے یار

کم دماغی نے کیا ہم مجھے حیران کیا کیا
یاد دوے گی مجھے فصل زمستان کیا کیا

کوئی مردود خلائق نہین مجھسا آتش
کیا کہون کہتے ہین ہندو و مسلمان کیا کیا

۲۲
غزل

چشم یاران مین مری بعد نہ خوناب اوترا
یاد آیا نہین پھر وہ بیان سے جو خواب اوترا

شرط ہے رتبہ مردان خدا کا انصاف
ڈوبا فرعون ہین موسی وہین پایاب اوترا

ہوگیا شوق شہادت سے حلال اپنا دل
سان پر چڑھ گئی اگر دشنۂ قصاب اوترا

روز روشن شب تاریک ہے آنکھون مین
بام پر سے جو وہ خورشید جہانتاب اوترا

عشق اوس چاہ زنخدان کا ہوا جس دن سے
مینے سمجھا کہ لحد مین دل بیتاب اوترا

قتل مستی مین کیا دوست جو مجھسا اوسنے
دشمن جان سے مری نشہ احباب اوترا

سامنا روے منور سے ہوا ہے کس کے
چہرۂ ماہ ہے کچھ ای شب مہتاب اوترا

وقت مشکل ہین مین سب اہل کرم کے محتاج
دیکھ لے لشکر جنگی کو لب آب اوترا

آتش عشق مین تابت دل بیتاب رہا
آہ یخ کھا کھا کے ہے قایم یہی سیماب اوترا

بوسہ لب کا مزا لیکے پیا ہے مینے
حلق سے میرے ہی جب شربت عناب اوترا

برق وش دیکھ کے گیسوے سیہ کو مینے
چشم انصاف سے ہی ابر سیہ تاب اوترا

بھولنا بحر محبت کے غریقون کو نہ یار
پار بیڑا ہے ترا آتش بیتاب اوترا

[illegible]

بغل مین لیکے یوسف کو اکیلا دان سے گذرا مین
قدم رکھتے ہوے جس راستے مین کاروان کھٹکا

محبت دل لگی کس سے یقین عیار ہے آتش
جو کچہ نیکی کی بھی ہمنے کہی وہ بدگمان کھٹکا

لب لعلین نے بدخشان وہین دکھلایا
مشک بو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا

راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوے
نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا

اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفون نے
عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

آسمان ظلم کیے زیر زمین بھی تو نے
جامہ زیبون کو رخ دزد کفن دکھلایا

تری رفتار کا انداز نپایا ہمنے
کبک و طاوس نے بھی اپنا چلن دکھلایا

پاؤن شل ہو گیے تہی ٹھوکرین کھاتی کھاتی
ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا

یاد دلوائی چمن نے وہ تری گفت و شنید
گوش گل نے مجھے غنچہ نے دہن دکھلایا

تا دم مرگ نہ بیمار ہوا پھر وہ مریض
اک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا

کوچہ یار بھی مجکو وہی دکھلاویگا
جسنے بلبل کو تماشاے چمن دکھلایا

نوجوان مہر لقا یار کے بوسے لیتے
ایسا اک ماہ نہ اے چرخ کہن دکھلایا

تا سحر مینے شب وصل اوسے عریان رکھا
آسمان کو بھی نہ جس سیمین بدن دکھلایا

دل کو اون آنکھون کا دیوانہ سمجھ صحرائی
سیکڑون ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا

وہی چاہیگا تو اس سے یہ چھٹنے کی آتش
حکم اللہ نے جسے روح کو تن دکھلایا

اپنی زبان کو بلبل اندوہ گین چلا
یا برق نالہ سے قفس آہنین چلا

(حاشیہ)

جب سے کا چھا گیا ... آسمان سے بہار نے
... بہتی ... زمین چلا
نیرنگ ... مین ... زمین جلا
... آسمان ... تیر مین جلا
... اوپر مین جلا
... آفتاب ... زمین جلا
... خیمہ مین جلا
دنیا مین ہمنا سوخت ... مین جلا
دیکھا جوا اپنا حال دل ... مکین چلا
مجنون ... ہمین چلا
دو منازل کی کہان ... چلا
جس لعل آتشین کا ہو دل اپنا غیرت
جیسے ہمارا نام کہا ... نگین چلا
آہ شرر فشان کا یہ ابر ہو شب فراق
لاکھون مکان اس سے ہزارون مکین چلا
لالہ کی طرح خون کی عشق میں گل کہانہ جسم پر
تا باب ... پوستین چلا
... آتش ... دل مین روشنی
لطیف جان سے ... گھر مین نہین چلا

بیقدر رنگ رخ یار اسمین نظر آیا
وہ جو ذکر چمن مین تری نزاکت کا
گر وہ یوسف گل پیرہن نظر آیا
جس کی طرف نظر آ گئی بلبل
نقش سر راہ وطن کیا مجھے ... وطن
ہزار بوسے ہر اک برگ گل کا ہمین نظر آیا
گلی وہ ... مری وہ بدن نظر آیا

دکھائی آنکھوں نے سیر جہان رنگا رنگ
قفس کی جا کون سی مجکو چمن نظر آیا

کر گئی برق جمال اوسکی بند آنکھوں کو
وہ خلوتی اگر اے انجمن نظر آیا

یقین ہوا کہ ہی ظلمت مین چشمۂ حیوان
شب وصال ہمین وہ دہن نظر آیا

اوڑ ہائی چادر آب اوسکو منہ رو رو کر
کوئی جو مردہ مجھے بے کفن نظر آیا

بیمار پانی کے دکھلائینگے کاسۂ چشم
رولائیگا جو وہ چاہ ذقن نظر آیا

کیا ہی عشق کو آسان سمجھ کے آتش نے
کمال ہمکو تو مشکل یہ فن نظر آیا

زخم دل بھرتا ہی جلوہ چہرۂ پرنور کا
چاندنی مین یان اثر ہی مرہم کافور کا

سختی ایام ہی سے ہے یہ سامان عیش
خشت بالین کو سمجھتا ہون مین نا نور کا

کچھ نہ حاصل ہوگا کیسی ہی مشقت کیجیے
عشقبازی کام ہے بیگار کی مزدور کا

ہین وہ مے کش ہون چمن مین جسکی صورت دیکھکر
آپ ہوجاتا ہے شیرہ دانہ انگور کا

داغ سینے ہوتی ہین گل کھاتی ہین عاشق تیرے
گرم بازار اندفون ہے مرہم کافور کا

دین نہ ارباب صفا ہرگز کسیکے دل کو رنج
گوشۂ دامن سے اوٹھا جھاڑ کپ بلور کا

آگ سینے سے لبون پر دم اگلتا ہی عبث
ٹھہرنا اچھا نہین جب ہوا ارادہ دور کا

پھاڑ کر کپڑے نکل جاتا ہون ہاوا آتا ہی جب
ہو سمہ سے گذرنا بے تکلف عور کا

تشنہ خون ہی گیا جھ ناتوان کا تیر یار
گرسنہ مہمان پھرا جاتا ہی مقدور کا

ہو نہ اوس لیلے وحشی کا دل دیوانہ محو
بید مجنون سے کہان پیوند نخل طور کا

فی سبیل اللہ می ساقی نے کی ہی خیر خم — دست سائل مین پیالہ چاہیے بلور کا

آمد خط پر تو بوسہ کا نکر انکار یار — شام کو بکتا ہی روزینہ ہر اک مزدور کا

میرے یوسف سے زمین و آسمان کا فرق ہے — خاک کا پتلا ہے یوسف یار بکا نور کا

یار کے دل مین کب اپنی راہ پیدا ہو سکے — آہ مین میرے ہی عالم گردن مغرور کا

ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو — نام اک عالم مین چینی نے کیا فغفور کا

بوسۂ عناب لب کیجیے نہ عاشق سے عزیز — توڑنا اچھا نہین ہے خاطر رنجور کا

غلغلہ حرف انا الحق کا ہی قلقل کی صدا — بادۂ وحدت کا شیشہ سینہ ہی منصور کا

اوڑ کے آتش سے کہان مضمون عالی جا سکے

شاید انداز کب ہو کا نشانہ دور کا

صاف آئینہ سے رخسار ہی اوس دلبر کا — یہ خدا کا ہے بنایا تو وہ اسکندر کا

چشم مستانہ کی گردش مین تصور ہی اجل — غفلت انجام ہے جب دور چلی ساغر کا

دل کو چوٹ اوس رخ رنگین کے نظارہ سے لگی — پھول سے صدمہ پونہچتا ہی مجھے پتھر کا

جوش وحشت ہی پے قطع تعلق مقراض — سگ دیوانہ کو پابند نہ دیکھا در کا

قلب ماہیت ایسا آب صفا کھوتی ہے قدر — عدم آب سے ارزان ہو بھا گوہر کا

عاشقون سے طلب بوسہ کہان جاتی ہے — مور سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا

آفت جان ہی غرورانہ کو طاقت ہونا — چوب کو تیر کے بلنا ہے قیامت پر کا

چرخ کے پار گزر جاتی ہے آہ عاشق — سقف کو توڑتا ہے دود مری مجمر کا

روز اول سے دل بیتاب کو ... صورت سیماب مین پیدا ہی سے تسکین ہوا
عاشقون کے مرغ دل کو خون ناحق ... پنجۂ مژگان جانان پنجۂ شاہین ہوا
خون ہی ہوتا رہا ... [illegible] ... ہوا
وصل کی شب ... [illegible] ... سورۂ یٰسین ہوا
آتی ہے ... [illegible] ... ہوا
تم بھی اس مہمان سرا ... [illegible]

نزدیک انسان عاقل ہو بزرگی ... شور دریا سے ہے بہتر چشمہ جب شیرین ہوا
تازگی کیا ... عاشقون کے واسطے ... بادشاہ حسن نے ... آئین ہوا
عطر ساز آسے جو اوس گل پیرہن کے ... عنبر سارا وہ گیسو خال مشک چین ہوا
... [illegible] ... بہاری رنگین ہوا

دیوان ... ۲۶

ہوا جو دن تو ہوا اوسکو پاس سودائی	جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا
نپوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون	لگا کے آگ جسے کاروان روانہ ہوا
نگاہ ناز بتان سے نہ چشم زخم ہی کہہ	کسیکا یار نہین فتنۂ زمانہ ہوا
اثر کیا طپش دل نے آخر اوسکو بھی	رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا
ہوا سے تند سے تپا اگر کوئی گھوڑا کا	سمند باد بہاری کو تازیانہ ہوا
زبان یار خموشی نے میری کھلوائی	مین قفل بنکے کلید در خزانہ ہوا
کیا جو یار نے کچھ شغل برق اندازی	چراغ زندگی خضر تک نشانہ ہوا
رہا ہے چاہ ذقن مین مرا دل وحشی	کنوئین مین جنگلی کبوتر کا آشیانہ ہوا
خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو	یہ بیکسون کے مزارون کا شامیانہ ہوا
نہین ہے مثل صدف مجھسا دوسرا کمبخت	نصیب غیر مرے منہ کا آب و دانہ ہوا
حنائی ہاتھون سے جو ٹیکو کھوتا ہے یار	کہان سے پنجۂ مرجان حریف شانہ ہوا
دکھائی چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر	ہمین تو گوشۂ صحرا بھی قیدخانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے مر رہے آتش
ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

درد دل سے اس قدر کاہیدہ مین غمگین ہوا	جسم زار آخر کو تار بستر و بالین ہوا
دل کو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب	کاہ کا سایہ بھی ہمبر کوہ سے سنگین ہوا
اپنے خون کی بو ہمین آتی ہے جسے اے نسیم	ہاتھ منہدی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا

[illegible]

غم لعون سے اوس کی ہی کی اور ان آتوان سے آسمان تک [illegible]
پیچ پیچ ہے [illegible] طاق [illegible] خاک [illegible] آسمان تک
بیلا ہے [illegible] سیاہ [illegible] جب پیکان آسمان [illegible]
منت الٰہی [illegible] جیب [illegible] چھپا [illegible] تک
کیا [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] ای [illegible] تک
[illegible] سے [illegible] چل [illegible] جلیل [illegible]
ان [illegible] زہر [illegible] ہجر [illegible] مین [illegible] تک
[illegible] ایک [illegible] جب [illegible] تک

خناکا رنگ بھی ہوا جس نازک طبیعت پر	بھلا پہنچی وہ کیونکر پاؤنین جراب کا جوڑا
شب فرقت مین کافور ہون جو میری آنکھ جھپکی ہو	عبث بہتان غش ہو آکے مجہیر خواب کا جوڑا

لگاؤن ماہ کی سر پر اگر ہاتھ آئے ای آتش
ستارو نکا وہ پائی مہر عالمتاب کا جوڑا

آنکھیں عاشق کو نہ تو ای گل رعنا دکھلا
تپلیونکا کسی نادان کو تماشا دکھلا
یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے
گردش چشم بھی ای نرگس شہلا دکھلا
آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہر چند
اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا
ای جنون تجھسے مری آنکھ جھپکنے کی نہین
قید خانہ تو دکھایا ہے مجھے صحرا دکھلا
قلزم عشق مین کب تک رہے ہون ای حسن تباہ
لب دریا جو نہین تو تہ دریا دکھلا
چوٹی اوس حور کی ایڑیسی بھی بڑہ چلنے لگی
صبح محشر بھی پھر اے شب یلدا دکھلا
باغبان کونسی صورت مری جی لگنے کی
ایک تو مجکو قد یار سا بوٹا دکھلا
ایک مدت سے ہون آفت طلب ای گردش چرخ
کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا
کالے کوسون نظر آتی ہی دلا منزل گور
آہ کا بلق ایام کو کوڑا دکھلا
عاشقون سے تری کرتا ہے نہایت گرمی
روی خورشید قیامت کو کف پا دکھلا
دہیان آتا ہے جو چوٹی کا کسی کافر کے
کہتی ہے فکر رسا باندھ کے جوڑا دکھلا
چرخ نیلی ہے بہت اپنے شفق پر نازان
لب بام آنکے تو بھی کف پا دکھلا
بندۂ شاہ نجف آتش دل خستہ ہے
یا الٰہی اسے اب مرقد مولا دکھلا

[illegible] دیکھ [illegible] جبین [illegible]
[illegible] مین [illegible] بیان [illegible]
بیکار [illegible] مین [illegible]
[illegible] بچکی [illegible] وصل [illegible] ان [illegible]
[illegible] مین [illegible] ان [illegible]
بیرون [illegible] ان آنکھون [illegible]
دیکھا [illegible] یوں ان [illegible] مین [illegible] جان تک

۲۷ [illegible]

منتظر تھا وہ تو جست و جو مین ہم آوارہ تھا
شیفتہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا
ہے جو حسرت تو سراپا چشم ہونے کی ہمین
حاصل اس آئینہ خانہ مین فقط نظارہ تھا
جب شب مہ مین چکور اور تارے مرجاتے ہیں ہم
پتلیونکا نی ہی تارہ کوئی رخسارہ تھا
پھول گل جیب مین روتا تھا فراق یار مین
چشم تر منبع تھی ہر موج مژہ فوارہ تھا
سیل گریہ نے [illegible] دی سمند کو شکست
[illegible] نظر اک واقف کون نظارہ تھا
ایک شب تو وصل جانان کی تواضع ای فلک
چار دن مہمان تری گھر مین مین بیچارہ تھا
روز و شب [illegible] حال کا کھٹکا تھا [illegible] روز و شب
طالع [illegible] میری [illegible] سیاہ کارہ تھا
[illegible] ماتم مین عمر [illegible] بارہ تھا
[illegible] شفق
عہد طفلی سے جنون عشق کا مایل ہے شفق
شانۂ نخل بید مجنون سے مرا گہوارہ تھا
جان آتش [illegible]

سکہ بٹھلایا ہے اپنا نقش اسکندر اوٹھا
بسکہ دل جلتا تھا یہ نعال کی بیری فرقت
شب کو شعلہ ویسترون کو دھوان اکثر اوٹھا
ساسنے ہوتی ہین اوس غیرت کے اپنی آنکھ
ای صبا محفل پروانہ کی خاکستر اوٹھا
یار نے منہ دیکھکر آئینہ چہرہ او وقت صبح
بدمزاج انسان ہوتا ہے جہان سو کر اوٹھا
مثل عنقا نام تو مشہور عالم مین رہا
گو کہ اس کے سے جمہ آتا وہ کالبستر اوٹھا

آئینہ خانہ کو کیا محروم کی آنکھ اودھر اوٹھ
میری آنکھ نے بازیچہ اُن عجب
لب بازی کی ای حسرت نہی ای عشق
قدرت مرنے کی
حسن نے تشنہ دیدار رکھ عجب پایا
سوز نہان کو جو بھی شکل خستن مجبکو دیا
قدم یاران سے کہا اوس نے جو بھی
تو نے سونا اوس عاشق مجبکو دیا
پیر کا اک بوسہ قال لب شیرین پاییت

جہان شیرین مزہ جو ہی شیرین مین تیشہ کو دی	حوصلہ سی اپنے باھہ کو ہکن بیچارہ تھا
حالت دل کا بیان کرتا کسی سے مین تو کیا	عشق مین اک مصحف رخسار کی سیپارہ تھا
یہ ہوا ظاہر انا لیلے مجنون سی ہمین	اپنا دیوانہ تھا لپنے واسطے آوارہ تھا
حال اپنا ای صنم اپنی جدائی مین نہ پوچھ	سینہ و سر تہا ہمارا او رسنگ خارہ تھا
کوچہ قاتل مین جب شوق شہادت لیگیا	سر تھا گردن پر لپنے بار صد پشتارہ تھا
لوٹتا تھا دسمین بدخوئی سی مین مانند اشک	شوخی طفلان سے جنبان مرا گہوارہ تھا
شان عشق اعلی ہی مجنون و دمان عشق ہے	نا خلف نا قابل و نالائق و ناکارہ تھا

اہل عالم سی ہمیشہ آتش ایذائین ہوئین
مروم دنیا نمک تھی ہین دل صد پارہ تھا

گل سے خوش رنگ ہر اک داغ بدن مجبکو دیا	آتش عشق نے بیمار چمن مجبکو دیا
عاشق مردہ ہی شاید کہ چراغ مردہ	نہ تو رویا کوئی مجبکو نہ کفن مجبکو دیا
زخم کاری نے کیا بند زبان کو میری	زخم نے سینہ پہ اک زخم دہن مجبکو دیا
گردش چرخ نی غربت مین بھی پہونچایا رزق	جائے نان داغ عزیزان وطن مجبکو دیا
بوسہ لب نے تر ہی وصل کی شب ای محبوب	حاصل ملک بدخشان و یمن مجبکو دیا
زلف وان افعی ہی یان داغ جگر مہرہ ہے	حسن نے سانپ اوسی عشق نے من مجبکو دیا
جا کی اس غمکدہ سے یاد کرون گا مین بھی	رہنی کو تھا قصر کہن مجبکو دیا
میوہ خلد و نہین تیری مین بھی ہون ای نخل مراد	تو نے عناب لب سیب ذقن مجبکو دیا

نزع مین یار نے صورت نہ دکھائی مجکو
لیگئی وحشت دل گور غریبان کی طرف
خون کیا غیر کی دل کو مری جانبازی نے
دہن یار سے اک شعر کسی دن یہ سنا
بھر گیا دامن نظارہ گل نرگس سے

دشمن و دوست کو ہنگام سفر دیکھ لیا
ہمنے یاران گذشتہ کا بھی گھر دیکھ لیا
یار نے چیر کے پہلو کو جگر دیکھ لیا
ہمنے اس اپنی زبان کا بھی اثر دیکھ لیا
آنکھ اوٹھا کر جو کبھی ہونے اودھر دیکھ لیا

سو بر ورہے ہمنے لگا آئینہ آتش شب و روز
یار کو غیر سے ہے شیر و شکر دیکھ لیا

برق خرمن تھا کبھی نالہ دل ناشاد کا
شوق دید رخ نے دکھلایا اون آنکھوں کا ویا
عرصہ محشر مین جاتی ہے جہنم مین پڑا
دیکھکر مجکو اکڑتے ہین بہت بالا بلند
قتل کرتا ہی اشارہ ہی ترے عاشق کو ناز
ہل نہین چلتے ہین کج طبعون سے ہرگز راست باز
زال دنیا تنگ کرتی ہی نہایت ہی مجھے
دوستی بھتی نظر آتی نہین محبوب سے
اس قدر ایذا ہمین دی ہی بتون کی عشق نے
قامت موزون سے قصد آگے نکل چلنے کا ہے

حوصلہ باقی نہین اے آسمان فریاد کا
الفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا
اور اولٹے یان ارادہ تھا مجھے فریاد کا
کیا بلا ان پر بھی سایہ پڑ گیا شمشاد کا
حکم سلطان ہے ہی خونریزی عمل جلاد کا
چین پیشانی سے باہر ہے الف آزاد کا
ہے مگر اس بیوفا کا کیا بدن فولاد کا
ناتوان اوٹھتا نہین ان شغل ہی بیداد کا
حوصلہ جاتا رہا دل کو خدا کی یاد کا
تار ہے نا ہین گر قد اک رو دہم شمشاد کا

سوز دل سے جسم خاکی تو تپا ہوجائے گا
اس قدر نازان نہو ای شیخ اپنے زہد پر
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہوجائیگا
یار نے وعدہ فراموشی جو کی ہے مرگ کی
موت کا وعدہ تو ای آتش وفا ہوجائیگا
[illegible] اطلس بخت آسمان صرف قبا ہوجائیگا
عجب عریانی چھپا کر کیا قیامت ہے [illegible]
[illegible]

وحشت دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا
سیکڑوں کوس نہین صورت انسان پیدا
سحر وصل کریگی شب ہجران پیدا
صلب کافر ہی سے ہوتا ہے مسلمان پیدا

نہین کچہ امتیاز اس عشق کو گمنام و نامی کا	یہ لکھوا تا ہے خط سوا اسی بندہ کی غلامی کا
لہو کا اپنی قاتل کو بکن مین اب پیاسا ہون	مزا چکھا نہ مجکو کاش اس شیرین کلامی کا
بلا سے مجکو ایذا ہو برا ہی جوش جنون پہنچے	زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا
گیا گو جان سے مین ای سوز غم پر شکر کرتا ہون	کباب دل مین تو نقص تو رکہا نہ خامی کا
گلو ہی نالہ کو کرتا ہون قفل تیغ خاموشی	مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا
قناعت کچہ سمجھ کر یہی کیسہ کا کوئی کرتا ہے	تہا اندیشہ ای فرعون تجہے موسی کی حامی کا
حلاوت کچہ تو ہے جو دیدی اپنی جان شیرین کو	مزا چکھتے ہین مردم جانکنی کی تلخ کامی کا
شکار اپنے ہمارے حسن کا شاید کہ کھیلیگا	پہنتا ہے مرا ہیاد پیراہن دوامی کا
بسر ہو جائیگی کمل کے سایہ مین فقیرونکی	مبارک اہل دولت کو ہو منگیرہ تمامی کا

ابہی سیف زبان سے لو نہین کار ذو الفقار آتش
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

جذبۂ دل سے کمال کہربا ہوجائے گا	سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہوجائے گا
جو قناعت کی مزے سے آشنا ہوجائیگا	بہیک کا کاسہ اوسی دست دعا ہوجائیگا
تیری کشتون سے جو صورت آشنا ہوجائیگا	زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہوجائے گا
حالت اسکی اور سیر استخوان کی ایک ہے	شمع کافوری کا پروانہ ہما ہوجائے گا
پیس ڈالا دل کو خال عنبرین یار نے	کیا سمجھتا تہا مین دانہ آسیا ہوجائیگا
کیمیا ہے مہربانی صاحب تاثیر کی	مس کیا پارس نے جب آہن طلا ہوجائیگا

دل کے آئینہ مین ہے صورت جانان پیدا [illegible]
[illegible] بہار آئی ہے
[illegible]

[illegible]

خوف نافہمی مردم سے بجے آتا ہے — گاؤخر ہونے لگی صورت انسان پیدا
سوچ کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہے — جسم خاکی ہی جہہ اوسکو جو ہو زندان پیدا
بیمجا ہون کا مگر شہر ہے اقلیم عدم — دیکھتا ہون جسے ہوتا ہے وہ عریان پیدا
اک گل ایسا نہین ہوے نہ خزان جسکی بہار — کون سے وقت ہوا تہا یہ گلستان پیدا

موجد اسکی ہے سیہ روزی ہماری آتش
ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا

اوسکے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا — بے اجل وان ایک دو ہر رات مرجاتا رہا
کوے جانان مین ہی اب اوسکا پتا ملتا نہین — دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدہر جاتا رہا
جانب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہکن — اپنا تیشہ سینے کے پار کرجاتا رہا
نے کشش معشوق مین پا ہون نے عاشق مین جذب — کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا
واہ رے اندہیر بہر روشنی شہر مصر — دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا
نشے ہی مین یا الٰہی میکشون کو موت دے — کیا گھر کی قدر جب آپ گھر جاتا رہا
اک نہ اک ہو نفس کی فرقت کا فلک نے غم دیا — درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا
حسن کہو کر آشنا ہم سے ہوا وہ نونہال — پہونچی تب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا
رنج دنیا سے فراغ ایذا دہندونکو نہین — کب تپ شیر اوتری کس دن دسر جاتا رہا

فاتحہ پڑہنے کو آسے قبر آتش پہ نہ یار
دو ہی دن مین پاس الفت اس قدر جاتا رہا

[illegible]

جہان فانی

زلیخا کو دکھاوے آسمان تصویر یوسف کی
بلند و بست عالم کا بیان تحریر کرتا ہے
قلم پستا شلو دکھایا کوئی ماہر دست ہے ہنر کا
سبک سمجھو نہ آہ عاشق رشید کو بید ہو
اگر کی ہو وہ ہوا ان دیتا ہو اس قیامت کا
بٹھے گیرٹون مین بھی اکو بھی لعل گودڑ کا
[illegible]

جہان خالی نہین رہتا کبھی ایذا دہندون سے	ہوا تاسور تو پیدا اگر زخم کہن بگڑا
تو نگر تھا ہی تھی جبتلک اوس محبوب عالم سے	مین مفلس ہوگیا ایسی رشوت سے وہ سیم تن بگڑا
لگے منہ بھی چرانی دیتی دیتی گالیان صاحب	زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

بناوٹ کیف مے سے کھل گئی اوس شوخ کی آتش
لگا کر منہ سے پیمانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

کسکو ہے تکلگون سبب ہے یار کے مطلب تھا	خون جگر و دل سے پیمانہ لبالب تھا
کیا کہیے کٹے کیونکر اے بت شب تنہائی	اللہ رے غنی گا ہے کہ نعرہ یارب تھا
غماز سے خلطہ ہے اوس بت کو تو کیا غم ہے	درگاہ الٰہی مین شیطان مقرب تھا
سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت تھی	ہر صبح مسافر تھا مہمان مین ہر شب تھا
کیا تلخ کیا اسنے اس عمر دو روزہ کو	زہر اپنے لیے عشق معشوق شکر لب تھا
ایذا جو ہو اوس خال و گیسو سے تعجب ہے	وہ افعی بے دندان بے نیش بہ عقرب تھا
خون تھہلاسے نہی اوسپر جو شفق پھولی	ہمدوش کیعہ و چرخ اوس تک کا مرکب تھا
اوس قد کشیدہ کی جو شرح کرون کم ہے	اک مصرع موزون مین سو بیت کا مطلب تھا
پہلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو	تھا داغ سفید اپنی آنکھون مین جو کوکب تھا
موقع تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے	اولی تھا یہی اسیر عشق مین یہی لقب تھا

الفت نے مجھی مارا اہیبت سے اوسے مارا
مین اور رقیب آتش یکجان دو قالب تھا

[illegible]

ہماری قبر سے شاید کہ بوی شیر آتی ہے | وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہانٹھی سے نہیں بھڑکا

سمجھ لیتے ہیں مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

ہے جیسے دستِ یار میں ساغر شراب کا | گوڑی کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا
صیاد نے تسلیِ بلبل کیواسطے | کنجِ قفس میں حوض بھرا ہی گلاب کا
دریای خون کیا ہی تری تیغ نے رواں | حاصل ہوا ہے رتبہ سرونکو حباب کا
جو سطر ہے وہ گیسوی حورِ بہشت ہے | خال پری ہی نقطہ ہماری کتاب کا
نو آسمان ہیں صفحۂ اول کی نو لغت | کونین اک دو ورقہ ہی اپنی کتاب کا
ای موج بے لحاظ سمجھکر مٹائیو | دریا بھی ہی اسیرِ طلسمِ حباب کا
بچھوایی نہ چاندنی میں بام پر پلنگ | منحوس ہی قران مہ و آفتاب کا
اک ترک شہسوار کی دیوانی روح ہی | زنجیر میں ہماری ہو لوہا رکاب کا
حسن و جمال سے ہی زمانہ میں روشنی | شب ماہتاب کی ہی تو روز آفتاب کا
اللہ رے ہمارا تکلف شبِ وصال | روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا
مسجد سے میکدہ میں مجھے نشہ لیگیا | موجِ شراب جادہ تھی راہِ صواب کا
انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے | دم بند ہو وے طوطیِ حاضر جواب کا
الفت جو زلف سے ہی دلِ داغدار کو | طاؤس کو یہ عشق نہو گا سحاب کا
معمور جو ہوا عرقِ رخ سے وہ دہن | مضمون ملگیا مجھے جاہِ گلاب کا

۳۳

شانہ حنا کی پر کر ہو سبزہ جلی کا
باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا
زینت پسندوہ نہیں جو ہیں شکستِ دل
محتاج ہی پیچا نہ تھا خضاب کا
کعبہ ہی نام اک کشتِ [illegible]
یوسف کا حال یاد ہے [illegible] کا

...ون انکے ماہوں میں اگر وہ شراب آیا
سلام ہے ... کو ... جو ہم حجاب آیا
... موج ہوں ... ساحل میں آسمان و زمین
... جو جوش میں دریا کو اضطراب آیا
... پیر ہو بنہا اللہ رے شوق بلبل کو
... نوں سے صیاد کو جو خواب آیا
... ہوئی مری اوقات آئینے کی طرح
... جو مجھکو میسر آب آیا
... برق انداز کی
صدائے رعد سے ظاہر ...
شکار ... کیلئے ... سحاب آیا
خیال صبح میں سویا تو مجھکو پھر نکلا
دکھانے آئینہ جب تک نہ آفتاب آیا
شب فراق میں کار محال مجھے ہوا
اوڑی یہ نیند مری قدسیوں کو خواب آیا
کسیکی محرم اب ... یاد آتی
حباب کی جو برابر کبھی حباب آیا
ہمیشہ بلبل و قمری سے بحث نالہ رہی
کسی لحاظ سے چھٹا ... میں جواب آیا

... ۳

آنکھوں میں تیری چاہنے والوں کے داغ ہیں	شبنم پسند ہوویگا حسن آفتاب کا
دو نعمتیں یہ میری ہیں میں ہوں فقیر مست	اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا
اندیشہ گفتگوی نکیرین کا نہیں	رد کردہ ہے سوال ہماری جواب کا
چاہے شکست جہل تو تحصیل علم کر	وابستہ طلسم ہے لوح کتاب کا
بے معنی شعر میں نے کہیگا اگر سنا	اوسپر ہوا یقین مجھے بیت خراب کا
اوس ترک تک پہونچنے کی تدبیر ہی ہی	تعویذ خط ہو بازو سے مرغ کباب کا
پروانہ سے لڑا یا ہے بلبل کو رات بہر	شمعوں سے کے عطر یار نے مل کر گلاب کا
کس ترک نوجوان نے کیا ہی یہ شوق تیر	چھٹتا ہی بازوؤں سے ہر اک پر عقاب کا
حد سے نکل چلا ہی بہت سرمہ پونچھیے	لگتا ہے داغ موہی مژہ کو خضاب کا
خورشید حشر کا جو کیا ہی کسی نے ذکر	دکھلا دیا ہے یار نے چہرہ عتاب کا
دیکھے جو تیرے دست حنائی کی رنگ کو	شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا
بیخود ہوں سنکے مدعی شور و شر پسند	افسانہ اپنا شہرہ ہی فتنہ کی خواب کا
دریا میں غسل کے لیے اوترا جو وہ صنم	ناقوس مچھلیوں نے بجایا حباب کا
جو چاہیں لکھ لیں کاتب اعمال چار دن	دیکھوں گا روز حشر میں کاغذ حساب کا

آتش کی التجا ہے یہی تمسے یا علی
صدمہ نہو فشار لحد کے عذاب کا

چمن میں شب کو جو وہ شوخ بے نقاب آیا	یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا

شب فراق میں مجھکو سلا کے آیا تھا ... آیا
[illegible]
[illegible]

مقامِ رشک ہے الفت مین طالع طاؤس / چمن مین قلہ کہسار سے سحاب آیا

عدم مین ہستی سے جا کر یہی کہو گیا مین / ہزارون حسرت زندہ کو گاڑ کے آیا

محبتِ مے و معشوق ترک کر آتش

سفید بال ہوئے موسمِ خضاب آیا

رنج راحت کا مری واسطے سامان ہوگا / مشتعلِ راہِ عدم داغِ عزیزان ہوگا

گیسوون سا نہ کوئی رہزنِ ایمان ہوگا / خالِ ہندو سے تری خون مسلمان ہوگا

رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو / گلِ تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا

مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمہ سے سیاہ / گوشۂ چشم کوئی گوشۂ دامان ہوگا

عود کرنی کی نہین روح نکل کر تن سے / پھر نہوگا یہ گھر آباد جو ویران ہوگا

نالہ بلبلِ شیدا مین اگر ہے تاثیر / دستِ صیاد مین گلچین کا گریبان ہوگا

بوسے مے رکھتی ہے اس میکدہ مین کیفیت / محتسب توڑ کے شیشے کو پشیمان ہوگا

تیری فریاد کا محتاج مین واماندہ نہین / ای جرس میری لیے قافلہ نالان ہوگا

سایہ مین اسکے مری گور کھدیگی اک دن / ای پری روترے دیوانہ کا احسان ہوگا

آتشِ عشق سے ہوتا ہی سراپا تن داغ / وہ گنہگار ہون جو سر و چراغان ہوگا

خط کا آغاز قیامت ہے رخِ رنگین پر / خار و گل دیدہ انصاف مین یکسان ہوگا

دستِ گستاخ مین قزاق کا پاتا ہون ہنر / ایکدن یار مرے ہاتھ سے عریان ہوگا

حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون / نہ گدا مجسا نہ تجسا کوئی سلطان ہوگا

۳۵ پینتیس

لازمی ہے وان تھا و قدم نوح [illegible]

پانی جہان [illegible] کا [illegible] جال کا

امرد پرست ہے تو گلستان کی سیر کر

ہر نونہال رشک ہے [illegible] سال کا

اکدم مین جا ملون گا عزیزان رفتہ سے

کیا غم ہے [illegible] زمانہ [illegible] حال کا

سرخ و سفید رنگ [illegible] ہوتا ہے آشکار

وہ جسم نازنین ہے عبیر و گلال کا

[illegible] دل تھا نہ آئی ادھر [illegible]

گولی کا سامنا ہے [illegible] نظارہ خال کا

[illegible] حسن مین ہوگی [illegible]

ہوتا نہین زکات سے نقصان مال کا

وہ چشم ہی نہین دل وحشی کی فکر مین

[illegible] شوق شکار غزال کا

زنجیر و طوق [illegible] ہر دم [illegible] پہنا گئی

دیوانہ ہون مین [illegible] بہاری کی چال کا

روز سیاہ ہجر مین [illegible] چراغ

پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا

روشنی کی

اگر زخم سے کہ خشک ہوا اور نم ہوا
رکھی تھی اک دن اوسکی چھری تو تمام تیغ
ہر سال ہر گلاب کا تختہ قلم ہوا
نکلی نیام سے تو گلا [illegible]
چھوٹا گمان سے تیر تو پیر کرم ہوا
جب سے یہی کیا نہ تھی [illegible] سرفراز
[illegible] تیغ مین تواضع کا خم ہوا
نورانی چہرہ [illegible] کے نقش کا
محراب بیت کعبہ کا الف سر ارقم ہوا

تا گفتنی ہے حال بہار و خزان باغ
جسکو نظر پڑا او سے اندوہ و غم ہوا
تاریخ تیغ تیری کا اگر بیان ہمارے
صحرا کے سبزہ [illegible] باغ ارم ہوا
وارستہ خاطری سے زبس کی وا اہل ہمت
[illegible] عراق عجم ہوا
مضمون [illegible] برنگ
[illegible] فصل ورم ہوا
[illegible] داغ کیا نذر دل وام

روتے سے کہ بدلے حال پر اپنے ہنسا کیے	پروا ہوا نہ فاش ہمارے ملال کا
دکھلایا بے نقاب جسے بندہ ہوگیا	وہ روے سادہ نقش ہے صاحب جمال کا
کرتی ہے یان زبان کر یار مین کلام	معدوم ہے جواب ہمارے سوال کا

آتش لحد سے اوٹھونگا کہتا یہ روز حشر
مشتاق ہون مین یار کی حسن و جمال کا

ابرو ترک کی ثنا مین جو صرف رقم ہوا	خنجر زبان نہ بنگئی نیزہ قلم ہوا
گستاخ ہاتھ گردن دلبر مین خم ہوا	حد ادب سی شوق کا باہر قدم ہوا
ہے یار باغ خانہ بیمار ہوگیا	پھولا جو غنچہ مینے یہ سمجھا ورم ہوا
پیدا کی رفتہ رفتہ یہ ساعی کمر تلک	گیسوے یار جادۂ راہ عدم ہوا
تسلیم فقر سایہ نے اسکے کیا خراب	منحوس جغد سے بھی ہما کا قدم ہوا
یاد آیا طوف کعبہ مین ہندوستان مجھے	کوے بتان کا سایہ لباس حرم ہوا
بیڑا اٹھا ہے قتل کا کیونکر اوٹھاؤ گے	کسکر کمر بندھی ہے تو درد شکم ہوا
وقت اخیر جذبہ دل کھینچ لائے گا	دیکھیں سگے روی یار جو آنکھوں مین دم ہوا
ٹوٹے ہیں لاکھ شیشہ تیزاب ہر قدم	کانٹوں پر آبلوں سے ہمارے ستم ہوا
دنیا مین نیک ہے کسی فرزند بد کا امتیاز	کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا
شغل تصرف آج کس اہل نظر کو ہے	ہر آئینہ سکندر دہر جام جم ہوا
نقش دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل	کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا

۳۶

[illegible] آئینہ [illegible] مرنج
کیا تھا یا قوت لبان [illegible]
چین جبین جادہ [illegible]
[illegible]
[illegible] عشق [illegible]

[illegible] عشق [illegible]
انصاف [illegible] بلبل [illegible]
[illegible] حسن [illegible] عشق [illegible]
[illegible] آسمان ہوا
[illegible] عشق [illegible]
[illegible] ہوا

۳۷

اہل زمین سے صاف کہان آسمان ہوا
کس پر ورن ہیچ راہ مین فرش کتان ہوا

معدوم داغ عشق کا دل سے نشان ہوا
افسوس بو چراغ ہمارا امکان ہوا

دو ٹکڑے ایک وار مین خود حباب ہے
گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا

دیکھا جو مینے اوسکو سمندر کی آنکھ سے
گلزار آگ ہو گئی سنبل دہوان ہوا

ملتا نہیں دماغ ہی گیسوی یار کا
کچھ اندنون مین مشک کا سوداگران ہوا

خون ختم ہو گئے فراق مین کہا کے پیچ و تاب
شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا

سختی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پاؤن
جوش جنون مری لیے تخت روان ہوا

اپنو عاشقان سے ہوا حسن کو غرور
کثرت سے مشتری کے یہ سوداگران ہوا

پیوند خاک ہو گئے اک بت کی راہ مین
پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا

پھینکا گیا نہ پیر فلک نعل کی طرح
کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا

تو ڈوب کے گیا لب دریا جو چاندنی
استادہ تجھکو دیکھ کے آب روان ہوا

انسان کو چاہیے کہ نہو ناگوار طبع
سمجھے سبک اوسے جو کسی پر گران ہوا

اوس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہ گئی
کانٹے پڑی زبان مین جو مائل بیان ہوا

اللہ کے کرم سے بتون کو کیا طمع
زیر نگین قلمرو ہندوستان ہوا

انصاف مینے عالم اسباب مین کیا
نبوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا

گردش نے اسکی سر سے کیے اپنی استخوان
چکی بارے پیسنے کو آسمان ہوا

قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی
آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا

ایک عالم سے رسا سنتا ہوں مین مجنوں آہ سے
میری گردن تک تری گیسو کا حلقہ آئیگا

سرد مہری کا یہ ہنگامہ نہین رہنے کا گرم
آتش گل دامن باد صبا بھڑکائیگا

چار دیوار عناصر کی ہی وسعت کس قدر
نقش حیرت کو تنگ کردیگا جو دل گھبرائیگا

عرش ہی اوس بادشاہ حسن کا تخت روان
وہ صنم کو تل کبود چرخ کو دوڑائیگا

بعد مردن بھی رہیگا زلف مشکین کا خیال
گور مین بھی میری میرے ساتھ سودا جائیگا

خم لگا دے منہ سے ساقی لب تو تر ہو وین مرے
مجھسے دریا نوش تک کیا کشتی مے لائیگا

اپنی زلفون کو اولجھنے سے خفا وہ شوخ ہے
جسنے سیدھی بات کی اولٹا اوسے لٹکائیگا

مجھ قدح کش نجار دل بھی ہوتا ہے شریک
اک نہ اک دن ابر آب آتشین برسائیگا

یہ صدا آتی ہے مجھ دیوانہ کی زنجیر سے
امن چاہے تو دیار بیخودی مین پائیگا

آستان یار سے اوٹھنے کا قصد آتش نکر
چھوڑکر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا ٭

جیسی سے نالہ درد دل کی خبر نکرتا
ذکر درون خانہ بیرون در نکرتا

دربان یار مجھپر شفقت اگر نکرتا
دیوار پھاند جاتا مین در گذر نکرتا

زرگر نگین سے ہرگز پیوند زر نکرتا
اسم مبارک اوسکا جو نامور نکرتا

تلوار کو اگر تو زیب کمر نکرتا
قاتل ادہر کی دنیا کوئی ادہر نکرتا

حسن اوسکو پیش خدمت اپنا اگر نکرتا
خط عاشقون کی دل کو زیر و زبر نکرتا

اے آفتاب محشر آنکھون سے گر گیا تو
منہ پھیرتا جدہر سے پھر مین اودہر نکرتا

واہ ری لوہے کبھی سان کی اوپر چڑھنے
سہم ہی روح رواں کی تن خاکی نے نکی

تیغ ابرو نگہی خنجر مژگان نگیا
ساتھ یوسف کو زلیخا سے یہ زندان نگیا

صبح کی شام نظارہ مین رخ روشن کے
رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا

اوڑکی پونہچا دو جوش جنون سے وان تک
پاؤن سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا

روز و شب زلف رخ یار کا افسانہ رہا
ذکر صبح وطن و شام غریبان نہ گیا

مرغ بسمل کی طرح رقص کرینگے طاؤس
چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا

کون ہے دل مین نہین یار ترے عشق کا نقش
کس قلمرو مین شہ حسن کا فرمان نہ گیا

صادق القول نہین دوسرا مجسا میکش
شیشہ سے عہد تو پیمانہ سے پیمان نہ گیا

کون ہے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک
کون سا آئینہ اس حسن کا حیران نہ گیا

خاک پا تونے نہ اوس عیسی نفس کی چھڑکی
باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا

مجہ سا غم دوست نہو دیگا کوئی دنیا مین
کون سی مجلس ماتم مین مین مہمان نہ گیا

ای شتر رہون مقر آتش قدمی کا تیری
کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نہ گیا

پہوٹ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین
تمسے شرمندہ مین ای خار مغیلان نگیا

عاشق اوس غیرت بلقیس کا ہون اے آتش
بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
مردہ سے بدتر بس احوال مجہ محزون کا تھا

زرد تر ولیدہ ہمارا سبزہ مدفن رہا
خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا

٣٩

دم مین دم جب تلک تھا تری چاک مین جنون
مین گریبان چاک ہی تا تری بوسے دامن رہا
تجھی دوران بت خار جنون نے سنبل کی
موم مجہ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا
دیکھکر اوس ماہ رو کو عشق ہاتھے دود دیر
حال پر اپنے ستارہ اپنا جشمک زن رہا
باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے
دوست جس گل کا رہا مین وہ مرا دشمن رہا

تصور آدم خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا
گیا بلقیس تک مکتوب شوخ تیرہ سلیمان کا
قران مشتری و ماہ کا دور قمر مین آیا
ہنسین تیری کلم سے عالم مثل برق ہو ساقی
مبارک ہو وہی ہمکو ابر باران آستین آیا
بری شیشے مین اوتری کبھی یا قالب مین ہو آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا
نہ ٹھہرا نقش جب کا مشتری کو روز تکتا ہون
ستارہ بنکے سیم اور وہ زہرہ جبین آیا
خدا دیکھی

زیادہ بس کی پیدا ہوا نقش جو نازنین آیا
مبارک ترے زبان تشنہ دی جو شعر مین اوسکا
ہوا کا حسن کا محجوبی عشق کی کوئی دنیا مین
مقرر نکہ سوی باطل لگاؤن کو نفس مین آیا
[illegible] جو ہر [illegible] آئینہ [illegible] یقین آیا
دل اپنا نازنین [illegible] یادون کی [illegible] یقین آیا
[illegible] گلی یوسف [illegible] زبان [illegible] قرین آیا
[illegible] پہلوی یار [illegible] بہشت مین
قرشی جو [illegible] نفس [illegible] حسین آیا
[illegible] کیا [illegible] عشق [illegible]

زبان پر میرے صدقہ ہوسے نام یاسمین آیا
نمیمہ گلچین کی کبھی جسکو پہر آنکھین وہ تماشا ہو
غنیمت جان جو پیش نگاہ وابسین آیا
کیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے
خدا کے فضل سے خاتم کیا آتش یمین آیا

حنا دیکھی تو بس چشم تری دست نازک تھی
مبارک گشتیان می کی تیاں ہند کو ہووین
یہ گوہر اچار ون کے واسطے اے روح قالب مین
نہایت آتشہ دیدار ہین خوب اوسکو دیوین گے
یہ جنس دل بقدر اک نظر اوسکو دکھاوین گے
مشقت ہی مشقت کی ہے راہ عشق مین تنہے
نچھوڑیگا کسیکو آسمان گور مین بہیجے
سگ کوسی شکار اوسکا بتان خوش نگہ کرتے
گریبان تک بہی دامن سے جنون ہو رہنا اسکا
مری آنکھون سے اوس آئینہ کی صورت نہ دیکھیگا
مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو

تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا
جہازون مین فرنگستان سے آب آتشین آیا
گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا
اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آیا
جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا
پسینا پاؤن کا کس وزیان سر تک نہین آیا
سمجھ زیر زمین اوسکو جو بالائے زمین آیا
یہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوی چین آیا
بغل سے ہو گی دامن تک جو چاک آستین آیا
کھلے گی حسن کی قلعی جو کوئی قبح بین آیا
مقام گیسوی مشکین و خال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہو
گیا آخر تم جب اوس درگاہ مین اندوہگین آیا

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہین آیا
کیا ننگ ارانہ آب بقا پیکر او سی ہے نینے
غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو
کبھی قسمت کے لکھی سے زیادہ لکھ نہین سکتے

یہ پشت اسپ تک تیری سواری کی زمین آیا
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا
شرف ہے اوس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا
وہ نادان ہے جسے خوف کرام کاتبین آیا

ردیف [illegible]

گلہ عشق کا کب [illegible] معاف ہوا
[illegible] صاف ہوا
[illegible]

وہ دہن ہون نہ نکلا حرف غنچہ ہو | وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہوا

گرد اوس کوچہ کی پھرا آتش
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا

پیری نے قد راست کو اپنے نگون کیا
جامہ سے جسم کی بھی مین دیوانہ تنگ ہون
دیوانے تیرے یون تو ہزارون ہین اے پری
مجھ صوفی کی جو نعرہ ہی حال اوسکو آگیا
کس کس نگاہ ناز سے دیکھا مری طرف
گرگ بغل کو پہلو مین دل کی طرح رکھا
آرائش اہل حسن کو جادو سے کم نہین
آئی بہار کپڑے لگا پھاڑنے جنون
فرہاد مر کو پھوڑ کے تیشہ سے مرگیا
دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر
مضمون بندھا نہ ہمسے کبھی دل کی داغ کا
جوہر وہ کون سا ہی جو انسان مین نہین
کیا کیا نہ داغ مجکو دیے شوق بوسہ نے
آنکھون سے جا ے اشک ٹپکنے لگا لہو

محراب قصر تن کا ہمارے ستون کیا
اگلی بہار مین لسے نذر جنون کیا
شیشہ مین جسنی تجکو اوتار افسون کیا
مطرب نے نکڑے سر ہی مرے ارغنون کیا
کیا کیا نہ چشم یار نے مجھپر فسون کیا
یوسف سی بھی عزیز اوسی ہمنے فزون کیا
بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا
حامل نو سال حال کا اپنے شگون کیا
شیرین نے ناپسند مگر بیستون کیا
شکل حباب کاسۂ مے واژگون کیا
بیرون لب زبان سے نہ سوز درون کیا
دیکھ خدا نے عقل اسے ذوفنون کیا
کیفیت شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا
آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

کہان تک اس جدائی مین یہ گنجینہ نہان ہوگا
دہن مین بیتری دقت ہو دلی وقت بستہ دلکو
تامل موشگافون کو کرسکے دربیان ہوگا
پیمبر کو وسیلہ کر جو قرب اللہ کا چاہے
گذارا ایام تک کس طرح سی بی نزوبان ہوگا
حواس خمسہ دوری مین کیسے منتشر ہونگے
فراقِ دوستان ہمکو نصیبِ دشمنان ہوگا
عذابِ گور سے والمغفرہ نہایت ہی ڈر آتا ہے
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

راہ دیکھی صورتِ ہو سے ہین بحرِ ہستی — کشتی و پل سے ہنو ویگا گذارا اپنا
زیرِ دیوار ہین ہم بام کے اوپر وہ ماہ — ہم زمین پر ہین فلک پر ہی ستارا اپنا
بحرِ ہستی مین یہ طوفان ہی عدم تک پہنچے — غوطے کہکو آتا ہے ساحل سی کنارا اپنا
صبحِ محشر بہی نہون خوابِ لحد سی بیدار — منہ نہ دکھلاوے ہمین عمرِ دوبارا اپنا

سالہا سال سے تحصیلِ سخن ہی آتش
اس قلمرو مین ہی مدت سے اجارا اپنا

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبہل جاؤنگا — صورتِ تیر ہین تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہین ہون مین کہائی سی جو ٹل جاونگا — آج جاتا تہا تو ضد سی تری کل جاؤنگا
شامِ ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی صبح — منہ چہپا کر مین اندہیری مین نکل جاؤنگا
کہینچکر تیغ کمر سے کبہو دکھلاتے ہو — نافِ معشوق نہین ہون جو مین ٹل جاونگا
شبِ ہجر اپنی سیاہی کسی دکھلاتی ہے — کچہ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاونگا
کوچۂ یار کا سودا ہی مری سر کے ساتہ — پاؤن تہک تہک کے ہون ہی چند کہ شل جاؤنگا
ضبطِ بیتابیِ دل کی نہین طاقت باقی — کوہِ صبر لب یہ صدا دیتا ہی ٹل جاونگا
طالعِ بد کی اثر سے یہ یقین ہے مجکو — تیری حسرت ہی مین ای حسنِ عمل جاونگا
چار دن زیست کے گذرینگی تاسف مین مجھے — حالِ دل پر کفِ افسوس مین مل جاؤنگا
نعلہ رویون کو دکہا دو نہ مجہ ای آنکہو — موم سے نرم مرا دل ہے پگہل جاؤنگا
چاہئے گل کہا نیکو ہو دہین عنایت مجکو — گر میان ہین جو یہی آپکی جہل جاونگا

حالِ پیری کیسے معلوم جوانی مین تہا — کیا سمجھتا تہا مین دو دن مین بدل جاونگا
وہی دیوانہ ہی پہری ہی بہار آئے تو دو [illegible] جاونگا
دیکھکر دنیا کی صورت کو بہل جاونگا
شعر دیکھینگے ہم مری فکرِ رسا کے آتش [illegible] جاونگا
مرا گل کوچہ جانان مین [illegible] ہوگا
بہشت و رضوان [illegible] کون مہمان ہوگا
خدا کو فضل سے بہی مشرف اپنا مکان ہوگا
کہین جب ٹ بہی سکی [illegible] ہوگا

آتش ۴۹

[illegible]

[illegible]

موا لیکر ہم اوسے لپٹنے گلے کو کاٹا
نہین گفتار ہی عالم سے نرالی اوسکی
ہاتہ گردن مین جو ڈالون تو یہ کہتا ہے وہ گل
حقتعالی نے جو چاہا تو دکہاویگی صنم
سوزش عشق سے ہوویگی نفاق انگیزی
تنگ کرتی ہے قبا تجکو نہایت اے گل
شش جہت مین نہین اوس روے کتابی کا نظیر
حال دل کہہ ہی کہتی ہے زبان شمع کی طرح
خانہ یار کا سن رکھہ یہ نشان اے قاصد
پینگی دل کو جو دیوے وہ اوسی تہیلے
بے بہا حسن کا اوسکے نہ بنے گا سودا
ہو نہ ہمسر تری زلفون سے بنفشہ سنبل
یہی رونا ہی جوان خانہ خراب آنکھون کا

گو دی قاتل کرے ابرو کی جو تلوار جدا
طرز رفتار الگ بندش دستار جدا
یارب انسان کے گلے سے ہو یہ ہار جدا
زلف سے پیچ تری پٹی دستار جدا
چار عنصر کو کریگی یہ تپ حار جدا
بند بند اسکا کریگا یہ گنہگار جدا
سعی نو ہین ہر اک فقرے مین وچار جدا
لب سے لب کیجو نہ اس بزم مین زنہار جدا
تیرے سایہ سے کہڑی ہوویگی دیوار جدا
ساری سرکارون سے ہے عشق کی سرکار جدا
میرے یوسف سے کہڑی ہووین خریدار جدا
لٹکے ہر پیچ مین اک دل ہے گرفتار جدا
بام سے در سے جدا او رہی ہے دیوار جدا

زندہ کو قتل کیا مردہ کو زندہ آتش
فتنہ حشر سے ہے یار کی رفتار جدا

بہاتا ہی نہایت دل کو خط رخسار جانان کا
رواں لکھتا ہی خون آنکھوں سے ہجر اک مہربان کا

گھسیٹے گا مجھے کانٹون میں سبزہ گلستان کا
شفق آلودہ رہتا ہی ہلال ابرو گریبان کا

وہ جائیگا ہماری حالت دل جو دیکہا ہے
اشارہ ابرو پیوستہ سے برگشتہ مژگان کا
نہین کچہ دفتر گل ہی چمن مین لکہی سرگذشت اسکی
شہادت نامہ بلبل سے پرتا گلستان کا
اوبہاوی نرگس شہلا آنکہ اوپر اگر دیکہے
مرے مرزا منش کی انکہہ مین سرمہ صفاہان کا
کیا ہی خانہ زنجیر مین جا وحشی
ہوا ہی دور مین

[illegible]

خدا مر وہی تو سودا اوسی ہی زلف پریشان کا
جو آنکھین ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا

جگر ہون پان کہا گر بکے لعل بدخشان کا
ملو منہا ہی جو سیپر اچہا تھی ہو پنجہ مرجان کا

دل صد پارہ کو سودا ہے اک گیسوی پیچان کا
نگہبان افعی پیچ شکین ہے اس گنج شہیدان کا

خداو نجتبن کے عشق نے آمین جگہ کی ہے
نگین دل پہ اپنے نقش ہو مہر سلیمان کا

دل اوسکا ہی خیال یار اگر تشریف فرما ہو
قدم آنکھون کے اوپر سر کے اوپر ایسے مہمان کا

خیال اوسکا اوسکی ہاں کہین پھرتا ہون مجنون ہین
مرے دیوانگی دم بند کرتی ہی پری خوان کا

خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
نشان رہتا نہین ہی نام بہ بجا تا ہی انسان کا

شب مہتاب مین منہ کھولکر وہ شوخ سوتا ہے
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی ماہ تابان کا

کہان جاتی ہی یہ ہر چند بہاگی شوق منزل سے
ہمین آگے ہین جب پیچہا کیا غم گریزان کا

خوشا حال اوسکا اہد او جیون سے جو بے بہ ہی
گریبان گیر ہے کوئی نہ دامنگیر عریان کا

جمال یار نے جو نقش اپنا اوسمین بٹھلایا
دل مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا

معطل ہین اطبا سنکے بیمار اچھے ہو تو ہین
فسانہ تیری عناب لب و سیب زنخدان کا

جبین پہ اپنی افشان کو جو اوس محبوب نے چھڑکا
کتابی چہرہ نے نقشہ دکہایا لوح قرآن کا

سپہر در رستے ہین مشتاقون سے یہ آج کل وہ ہی
اون آنکھون نے بہی سایہ پڑ گیا رشتہ مژگان کا

ہلال آیا او دہر اوسکو قضا تھا دم ادہر اپنا
بلا ہی جان خفا ہونا ہی خوش اسلوب انسان کا

رخ روشن ترا جو دیکھتا ہی وہ یہ کہتا ہی
سحر کو کوئی منہ دیکھی تو ایسے مہر تابان کا

زبان سے اوسکے افسانہ وہان یار کا سنتے
بہیسا کوئی ہوتا جو واقف راز پنہان کا

کتابی چہرہ کی نظارہ سے ... آنکھین
دل اجاب کی ...

[illegible]

ای پری پیکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا
یہ جو روشن ہی چراغ حسن بے پروانہ تھا

حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین
پردہ مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا

اوٹھ گئے بی تیری دگر گون ہوگیا رنگ نشاط
جام خالی میکدہ مین سنگ ماتم خانہ تھا

واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور
جان یان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا

آج کل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین
عالم ارواح مین میرا ترا یارانہ تھا

نیند اوڑ جاتی جو سنتا یار میرا حال دل
خواب شیرین تلخ کر دیتا یہ وہ افسانہ تھا

بحث علم عشق کی قابل تھا دو نو مین ایک
کوہکن بیمغز تھا مجنون جو تھا دیوانہ تھا

پردہ ہی گوش تک سننے کو آجاتی ہی جان
کس قدر دلچسپ حسن یار کا افسانہ تھا

حال پر اپنی توجہ کی نظر تھی جن دنون
آفتاب ذرہ پرور جلوہ جانانہ تھا

جوہر جام جہان بین سنگ یہ روشن ہوا
بادہ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا

لعل لب دو نون تھے اے محبوب لعل شب چراغ
دانت تھا جو منہ مین تیری گوہر یکدانہ تھا

مشق ناوک افگنی کرتا تھا جب وہ شمع رو
سیکڑون ہی تودہ خاکستر پروانہ تھا

مصحف روے حقیقت کی تلاوت سے کھلا
عشق معشوق مجازی ہی ابجد طفلانہ تھا

ساقیا تعریف تیرے میکدہ کی کیا کرون
ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا

لیسکر کہتا تھا ہر اک اونھین سے ہیرے کی چمک
جوہر روے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا

واہ رے نیرنگ سازی طلسم زندگی
محو بت آنکھین تھین دل اللہ کا دیوانہ تھا

سایہ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول
پادشاہ وقت نے لفو نہین ہمارا نشانہ تھا

کشتہ ہو گرم صحبت جانی یار کا
مارا ہوا دل اپنا ہے غمزے کی تجار کا
نافہمی کی و بسمل یہ تکیہ ہے دار کا
منصور پر یقین ہے بہت نے سوار کا
بسمل کو ساز وار ہو موسم بہار کا
عہد شباب مجکو مبارک ہو یار کا
رنگ طلائی رکھتا ہے اندام یار کا
موسے کمر کو رشتہ ہے سونے کے تار کا
پہونچا دیا عدم شب تار فراق نے
دکھلا دیا سواد ہم ساے دیار کا

[illegible] جو [illegible] خون کی بنا ہو کیا
کس کس کا سر [illegible] خون مرے جلاد سے ہوا
بسمل کی [illegible] محبت [illegible] قتل
[illegible] عسل نہ [illegible] سے ہوا
تا گور بار اشک بہا کر [illegible]
فون بیگناہ کا نہ [illegible] جلاد سے ہوا
عاشق کے [illegible] قتل [illegible] وہ شوخ

یہی شوق آنکھون کو ہر سال رہے مہینے رہتا
ماہ نو دیکھ کے منہ دیکھیے اوس مہ غیرت کا

سر محفل نگہ اوس شوخ سے گستاخ ای شوق
چاہیے خلوت اسی وقت نہین قابو کا

فکر کو زور سے باندھا نہین جاتا آتش
ہاتھ آتا ہے جو مضمون بھی کسی بازو کا

ابدال سے ہوا نہ قوا و تا دسے ہوا
ای جذبۂ دل جو کچھ تری امداد سے ہوا

مومن سے بہتر اوسکو سمجھتے ہین اہل دل
کافر جو پیر عشق کے ارشاد سے ہوا

گل پر شرف ترا نخ خوش رنگ لیگیا
قد کا بلند مرتبہ شمشاد سے ہوا

زلفون کو دام دیکھ کے گل بھول جائیگا
بلبل کا سامنا نہین صیاد سے ہوا

تیری الف سے قد نے کیا ہی جسے فقیر
مرشد وہی ہے فرقۂ آزاد سے ہوا

رونا بہلا دیا مجھے ابرو کے عشق مین
خندان جو زخم تیغ کی بیداد سے ہوا

کس کس طرح کے ناز کیے جب ظہور عشق
حسن و جمال یار کی ایجاد سے ہوا

تیغ تغافل سے جبکہ نہ دیکھا کہین بچاو
باہر کہڑا مین قلعۂ فولاد سے ہوا

اے موت روز حشر کریگا یہ پھر نمود
نخل حیات قطع نہ بنیاد سے ہوا

فریاد رس جو داد نہ دی اوسکی جور رضا
جنے سنا وہ نعش مری فریاد سے ہوا

سیر اپنے باغ کی بھی نگر نے دہی کفر نے
کار بہشت کوئی نہ شداد سے ہوا

عیسی نفس سے میرے یہ کہیو پیام بر
نسیان کا مرض ہے تری یاد سے ہوا

تیری ہی گنج حسن کو سودا مین چند کو
شوق خرابہ کشور آباد سے ہوا

[illegible]

آتش یہ کسکی چاہ کا دم مارتے ہو تم
وہ دلبرا ہی دشمن جان دوستدار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا | رہتا ہے چار فصل مین موسم بہار کا
دامان زین چھوا ہے جو اوس شہسوار کا | ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا
سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا | پھندا اتارتا ہون گریبان کے تار کا
اوس بادشاہ حسن کی در کا فقیر ہون | ظل ہما سوا ہے جسکے دیار کا
پیری مین داغ عشق نہ کیونکر عزیز ہو | بے فصل کا ثمر ہے یہ گل بے بہار کا
وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام یہ | آنکھون کو روگ دے گیے ہو انتظار کا
آتی ہے مجکو شہر خموشان سے یہ صدا | تاریکی لحد سے سوا اوس دیار کا
فصل بہار آئی کہین قطع ہو چکے | دامن سے سلسلہ یہ گریبان کی تار کا
دست علی کی ضرب کا جنبش مین ہے اثر | اون ابروون مین معجزہ ہے ذوالفقار کا
بعد فنا ہے کو بہ کو گیسو کی جستجو | سودا تو دیکھو مرے مشت غبار کا
چلتی رہی چھری تری ای ترک صید پر | فوارہ چھوٹتا ہے خون شکار کا
گیسو نے قرب آئینہ روی یار سے | ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے تتار کا
پیچھے نہ پاؤن بعد کہ عشق سے ہٹے | تلوار کھا کے بوسہ لیا دست یار کا
باز آوینگے نہ مرکے بھی صورت کے عشق سے | آئینہ ہو گا سنگ ہمارے مزار کا
پھندی ہین زلف یار کے جیسی ہینسا ہو دل | دیتا ہے صدمہ موج کو سینہ شکار کا

[illegible]

شراب عشق نہ اک قطرہ بھی پلاکو ہو گی
چراغ خانہ ہو وہ رشک شمع طور ہمارا
اندھیری رات مین نکلی تو نور روز ہوا بین
نمود قرص ہین وہ جابین اگر ہے دور ہمارا
علم ہے شوق تماشا کنان کشان کشان آیا
زبان جو ہو بھی کہین آنکھین نہ [illegible] نور ہمارا
تری جمال کے نظارے [illegible] ہین پر روشن
گناہ بخشیگا [illegible] غفور ہمارا
معاف ہو ویگا جو ہے کچھ قصور ہمارا

چپانیکو جو سنگ اے ترک ادھو تو ٹی گھسیٹا ہے	شہادت خواہ پھڑکی ہین تری تلوار پر کیا کیا
رکی وان بھی طبیعت بدگمانی سے محبت کی	چمن مین گل سے کھٹکا ہون نیز قربِ خار پر کیا کیا

ہوا جو گوش زد افسانہ حسن یار کا آتش
ہماری رال ٹپکی شربت دیدار پر کیا کیا

لگا ہو نیچ کپڑے پھاڑے ہین قباے یار پر کیا کیا
صبا کیں لپٹ گئی ہر دست و پاے یار پر کیا کیا
کیے ہین شکر کے سجدے جفاے یار پر کیا کیا
رہا ہے دل مرا راضی رضاے یار پر کیا کیا
گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدانِ محبت نے
لہو کے گھونٹ گھونٹے ہین خناے یار پر کیا کیا
خیال آیا ہے اوس خوشرو کو جو صورت نمائی کا
ہوے ہین آئینے حیران صفاے یار پر کیا کیا
بنا ہی خیر دہی خالق نہین پاپن اوس نے
دکھایا ہے رنگ لعلِ بے بہاے یار پر کیا کیا
کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے آئینہ کو پتھر سے ہمنے
ہوا ہے رشک صورت آشناے یار پر کیا کیا
سمجھا رکھا ہے احوال قیامت ہمنے آنکھون کو
بندھی ہے گی ٹکٹکی اپنی لقاے یار پر کیا کیا
رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا
اڑے ہے مفلس در دولت سراے یار پر کیا کیا
کیا ہے اک جہان دیوانہ اوسکی جانہ بینی نے
گریبان چاک ہوتے ہین قباے یار پر کیا کیا
کیا ہے خوش خرام ناز کا عالم جو دکھلا کر
ملین ہین ہمنے آنکھین نقش پاے یار پر کیا کیا
قیامت ہے فلک پر رکھی کلاہ کج جو دیکھا ہے
ہماری جان نکلی ہے اداے یار پر کیا کیا
ادا فرمودی نہ آنکھ اوپر شب وصل اوس ہے رو گی
چڑھا ہے جن مری غصہ حیاے یار پر کیا کیا
نہین آئیکا میری بعد شانہ کا خیال آتش
پڑے ہین پیچ گیسوے رساے یار پر کیا کیا

قرار کرتے ہین صورت گری ہو دل کی جو ہر ہمارا
نشاط و عیش بھلا ہے تو ہے سرور ہمارا
دل فگار کا دیباچہ [illegible] ہمارا
گذر ہوا جو کبھی جانب قبور ہمارا
پسند کی [illegible] شعور ہمارا
[illegible] قصور ہمارا

ردیف [illegible] ۴۸

[illegible]

زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھونکی جو کرتی ہین
کہن سالی مین بھی الفت ہی سے نوجوانون کی
زوال حسن مین تو لوٹ لیتی ہے کیفیت
لب جان بخش کی جنبش سے آیا دن آنکھون سے
نگہ سیری نہین نظارۂ پر غیر سے پڑتی
قرار اسکو نہین آتا ہماری بیقراری سے
بسے شوخی سے اپنی ہوگی مہندی اوس پری رو کی
تماشا ہے تو گل خندان ہے تیری جس قدر مجھکو
بنایا ہے سے تا شام اونکو آئینہ رکھکر
محبت ہوتی ہی معشوق کو بھی عشق کامل سے
نشاط و عیش کا ساماں ہے تجھ بن گل کا ساماں
چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آوے
نہایت دل ہرا و یدار کا قاتل کی ہوگا ہی
کہلا دی پڈ بان سوز فراق یار جب چاہے
بنایا ہم نے بس حکمت اپنی دست قدرت سے
جنون لایا عدم کو یان بھی گھبرایا ہو دم اپنا
مزا ایتا نہین نعمت سے اپنی بدنصیبون کو

لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا
وہی عشق آج تک ہی مجکو حسن روز افزون کا
بہار آخر ہی چلتا دور ہی صہبای گلگون کا
تمہاری اور انہی فرق ہی اعجاز و افسون کا
وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا
زمانہ آئینہ ہے اپنے احوال دگرگون کا
حنا پیدا اگر یکی رنگ مجھہ سودائی کے خون کا
نہوگا اس قدر شاعر بھی جو یا تازہ مضمون کا
بلا سے آمین سودائی ہو کوئی زلف شبگون کا
زمین مین ساتھ تارون کے گڑا ہی گنج قارون کا
صدائے چنگ کو لی تیر ہی آوازہ قانون کا
نسیم صبح کے آگے قدم ہوا سے گلگون کا
قضا دکھلا چکی منہ مجکو تیری تشنہ خون کا
سگ لیلی کا حق ہی استخوان ہے جو کہ مجنون کا
وہ رخ جوش عذار سے رنگ ہی قلب فلاطون کا
کیا ہی تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا
نہ دیکھا لالہ داغی کو اکدن نسخہ افیون کا

بعد مردن بھی رہیگا شوق عریانی مجھے / روح کو جسم مثالی پیرہن ہوجائیگا

ہمکنار اکدن مری تمثال ہوکر یار سے / آئینہ جوش صفا سے وہ بدن ہوجائیگا

پارہ کر پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس / پیرہن درویش کا دلق کہن ہوجائیگا

چشم کی چشمون مین انکا اتفاق اچھا نہین / اشک کو قطرہ ہے دریا موج زن ہوجائیگا

موت کے آنیکی ہوگی اس قدر شادی مجھو / پیٹ کی اوتریگا شکنجہ پیرہن ہوجائیگا

روی بت پر آنکھ بیری طرح رغبت کی نہ ڈال / سامنا قصاب کا اے برہمن ہوجائیگا

سکۂ داغ وفا اکدن مری کام آئینگے / عشق کے بازار مین انکا چلن ہوجائیگا

مدعی کیا تشنۂ دیدار رہوینگے ترے / آب زہرہ دیکھکر چاہ ذقن ہوجائیگا

چار دن ہے گرم بازار شباب اے نونہال / کوڑیون کے مول سیب ذقن ہوجائیگا

شاعرون کے کہنے پر اترانا ہی گیسوی یار / عنبر سارا نہ تو مشک ختن ہوجائیگا

خط کے آنیکی خبر تہی روی رنگین پر کسے / کیا سمجھتا تہا مین خارستان چمن ہوجائیگا

دخترز رہوگی حلقے مین ہمارے بے نقاب / خلوتی کو اشتیاق انجمن ہوجائیگا

دم فنا اپنا کریگا کوہکن سر پھوڑ کر / غمزۂ شیرین فریب پیرزن ہوجائیگا

ہر گھڑی ہر دم ترقی ہے جمال یار کو / روح سے بہتر لطافت مین بدن ہوجائیگا

وجد ہوگا ہر شجر کو دیکھکر اسکی بہار / لالۂ غربت مرا داغ وطن ہوجائیگا

دم مین دم جب تک ہے چھٹنے کا نہین ہے یار سے / میری اور اسکے اتفاق روح و تن ہوجائیگا

قفل بے مفتاح کا عالم کریگی خامشی / شکل لب ہی بے زبان اپنا دہن ہوجائیگا

[illegible]

کہلونا ہی ہمارا دل تری طفلی کے عالم کا

تصور سے اسی ایوان دل مین ... [illegible]

صفت پیکر یار آئینہ ہے قد آدم کا

جنازہ اٹھ چکا بیمار ہی مرد روان اپنا

شگوفہ پہولنا باقی رہا ہے نخل ماتم کا

۵۰

[illegible]

[illegible]

فقیری نے دیا ہی رتبہ اعلی بادشاہی سے
ہر آیا زخم دل منہ چومنے ہی یار جانی کے
نگاہ زہر آلودہ سے اونکا یہ اشارہ ہے
ترہو دل کی فقیری کو شرف ہی بادشاہی پہ
کف افسوس مل کر گریبان چاک کرتا ہون
لہو پانی کیا ہی شوق نے اوس کعبہ کو کے

دو عالم مین مراد دل ہی جہان بیز جام جم کا
نہتا معلوم شہد لب اثر کہتا ہی مرہم کا
کہان تریاق سے تصفیہ ہو سکتا ہی سم کا
گواہ اس قول کا ہی حال ابراہیم ادہم کا
خیال آتا ہی ای رشک پری جیب تیرے محرم کا
ہماری دیدۂ تر پر ہی عالم چاہ زمزم کا

زبان پاک اگر پیدا کرے انسان ای آتش
ہر اک نام الہی مین اثر ہے اسم اعظم کا

مر گئے پر نہ اثر جب شفا کا دیکھا
تیری بیرتے ہی او داسی ہی چمن پہ چہائی
گورے منہ کی ترے یاد آئی سنہری افشان
سامنے آئینہ رکھتے تو غش آجاتا
دست و پا یار کے چومون گا یہ تحفہ دیکہ
ناز معشوق ہی غمزہ مین زیادہ نکلے
جامہ زیبی ترے اندام کی اوپر ہوئی ختم
تیری درگاہ کا اللہ ری جلال ای شہ حسین
پہانسی دینی مین احبا کی نہ کوتاہی کی

درد مندون نے تری منہ نہ دوا کا دیکھا
رنگ بیرنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا
لوح سیمین پر اگر کام طلا کا دیکھا
تمنے انداز نہین اپنی ادا کا دیکھا
نوچتا ہون جو کہین پیڑ حنا کا دیکھا
آئی جب راستہ پرسون ہی قضا دیکھا
تجکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا
عرش پر ہمنے دماغ اوسکی گدا کا دیکھا
حوصلہ ہمنے تری زلف رسا کا دیکھا

۱۵۱

کلیات آتش

پر جلی یاقوتی لب کو تری جو دیکھا ہوئی ہم
نشہ مجنون مین بھی ہوش ربا کا دیکھا
کوی قاتل کا تماشا اوسی دکھلا آتش
گرم جب سے ہنو بازار فنا کا دیکھا

سو دسے مین تری دہیان نہین سود و زیان کا
مطلق جو پیش ہوا ارزان وگران کا
دل لے کے دم فکر ہے قول اپنی زبان کا
بے خون جگر کہاتے نہین لطف بیان کا
فصدون سے [illegible] تو سودا گیا حسن بیان کا
دانتوں سے [illegible] باقی ہے زبان کا جو غنچے دہان کا
عقدہ کیا اوس کی کمر نے [illegible] گمان کا
ہو ناہوم سمجھا ہو قصور [illegible] اور رگ جان کا
تنگ ہے [illegible] باریک گمان کا
کبھی رگ گل رشتہ [illegible]
منتہ شب وصل مین [illegible] کمان کا
بجا ہر نکو ناز ہے غمزہ سے کمان کا
بیتنہ ہی دون تری گیسوی رسا کا
اور ہوا جلا کہون ابروکی کمان کا
مرتا ہے

جان ربو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر
آخر میں درد اول ہیں مرض ہے خفقان کا
پناہ وہ فسادوں کی ہے اٹھنا تری اک کی
ہنگام قیامت ہے جان گذران کا

گل رخسار سے گر جیب باغ لالہ و گل ہو گیا
نقش پا جان پریشان حال سنبل ہو گیا
جام بھر بھر کے خالی شیشۂ دل ہو گیا
مجلس جمشید برہم ہو چلی قلقل ہو گیا
ابتدائے شوق ہے اب صبر کی طاقت کہاں
رزق اپنا میوہ باغ توکل ہو گیا
کون ہے جو اوسکی جانب کو کھنچا جاتا نہیں
حسن کی دولت سے وہ بت میرے گل ہو گیا

۵۲

لہرا کے نہ او بچھے مژہ یار سے گیسو ‏ سوزاں نہیں وہ سکتی ہو زنجیر میں ٹانکا
اک ترک کے ابرو کے اشارے کیا ہوں بندہ ‏ درکار مرے گوش میں ہی حلقہ کمان کا
فرقت میں ترے صبر نہیں ہونیکا بہ مجھسے ‏ بوجھ اوٹھے گا سینے سے نہ اس سنگ گران کا
قد سرو ہی رخسار ہیں گل آنکھیں ہیں نرگس ‏ رفتار میں عالم ہے ترے باغ رواں کا
تفتیش جو کرتے ہیں مری حالت دل کی ‏ در پردہ پتا پوچھتے ہیں تیرے مکان کا
سودا زدہ کی طرح کیا کرتی ہے باتیں ‏ بے قصد گذار انہیں اب اپنی زبان کا
پرساں جو تری حسن کے عالم کا ہو تجھسے ‏ مشتاق ہے موسیٰ بھی تجلی کے بیان کا
اک آبلہ پا کے خموشی سی ہوئی ہے ‏ کیا شعر کہوں قافیہ ہے تنگ زبان کا
زیبندہ سخن گویوں میں ہی خواجگی ہمکو ‏ ہے لطف بیان نام غلام اپنی زبان کا
غنچہ نہ دہن ہی نہ رگ گل وہ کمر ہے ‏ اندیشہ باطل ہے ترے وہم و گمان کا
پیری میں بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت ‏ گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا
رخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی مجھسے ‏ کیا حوصلہ ہے تنگ ترے تنگ دہان کا
کہو وہی گئی کوچہ میں ترے قبر ہماری ‏ دروازہ کھلا اپنے لیے باغ جنان کا
طوفان نکا ہی گل مجھے ہنس ہنس کے رلوا ‏ بہاری ہی چمن پر قدم ابر رواں کا
بے مثل ہے یکتا ہی جو تصویر ہے اسکی ‏ کھینچا ہوا اسکا یہ مرقع ہے جہان کا
دنیا کے خرابہ میں نہ گھر ہمنے بنایا ‏ جنت میں نہ لگے گا جواب اوسکی مکان کا
لطف دو جہان حسن ہے ہر بار میں میرے ‏ چہرہ ہے پری کا تو بدن حور جنان کا

جوش پر آیا جو جہریا مین دریا اشک	تر ہوا سطح زمین کا آسمان پل ہو گیا

خط نکلنے پر بنا چاہے جو یار آتش کہان
صاف ہونے مین بہار سے اب تامل ہو گیا

ہاتہ سے تیرے ہی لکہی ہے جو اے قاتل قضا
زندگی مین کر دیا ہے مجکو مردہ عشق نے
خواب غفلت مین نکہو نہنگا جو پری ایگان
دل ندونگا پیشتر دے چکا ہون یار کو
بیگنہ جلاد سے پہر وائی گردن پر چہری
بزم دنیا سے اوٹہاتی ہے تو غم اسکا نہین
عشق کا صدمہ نہین اوٹہہ سکنی کا سعشوق ہے
عاشق حسن بتان سنتی ہے برسون سے مجہے
تیغ کی ایذا سے ہو جاویگی الکم مین نجات
مین ادسے بہولا ہوا ہون وہ مجہے بہولی نہین
پاس اپنے وعدہ کی اوپر سمجہتا ہون اوسے
حسن ہے اک شمعہ دمحبوب کے ہے دل کو عشق
آجکل ہوتا ہے بسوز عشق سے جل جل کے خاک
بند قبض روح آتش جو رنگ آئے گی

زندگی سے تنگ ہین ہم بہی صنیا بالقضا
میری قبض روح کو آتی ہے لا حاصل قضا
چونک ہوتی ہے نماز صبح اے غافل قضا
ہان حاضر ہے جو مجہسے ہوتی ہے سائل قضا
کر چکی تیرے شہیدون مین ہے داخل قضا
عالم ارواح کی دکہلائیگی محفل قضا
پہلے مجنون سے کریگی لیلی محمل قضا
دق کریگی خون تہکو اگر نہی گی سل قضا
سہل کر دیگا خدا ہر چند ہو مشکل قضا
مین تو غافل ہون مگر نہ مجہسے نہین غافل قضا
دور رہو ہر چند مجہسے سیکڑون منزل قضا
مثل پروانہ سمجہتا ہون سر محفل قضا
کہیلتی ہے شمعسان سر پر تیرے اے دل قضا
عشق بازی مین اگر سمجہی نہین کامل قضا

۵۳

گلشن قفس کو ... گرفتار نے کیا
نالان ہوا
آنکھون کو بند کرکے تصور مین باغ کی
کسی کی لپیٹ سے تری دستار نے کیا
طرہ کی طرح سے دل عاشق کو پیچ مین
شبنم ادا ... مصحف رخسار نے کیا
اعجاز کا عجب ... لب جان بخش نے
عاشق کی طرح مین جو ... دیوار نے کیا
نکاوش مژہ ... رخ دلبر کی دید مین
... بت پندار نے کیا
... سجدہ کیا تو نے برہمن
... کو یار کی دیوار نے کیا
دیوار ... روزن کو دیکھکر
... برابر

[illegible] سے تو زبانے کی گرد [illegible] ترے سے پلنگ کا
[illegible] پیت تخت سلیمان کا ہے بری
[illegible] کیا دیر سے علم اب رنگ کا
[illegible] چمن کے نالون سے ہم سے پہ صدا بلند
[illegible] چمن (۱۰) جو ارادہ ہو جنگ کا
[illegible] ہوں تجھ کو نہ ہوا ہم نے گلی کا باغ مین
[illegible] کو داغ ہے یا قوت رنگ کا
[illegible] ہون بے گلی کی ہے ترے بیٹی [illegible]

بے رنگ آشنا نہین ہوتا دو رنگ کا
پتہار رہتی ہین صف مژگان کی چٹنین
رخسار یار سے کہ جو سبزہ فرنگ کا
جھڑون سے کم نہین ہے شرارہ آتشین
طاؤس آسمان ہے شکار اس تفنگ کا
زور کمان ہے ابروے خمدار یار مین
سوئے مژہ مین تور ہے تیر خدنگ کا
رخسار صاف چاہیے نظارہ کیلئے
آئینہ ہو حلب کا دیا ہو فرنگ کا

نالان ہوا مین اوس رخ رنگین کو دیکھکر
ہکلا کے مجھسے بات جو اوس دلربا نے کی
اولٹا اودہر نقاب تو پردے پڑے ادہر
لذت کو ترک کر تو ہو دنیا کا رنج دور
ناصاف آئینہ ہو تو بہتر ہے سنگ سے
حلقہ کی ناف یار کی تعریف کیا کرون

بلبل سے مجھے نظارۂ گلزار نے کیا
کس حسن سے ادا او سی تکرار نے کیا
آنکھون کو بند جلوۂ دیدار نے کیا
پرہیز بھی دوا ہے جو بیمار نے کیا
روشن یہ حال ہمکو جلا کار نے کیا
گول ایسا دائرہ نہین پرکار نے کیا

دیوان حسن یار کی آتش ہو سیر کی
دیوانہ بیت ابروے خمدار نے کیا

ہشیاری رنج دیتی ہے قید فرنگ کا
سودائی ہے جو تیری خط سبز رنگ کا
اللہ رے دماغ بت شوخ و شنگ کا
دریای حسن چہرہ ہے اوس شوخ و شنگ کا
کلمے پڑھین گی دونون مری خانہ جنگ کا
مہمان بہار باغ ہے دو چار روز کی
غیرت کا کونے عشق و جنون مین گذر نہین
صوفی ہین دور جام ہے جوش بہار ہے
ای بت خدا کیواسطے دل کو نہ سخت کر

دیوانگی نشانہ نباقی ہے سنگ کا
رہتا ہے اوسکو آٹھ پہر نشہ بنگ کا
نازک مزاج شیشہ سے پتلا ہی سنگ کا
مژگان نہین ہے ارادہ ہی پشت نہنگ کا
زاغ کمان ہو آہین کہ طوطہ تفنگ کا
چندہی ہے دور دور شراب فرنگ کا
ہوتا ہی تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا
کھلتی ہین اور داغ می لالہ رنگ کا
اس کعبے مین ضرور نہین نقش سنگ کا

[illegible]

[illegible]

دل تنگ چہٹ کے زلف گرہ گیر سے ہوا
سودا انکہل کے خانہ زنجیر سے ہوا

بے یار غم مغنی کی تحریر سے ہوا
کانون مین درد چنگ کی تقریر سے ہوا

مردان عشق زلف کی پہندے مین پہنس گیے
شیرونکو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا

دکہلائی شان طالع بیدار حسن نے
یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا

شداد کو خدا سے نکرنی تہی ہمسری
دوزخ مین گہر بہشت کی تعمیر سے ہوا

گرمی جو کی مقابلہ مین روی یار نے
خورشید سرد قرص تباشیر سے ہوا

جہڑنے لگے جو منہ سے اوس آرام جان کے پہول
دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا

دنیا سے بے نیاز قیامت نے کر دیا
اکسیر کا جو کام تہا اکسیر سے ہوا

مارا نگاہ ناز سے اوس ترک زادہ سے
استادہ جو کہ فاصلہ تیر سے ہوا

آئینہ خیال کو منظور تو رہا
جب سامنا ہوا تری تصویر سے ہوا

وحشت ہوئی تصور رخسار یار سے
دیوانہ آفتاب کی تسخیر سے ہوا

خمخانہ حدوث مین مست قدیم ہون
طفلی مین مجکو نشہ رمے شیر سے ہوا

اچھا کیا فلک نے جو رکہا مجھی علیل
بہتر ہوا جو مصلحت پیر سے ہوا

مارا پڑا مین جنبش ابروے بیگناہ
رتبہ شہید کا تری شمشیر سے ہوا

یاد آگئی زلف یار جو سنبل کو دیکہا
گلزار تنگ حلقہ زنجیر سے ہوا

پہڑکا کیا مرقع عالم کے حسن پر
ہر روز عشق اک نئی تصویر سے ہوا

آغاز خط کا زلف مسلسل سبب ہوئی
انبوہ مور روانہ زنجیر سے ہوا

ردیف یای تحتانی ۵۵

محبت مین مزا ملتا ہی ایذا مین تنہائی
سا فرہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا مین
جسے دیکہا اوسے آلودۂ گرد سفر دیکہا
دل سوزان کی حالت سینۂ سوزان مین یاد آئی
کسی مجمر مین ایسا عود کو جلتے اگر دیکہا

جگر خون ہو گیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے
مگر اکدن نہ لی پوچھا نہ حال اپنے فقیرون کا

یہ مستغرق تصور مین ہوئے ہیں طاق ابرو کی
ترڑپتے دیکھکر مجکو کہا ہنسکر یہ اوس بت نے

فراق یار مین جب عشق نے مجکو ٹٹولا ہے
بدخشان مین چھپا نا لگا ہے غوطے دریا مین

سمجھیے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا
صوفیون کو وجد مین لاتا ہے نغمہ ساز کا

یہ اشارہ ہے جسے ہے اونکی نگاہ ناز کا
گفتگو پڑہ جائیگی تقریر عیسیٰ نے جو کی

پڑ گئی سوراخ دل مین گفتگو ہے یار سے
زندہ اون آنکھون کے کشتہ کو نہ ولب کر سکے

روح قالب سے جدا کرتا ہے قالب روح سے
سرمہ ہو جاتا ہے جل کر آتش سودا سے یار یہ

پھر پامالی عاشق ہوتی ہے مشق خرام
منہ سے بیدل کے اشارے سے نکلتا کچھ نہین

حیرت آنکھون کو ہے نظارہ مین اوس محبوب کے
خموشی مین بھی ظلم مونکو نالیکا اثر دیکھا

وہ شاہ حسن ہمنے بادشاہ بے خبر دیکھا
پھرین اپنی نگاہین جس طرف کعبہ او دیر دیکھا

خدا کے دوست کو رنج والم مین بیشتر دیکھا
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا

نہ لب سا لعل ہے آتش نہ دندان سا گہر دیکھا
دیکھیہ لینا شہ ہے شمشیر خانہ ساز کا

شبہ ہو جاتا ہے پردے سے تری آواز کا
دیکھلو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا

وہ لب جان بخش ہے ہم بہتی ہین اعجاز کا
بیکنایہ کے نہین اک قول اوس طناز کا

افسون پہ زور چل سکتا نہین اعجاز کا
ایک ادنی سا کرشمہ ہے یہ تیرے ناز کا

دیکھنے والا ترے چشم فسون پرداز کا
شور ہے غلغلہ پایہ یار کی آواز کا

مثل نے محتاج ہے اپنا دہن دمساز کا
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہے کس انداز کا

شاعری بھی کلام ہے آتش مرصع ساز کا
ہاے جان سمجھے ہر ایک خوش جمال ہوا
پھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا
اگر وہ مہ ہوا تو اسکے چھوٹنا محال ہوا
دل جو نہیں سرا مغلسون کا مال ہوا
کمی نہین تری نگاہ مین کسی شے کی
وہی ملا ہے جو محتاج کا سوال ہوا

دہان یار کی بوسہ کی دل نے رغبت کی
خیال خام کیا طالب محال ہوا

رہا بہار و خزان مین یہ حال سودیکا
بڑہا تو زلف ہوا گہٹ گیا تو خال ہوا

جنون مین عالم طفلی کے بادشاہت کی
کہلو نا آنکہو نمین اپنے ہر اک غزال ہوا

سنا جمیل ہی تیرا جو نام ای محبوب
ہزار جان سے دل بندۂ جمال ہوا

لکہا ہی عاشقو نمین اپنی تو نے جسکا نام
پہرا اوسکا چہرہ نہین عمر بہر بحال ہوا

گنہ کسی نے کیا تہرتہرایا دل اپنا
عرق عرق ہوے ہم جسکو انفعال ہوا

تری دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار
گمان مع وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا

کمال کون سا ہی وہ جسے زوال نہین
ہزار شکر کہ مجکو نہ کچہ کمال ہوا

تمہاری ابرو کج کا تہا و بیچ کا دہو کا
سیاہ ہوتا اگر عید کا ہلال ہوا

دیا جو رنج تری عشق نے تو راحت تہی
فراق تلخ تو شیرین مجہے وصال ہوا

وہی ہے لوح شکست طلسم جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہوا

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا
غیرت نے قدم پہر نہ بیابان سے نکالا

ہاتون کو جو مہندی نے گلستان سے نکالا
سر پہ کیا دن آنکہون نے صفاہان سے نکالا

کالی ہوئی شوخی سے تری ہاتہ کی مہندی
یہ رنگ نیا پنجۂ مرجان سے نکالا

سوزن نے کیا خار کہتا پاسے جو باہر
گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا

باتین سنی اللہ کی مشتاق تہی جسکے
مطلب تہا جو کچہ اپنا وہ قرآن سے نکالا

۵۷ [illegible]

نالان ہے ہم کوچۂ محبوب مین آتش
بلبل نے بہار اپنا گلستان سے نکالا

وصل کی شب رنگ گردون نوع دیگر ہوگیا
شام سے یار ادہر مین جامے سے باہر ہوگیا

عیسی مریم وہ لعل روح پرور ہوگیا
روی زیبا حسن سے یوسف پیمبر ہوگیا

ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہوگیا
دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہوگیا

[illegible]

بوی سنبل سے دماغ جان معطر ہوگیا
[illegible]

جنبش ابرو مژگان نے کی جھپ پر جہری سی چلگئی
مرغ بسمل کی طرح آخر تڑپ کر ہو گیا

عشق کا قصہ کہینگے ہم حضور شاہ حسن
وقت شب در بایہ اگر اپنا مقرر ہو گیا

کو بکو پھرتا ہون مین خانہ خرابونکی طرح
جبسے سودیکا ترے سر مین مری گھر ہو گیا

رتبہ سنبل کو بہم پونہچا خس و خاشاک کا
پیش زلف یار مٹی مشک و عنبر ہو گیا

صورت قاتل کی دیکھو سی ہوئی ایسی خوشی
اپنی آنکھون مین ہلال عید خنجر ہو گیا

قبر پر بیٹھا ہمارے ہو کے وہ قاتل فقیر
نقش جانبازی کا اپنی اوسکے دل پر ہو گیا

چھوٹ کر مرجع سی اپنی ہی پریشان حال روح
بھول کر گھر کو تباہی مین کبوتر ہو گیا

بوجہ ہے حمال کا قاصد سے اوٹھنی کا نہین
طول شرح شوق سی مکتوب دفتر ہو گیا

لعل و گوہر اون لب و دندان سے کھو گئے گہر
پانی پانی اوس طلائی رنگ سے زر ہو گیا

فکر رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے
برگ گل صفحہ رگ گل نقش مسطر ہو گیا

گوش عارف مین یہ گورستان سے آتی ہے صدا
آسمان ہی وہ زمین کی جو برابر ہو گیا

آنکھ سے دیکھا سنا کرتے تھے صحبت کا اثر
تیری گردن مین صراحی دار گوہر ہو گیا

قتل عاشق کا اشارہ تو تم ابرو سے کرو
تیغ ہی پیدا جو خونریزی کا جوہر گیا

کشور دل کو کیا غارت خط شبرنگ نے
گرد لشکر مین جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا

تیری پہلو سے جدا ہوتی ہی ای آرام جان
استخوان جو تھا مری پہلو مین خنجر ہو گیا

خطبہ بلبل نے پڑھا تیری بہار حسن کا
نام گلبن سنتے تھے جسکا وہ منبر ہو گیا

شوق خود بینی ہوا تجکو جو ای سلطان حسن
آئینہ تمثال سے تیرے سکندر ہو گیا

غزل ۵۸

موسم گل کی ہوا سے خود دوری کی قید بلاس
نغمہ ساز جنون سے عقل کا افسون ہوا
پہنچ کر دیا گھر مین جہان حجون ہوا
پار کا شاکر تو مین جسکا مضمون ہوا

غایب آنکھون سے خیال یار اہی آتش ہو
جان کے اوپر بنے گی دل اگر محزون ہوا

دوست تہا لازم ہی ناتم تمکو مجھہ پابوس کا
خار آنکھون مین ہین گل باغ جہان کی تجھہ بغیر
منت خاک اپنی غبار راہ ہو گی بعد مرگ
می سر بازار بیکہ ہو نہ رسوا اے صنم
موسم گل کی ہوا ہلواکی مے رکھتی ہی مست
پاکدامانی کا تیری جب گذرتا ہی خیال
عالم ہستی مین چلتا ہی جو تیری چال یار
سرو پر ہوتا ہے آنکھون کو قد بالا کا شک
روشنی شمع رکھتا ہی خیال روی یار
کچھ نہین سنتا خبر جا کر کہی کیا یار سے
چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہے ہر طرف
آدمی کو موت کی آئینگی لازم ہی خوشی
حسن مین تیری خدا کی شان ہی اے نازنین
ایک شاہ حسن کی فرقت مین دل بیتاب ہے
ڈھونڈھتی ہین آنکھین ادس محبوب کا نقش قدم

مرگ دشمن پر بہی ہوتا ہی مقام افسوس کا
دل نہین لگتا کسی صورت تری مانوس کا
سر مین سودا اچہلی ہین یار کے پابوس کا
توڑنا اچہا نہین ہے شیشۂ ناموس کا
رقص دکھلا دیتا ہی ابر کرم طاوس کا
کرنے لگتا ہے دل اپنا ذکر یا قدوس کا
اپنی آنکھون پر قدم پڑتا ہی اوس طاوس کا
دیتی ہی دہوکا قبا ہی گل تری ملبوس کا
منزل دل پر ہی عالم گنبد فانوس کا
دم خموشی سے ہماری بند ہی جاسوس کا
پردہ ہی اے شمع پردہ ترا فانوس کا
عیار ہے جبر و زر چمکارا ہو محبوس کا
دیکھکر تجکو نالا کرتے ہین ناقوس کا
سینہ کوبی مین ہمارے غلغلہ ہی کوس کا
چاہتا ہی دل کرے حاصل شرف پابوس کا

۵۹

جلوۂ یوسف دکھایا حسن روی یار نے
پہر گئے آنکہو نمین مشتاق گذشتہ زمانہ مین
زور مردانہ اکہاڑا ہی اکہاڑا عشق کا
عاشقون سی جہک کے کب ملتا ہی وہ لاالبند
دیکے پہانسی مجہسے بے تقصیر کو گیسوے یار

وہ لب جان بخش نور دیدۂ مریم ہوا
دور جام می ہین اکثر فکر خمیرہ جم کا
چار دن کشتی لڑا جو آمین وہ رستم ہوا
قمریون سے سرو کا کس دن اکڑنا کم ہوا
گردن اہل ندامت کیطرح سے تا خم ہوا

شعر رنگین میری بلبل کی جوابی آتش پہ ہی
چہرۂ گل پہ پسینا قطرۂ شبنم ہوا

قبضہ ہی اسپر تمہاری حسن سے خونریز کا
کشتہ ہے سو جان سے دل نرگس خونریز کا
جب لب شیرین سے گالی دی ہی ہمکو یار نے
تا ابد دل کو نہ بہوے گی ملاحت یار کی
بیستون پیچھے بنا کہو دا وسکو پہلے کوہکن
چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ پر یار کے
عاشقون کی خون مین نہلا کے تیغ یار نے
نشہ مین دکھلا کے آنکھین قتل کرتا ہی وہ ترک
بہولتی آنکھین نہین اکدم تجہی اے شہسوار
جب سے دکھلایا ہی آنکھون نے ترا حسن شباب

کام ابرو کے اشارہ سے ہی سے تیغ تیز کا
سر کو سودا ہی تری زلف بلا انگیز کا
ذائقہ حاصل ہوا ہی شہد زہر آمیز کا
عشق ہی روز ازل سے حسن شور انگیز کا
دل مین شیرین کے ہوا ہی وہ جو گھر پرویز کا
دل کو لہر آتا ہے جو بن سبزۂ نوخیز کا
رنگ گلگون کر دیا اوس ماہ گل تشدیز کا
کام کرتی ہی شراب تند تیغ تیز کا
یاد تیری دل سے رکھتی ہے خلش مہمیز کا
نشہ رہتا ہی ہمین اک ساغر لبریز کا

باغ عالم مین نہین کون ثناخوان تیرا
ذکر کرتا ہے ہر اک مرغ خوش الحان تیرا
کوئی تجھ سا نہین لاثانی ہے تو اے محبوب
حق تو یہ ہے کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا
گل کو خوش رنگی مین نسبت رخ رنگین سے نہین
طرۂ سنبل سے ہی گیسوے پریشان تیرا
جلوۂ حسن نے دریا کی دیکھا مین لہرین
ہاتھ مہندی سے ہوا پنجۂ مرجان تیرا

۶۰

عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا آخر	پردہ پوشی سے ہوا حسن نہ پنہان تیرا
نیست اہل توکل ہے کرم نے پہر دیا	سیر نعمت سے دو عالم کی ہو مہمان تیرا
چھوڑتا عاشق شیدا انہین نے قتل کیے	تیغ عریان کی طرح حسن ہے عریان تیرا

کس پری رنگ کا دیوانہ ہی تو اے آتش
چاک رہتا ہے مری یار گریبان تیرا

ہاتھ قاتل کا مری خنجر تک آ کر رہگیا	کہنیون تک آستینون کو چڑہا کر رہگیا
باغ مین بلبلون کو جو اوڑا کر رہگیا	خندہ زن گل ہو کے غنچہ مسکرا کر رہگیا
ہو چکی تہی میری نالون سے قیامت آشکار	خواب سے سر فتنۂ محشر اوٹھا کر رہگیا
کاروان یارون کا پہونچا منزل مقصود مین	مین بگولے کی طرح سے خاک اوڑا کر رہگیا
پڑ چکے تہے دست گستاخ اوس کمر کے درمیان	شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہگیا
سوزش دل سے چلی لیکن زبان تک اونکی	صورت تبخالہ دم ہونٹھون پر آ کر رہگیا
کر چکی تہی موسم گل کی ہوا نشتر طلب	خون جتنا تہا بدن مین جوش کہا کر رہگیا
جب کسی لیلی شمائل کا سنا کانون نے ذکر	بید مجنون کی طرح مین تہرتہرا کر رہگیا
ہنس پڑی تیری طرح سے گل جو مجہپر باغ مین	پانی پانی ہو گیا آنسون بہا کر رہگیا
شہر خوبان مین رہا کرتا ہو نہین خانہ بدوش	شب ہوئی جس کوچے مین بستر لگا کر رہگیا
چپ نہ رہتا تہا دلا فکر دہان یار مین	جل اوٹھتا تہا جگہ حجت کی پا کر رہگیا
ٹہوکرون سے راہ کی از بسکہ حالت غیر تہی	پانون اپنا یار کے کوچے مین جا کر رہگیا

عشق آگ جو سبب کبھی سے [illegible] دیا
آتش کی [illegible] یار ہی ہے دو [illegible]
اکسیر بنتا وہ خاک میں جسکو ملا دیا
اندر سے شوق دل کو [illegible] دیا
عاقل جو سوتی تھے اونہیں بھی جگا دیا
[illegible] یار کا
تیری [illegible] آسمان کی [illegible]
[illegible] حسن جوانی پر [illegible]
[illegible] دل کا [illegible] دیا
[illegible] اس چمن [illegible] کے دل [illegible] دیا
[illegible] رخ یار کا [illegible]

حسرت تازہ تمنا ے اجل نے مجکو دی	جب کہیں دیکہا مہیا نہی سامان مرگ کا
اس قدر گردن مری قید گریبان ہے تنگ	پہر نہ چہوڑون ہات اگر آجا ے دامان مرگ کا
دانت ہلتی ہین ہو ئی ہین موے سارے سفید	گور ہنستی ہے سمجہکر مجکو شایان مرگ کا
شام ہوتی ہی شب فرقت مین آنکہی اگر	صبح محشر تک رہیگا مجہپر احسان مرگ کا

کیون نہ اے آتش جوانون کی طرح باندہو کمر
پیر ہون در پیش ہے طے کرنا ہے میدان مرگ کا

روے مزہ اون آنکہون نے دل کو دکہا دیا	صیاد نے شکار چہری سے لڑا دیا
تشبیہ دی جو چہرہ قاتل کی خال سے	گولی نے لی تفنگ نشانہ اوڑا دیا
کافر سے بہی نہو جو کیا ناز حسن نے	عاشق کے دل کو توڑ کے کعبے کو ڈہا دیا
دل دیکے بوسہ لب لعلین کیا خرید	بازار عشق مین سے یہ آکر لیا دیا
ٹہرا حضور یار نہ ماہ چہاردہ	دن ہوگیا نقاب جو شب کو اوٹہا دیا
قہر خدا ترا دہن تنگ ہے صنم	بجلی گرا لگا جو کبھی مسکرا دیا
تل کیا بنا یا یار نے روے صبیح پر	فرعون کو تخت عاج کے اوپر بٹہا دیا
ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا	سنگ روے گلال سا تمنے اوڑا دیا
سودا ے زلف یار کی سر مین جگہ ہو ئی	دام بلا مین دل کو قضا نے پہنسا دیا
بیداغ ہو نے رخ پہ نو یار کے	داغ جبین کا ماہ کو دہبا لگا دیا
احسان مانو حسن خدا داد کا بتو	پتہر تہے تمکو شیشے سے نازک بنا دیا

گام اول مین قدم کعبے کے اندر ہوتا
شوق اگر کو چہ محبوب کا ہمسر ہوتا
گوش خوبان مین لٹکتا مین جو گوہر ہوتا
زر جو ہوتا تو حسینوں ہی کا زیور ہوتا
حق ہے ایجان کہ تجھسا نہیں دلبر ہوتا
دل عالم میں نہیں تیری طرح گھر ہوتا

ردیف [illegible] ۶۳

[illegible]

[illegible]

جام بھر بھر کے مے ناب سے دیتا جمشید — آئینہ تجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا

گر دو بھرتا کبھی آغوش میں لیتا گاہے — یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا

تیری فرقت میں شب اے ترک یہ تنگ آیا تھا — چیرتا پہلو خالی کو جو خنجر ہوتا

عشق ہو بندگی حسن سے کیونکر باہر — دوست اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا

ساغر مے کا طلبگار نہیں اے ساقی — دونوں آنکھوں سے تری مست دو ساغر ہوتا

باغ سے یار جو جاتا تو پئے غارت دل — تختۂ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا

باغ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہے — لالہ تھا داغ محبت جو میسر ہوتا

سوزش عشق میں یہ دل سے ہی تھا ہم آتش — پانی ہو ہو کے بہا ہوتا جو پتھر ہوتا

ردیف بائے تازی

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچے دور آفتاب — روبرو سے یار ہے اک قرص کافور آفتاب

یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب رو سیاہ — دیدۂ خفاش کو کرتا ہے بے نور آفتاب

منہ نہ دیکھا ہو ترا اس رشک سے جلتا ہوں میں — اے صنم جب پوجتے ہیں گبر مغرور آفتاب

مہر طینت میں تبان مہر طلعت کی نہیں — سبز کر دیتا ہے کیونکر تاک انگور آفتاب

نیش سی لگتے ہیں ہجر یار میں تار شعاع — آسمان نیلگوں چرخا ہے زنبور آفتاب

داغ پہلو ہی جو پہلو میں وہ مہ پیکر ہو — چشم حربا میں پری بنجاتی ہے یا حور آفتاب

حسن غارت گر سے نسبت کون دیتا ہے اسے — تا یہ آہن ہے پیش رخ پر نور آفتاب

بام پہ وہ مہوش آتا ہے صبح عید ہے — پردۂ شب سے نہ نکلے تا بہ مقدور آفتاب

۶۳ آتش

[illegible] کا جواب
[illegible] تقصیر کا جواب
[illegible] سکندری [illegible]
نقصان میں [illegible] کا جواب
خاموشی [illegible] عاشق دلگیر کا جواب

لکھتا ہوں بیت ابروِ محبوب کی جو شرح
گویا زبان شعلہ سے ہرگز ہوئی نہ شمع

شمشیر کھینچتا ہوں میں شمشیر کا جواب
تدبیر سے محال ہے تقدیر کا جواب

آتش کہاں تک اپنے نوشتہ کو روؤں میں
لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

خط سے اوس رخ کا حل ہوا مطلب
تو وہ مرجع ہو جس سے رکھتے ہیں
منزل گور میں وصال ہوا
التجا ہی یہی زبان سے سبھی
بیت ابرو کی کیا کروں تعریف
دہن زخم کشتگان سے ہے
برہمن سے نپوچھا اک بت نے
نبد خط اوسنے پھاڑ کر پھینکا
اے شہ حسن ہم فقیروں کو
دہن و زلف کا میں مائل تھا
حسن سے عشق کون کرتا ہے
فتنہ پرواز چشم کو اوسکی
جو کرشنا کر ہوا اسعد ز پر

شرح سے متن کا کھلا مطلب
کافر و رند و پارسا مطلب
گوشہ میں چھپ کر ہو گیا مطلب
گوشش سے ہونہ آشنا مطلب
سوجھتا ہے نیا نیا مطلب
میرے قاتل کو مرحبا مطلب
کیا ہے اے بندۂ خدا مطلب
ہمنے جب کھول کر لکھا مطلب
ہے زبان سے تری دعا مطلب
کبھی اولجھا کبھی گرہ کا مطلب
کسکو ہے درد بے دوا مطلب
کر منظور ہے دغا مطلب
خط پیشانی کا پڑھا مطلب

دفتر عشق ہی کیا دفتر خوش طالع ہے
نظری نزدیں ایسی کوئی صاحب میں اب
عشوہ و غمزہ کا یہ مذہب و ناز و انداز
واسطے تیرے گنہگاروں کے جلا دیں میں اب

صورتیں کشتونکی اپنی نہیں بہولا قاتل — خواب دیکھی ہیں جو یوسف نی مری یاد ہیں سب

اوس جفاجو کو نہیں قدر وفاداری کی — رایگان محنتیں ہیں گوشہ نشیں برباد ہیں سب

دل نہ کیونکر ہو حسینانِ جہان پر مائل — غیرت حور ہیں سب رشک پری زاد ہیں سب

قامتِ یار ہی باقی قیامت آتش — فتنہ پردازیاں اوس چشم کی ایجاد ہیں سب

ردیف باے فارسی

بہتر دکہائی دیں کہیں شمس و قمر سے آپ — دیکہیں جو آئینہ کو ہماری نظر سے آپ

ہوتے ہیں گوش نہ دل لبِ شیریں سے حرف تلخ — اپنے دہن کو صاف کریں نیشکر سے آپ

دربان غریب خاک کرے عرض باریاب — کانونکو بند کرتے ہیں میری خبر سے آپ

فریاد عاشقوں کی گوارا نہیں جنہیں — واقف نہیں ہیں آہ و فغان کے اثر سے آپ

آئینہ نے جو زلف کا عالم دکہا دیا — دیکہیں گے راہ شام کی صبحِ سحر سے آپ

خط نے غرور حسن کو کہویا ہے مہربان — مجبور ہو گئے ہیں قضا و قدر سے آپ

اوس نازنین کو دیکہکے کہتے ہیں غیب دان — کچہ نازکی ہیں کم نہیں اپنی کمر سے آپ

آئینہ دیکہنے کا کہان ہے تمہیں دماغ — زلفوں میں شانہ کرتی ہیں کس دردِ سر سے آپ

اچہا ہون یا برا ہون تمہارا ہون کیا کہون — آگاہ ہیں غلام کے عیب و ہنر سے آپ

کیا کیا ہمارا طائر دل ہی پہڑک رہا — کسدن شکار کہیلنے نکلیں گے گہر سے آپ

ہوش ایسے اوڑ گئے ہیں خبر کچہ نہیں رہی — آئے ہیں کس طرف سے گئے ہیں کدہر سے آپ

بدنام ہوگے تم بہی جو رسوا کیا ہمیں — ہے خیر اسی میں باز رہیں اب بہی شر سے آپ

ردیف تے ۶۵

۶۶

ونکو تو چین بینے دیا ہی گردشِ فلک
کافی ہے محب کو گردشِ ساغر تمام رات

راحت کا ہوش ہے کسے آتش بغیر یار
بالین ہین خشت خاک ہے بستر تمام رات

روز و شب ہنگامہ برپا ہے میان کوے دوست
عور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی
تشنۂ خون جہان ہے یہ تو وہ قتالِ خلق
قاصد کشتہ نظر آتا ہے ہر مردہ مجھے
ہمنشین کہتے ہین افسانہ سے آجاتی ہے نیند
رشک سے کہتے ہین میرے صاف وہی سمجھا یہ سبب
نقش پاے غیر پاتا ہون پس دیوار مین
قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مری
جادہ رہ نقش قدم سے خار رہ قرار ہے

ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوے دوست
ذکر کو جنت کے مین سمجھا بیان کوے دوست
آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست
مجھکو گورستان کا اوپر ہے گمان کوے دوست
ہجر کی شب مین سنونگا داستان کوے دوست
صورت دیوار اگر دیکھی میان کوے دوست
آشنا ہے دزد نکلا پاسبان کوے دوست
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
ہو چکے دشمن ہمارے رہروان کوے دوست

آتش اہل کربلا سے جا کے اب کہتا ہون مین
اے خوشا طالع تمہارے ساکنانِ کوے دوست

تار تار پیرہن مین بھر گئی ہے بوے دوست
چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت ہے دراز

مثل تصویر نہالی مین ہون پہلوے دوست
حسن مطلع ہین مسین مطلع ہی صفا ابروے دوست
دوش سے نیچے نہین اوتری ابھی گیسوے دوست

[illegible]

وصلِ حور کی ہر صبح دعا ہے مجھکو
عشق میں تیرے رہیں اشکون سے آنکھیں لبریز
سائل کوے حسینان ہون خدا سے اپنے
گل جنت سے ہی خوشرنگ ہو ردی رنگین
حکم سے اپنی جہنم میں جسے تو بھیجے
داورِ حشر سے محشر میں کہونگا میں یہی
محفلِ حور وشان کو بھی سیری ہی دعا
تیرے کوچے کی ہوا و سمین نہ چلتی ہوگی
حور کی آنکھون سے سرمائی ہوئی ہین آنکھین
دیکھیں رضوان جو تری چشم سیہ کو تو کہے

روز اللہ سے کرتا ہون تقاضائے بہشت
یہی دو چشمی ہین دنیا مین دو دریائے بہشت
کافر عشق ہون مجھکو نہیں پروائے بہشت
پست بالا کی بلندی سے ہے طوبائے بہشت
پھر وہ کافر ہی جو اوسکو رہی پروائے بہشت
یہ گنہگار بھی رکھتا ہے تمنائے بہشت
تجکو آیا ورکے انجمن آرائے بہشت
مرکے بھی دیکھ لیں مشتاق تماشائے بہشت
صورت یار کہ دیوانی ہین شیدائے بہشت
ہلکی ہے چشم نہیں نرگس شہلائے بہشت

عاشق ساقی کوثر ہون مین رندانہ آتش
مے کوثر کے لیے ہے مجھے سودائے بہشت

آئی بہار جائے خزان ہو چمن درست
تیشہ سے جب کریگی تجھے پیرزن درست
منصور بھی جو ہون تو انا الحق کہین نہ ہم
سجدہ کرین تجھے بت وزنار توڑ کر
رنگین خیال سیری طرح ہو جو باغبان

بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست
صورت دکھائی دیگی نہ ای کوہکن درست
اپنے طریق مین نہیں یہ ماو من درست
چاہین حقیقت اپنی اگر برہمن درست
ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست

۶۷

آئینہ سمت کعبہ کے سجدہ مین اپنے جھکائے سر
بت کی طرح ترش سکے جو برہمن درست
بھاری نہ ہو دین کی بست مجنون کی بیڑیان
ہر امام امام کا ہے ہین درست
پرچھاوان انکا عاشق و معشوق پر پڑا
برسون رہا معاملۂ روح و تن درست
عزت زدون کا حال کا افسانہ چھیڑ دے
ہوتی اگر طبیعت اہل وطن درست
طرز دکن [illegible] سخن درست

آراستہ ہے گور ہماری کفن درست
قاتل [illegible] اشتیاق مین خود کاٹتے گلا
[illegible] پیرزن درست
دنیائے فانی [illegible] ہوگی نہ عیسوا
[illegible] انجمن درست
[illegible] کوئی حلقۂ [illegible]

[illegible]

سامنے ہوتے ہین حسن کرشمے جمال دوست
آئینہ کی طرف نہین آتا خیال دوست
قربان شان حسن عدیم المثال دوست
تجلی ہوا ہے آنکہ کی اپنے جمال دوست
یان تو یہ حال ہی نہین معلوم حال دوست
الطاف نامہ یار کا لب کرم کرے
صورت دکہائے بدر فرخندہ فال دوست
حسن کلشتاب تک نہین [illegible]
ظاہر نہین ہوا ابہی ہمکو کمال دوست

۶۸ [illegible]

[illegible]

وہ رشک باغ سیر کو آتا ہے باغ مین باقی نہ نکلے جسمین سے ناقص ہے وہ کون	کہدو کہ ہو رہین گل و سرو چمن درست نزدیک اپنے تو نہین چاہِ ذقن درست

آتش وہی بہار کا عالم ہے باغ مین
تا حال ہے دماغ ہوائے چمن درست

کونسی جا ہی جہان تیری نہین ای یار مست	دیکھیے جسکو چمن مین ٹہ ارتی ہین چار مست
کہکے یہ ساقی سی رکہتی ہین گرہ دستار مست	سر برہنہ ہی جو مستون مین وہ ہی سردار مست
حسن کے نظارہ سی ہوتی ہی کیفیت حصول	عشق رکہتا ہی ہمین بے بادۂ گلنار مست
فصل گل ہے ساقی یوسف لقا ہین ساتہ	لالہ گون می پیتے پہرتے ہین سر بازار مست
کون پوجے بت کو کس سے ہو سکے یاد خدا	اپنے اپنے حال مین ہین کافر و دیندار مست
حسن کی نیرنگ سازی سی عجب اسکا نہین	مست ہشیار تجکو دیکہکر ہشیار مست
میکدہ مین نشہ کی عینک دکہاتی ہی مجہے	آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست
زاہدون کی پنجگانہ سے فضیلت ہے اوسے	نشہ کے عالم مین کرتے ہین جو استغفار مست
ساقی و پیر مغان سے ملتجی ہوتے نہین	دیکہہ لیتے ہین تری صورت ترے دیدار مست
دختر رز کی لیے ہوتا ہی اکدن کشت و خون	محتسب پر کہینچتے ہین آج کل تلوار مست
منکشف ہی مجکو احوالِ خرابات مغان	میر ہم آگے کہتے ہین میخانہ کی اخبار مست
عام ہی سودا تمہارے گیسوئے پیچ کا	روز زنجیرون مین جکڑے جاتی ہین دو چار مست
زاہدانِ خشک کو کیفیت دنیا نہین	نشاءِ گل سے ہوی کسدن چمن مین خار مست

[illegible]

گڑ گڑ گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر
گردن کشونکی سر ہوی ہین پایمالِ دوست

انداز جو ہے یار کا ہے مصلحت وہی
اک ایک سی ہے خوب جمال و جلالِ دوست

رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کر
نازنگہ سے اپنی بندا ہی خیالِ دوست

دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے
آئینہ چاہیے نہ ہے بیمثالِ دوست

مانگین جو بوسہ ہم تو انکار کیجیے
ای یار دوست رد نہین کرتی سوالِ دوست

رخسار یار پر ہے کیسے آرزو سے خط
ہو روسیاہ اوسکا جو چاہی زوالِ دوست

خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح
دشمن پر اپنے مجکو ہوا احتمالِ دوست

آتش یہ وہ زمین ہے کہ صائب نے ہی کہا
خوشتر زگوشوارہ بود گوشمالِ دوست

ردیف تاے ہندی

گل کو قبا پہن کی تو اہی کج کلاہ کاٹ
مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ

شوخی حسن کا ہی اشارہ یہی اوسے
صورت دکھا کی رنگ رخ مہر و ماہ کاٹ

مختار کر دیا ہے تجھے لے مار زلف یار
سوتیمین سونگھہ جاگتی ہین مجکو خواہ کاٹ

عاشق ہون بوسہ آج کا کل پر نٹال یار
روز سیہ فقیر نہ اے بادشاہ کاٹ

اوس ترک سا ہی کونسا خونریز دوسرا
کسکی کمر کی تیغ کا ہی بے پناہ کاٹ

کہتا ہی ہجر مین یہی اوس شمع رو کا دہیان
تو روشنی کے شغل مین روز سیاہ کاٹ

اہی ترک تیری قبضہ مین ابروسی تیغ ہے
چن چن کے شوق سے تو سر بیگناہ کاٹ

سو ہی مژہ ہر ایک چھری ہی بکیت کی
بد بین ملائین آنکھہ تو تیر نگاہ کاٹ

دولت دنیا سے مستغنی ہوں میں دیوانہ آج
گنج او گل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج
شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل
عقل کل کیسے اوسے بولے کوئی ہے دیوانہ آج
خوبرو مجھسا کوئی بازار عالم میں نہیں
قیمت یوسف نہیں جو ہے مرا بیعانہ آج

ردیف ثاے مثلثہ

اے بتو تمکو بھی دعواے الوہیت ہے	توڑ کر دل کو مرے کعبہ کو ڈھاتے ہو عبث
عاشقوں سے نہیں کیا سجدہ ادا ہو سکتا	داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث
غافلو منزل دنیا ہے سراے آفاقی	اس خطر گاہ میں تم چھاونی چھاتے ہو عبث
مرد تلوار کے آگے سے کوئی ہٹتے ہیں	ہمکو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث
صاحب سیب زنخداں بھی غضب ہو	کس زباں سے میں کہوں تم مجھے بھاتے ہو عبث
جان شیرینہ جو دیکھوں تو سناں کہتی ہیں	آنکھوں میں دختر رز کو بیچ جاتے ہو عبث
بوسہ لیتا ہوں تو کہتا ہے وہ شک یوسف	گرگ کی طرح سے پہاڑے مجھے کھاتے ہو عبث
شاعرو ذکر دہان و کمر یار نہ ہو	سر مخفی ہیں زباں پر انہیں لاتے ہو عبث
سایہ ساں لگ چلے آتش نہ بہت یار سے تم	دشمن و دوست کی آنکھوں میں سماتے ہو عبث

ردیف جیم تازی

نازک حباب سے ہے دل میرا مزاج	بہ جاے پانی ہو گی جو بدلی ہوا مزاج
اکدم رہے نہ باغ جہاں میں شگفتہ ہم	پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رکا مزاج
دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئیں ہم	بیگانگی سے اپنا نہیں آشنا مزاج
اکدن رکا نہ تنگ بغل میں لیا ہزار	اوس گلبدن کا پاک ہے کیا قبا مزاج
پابوس سے ترے یہ ہوا ہے اوسے شرف	کب ایسا شوخ رکھتا تھا رنگ حنا مزاج
مشتاق ار ستم ہیں اسلیے اوس طفل شوخ کو	اصلاح پر نہیں مجھے کبھی آتا مزاج
صحت نہیں نوشتہ بیمار عشق میں	چھٹ جاتی ہے غذا نہیں پانی دوا مزاج

نقش آسیب پری ہی صورت زیبا تری
ہوش مین آتا ہے تجکو دیکھکر دیوانہ آج

زلف کو لٹکاتی ہین رخسار پر سو سو طرح
آئینہ اوسکا مصاحب ہے مقرب شانہ آج

کل ہمارا اور اوسکا امتحان ہو جائیگا
آشنائی کا تری دم تو بھری بیگانہ آج

میری مرنے کی دعا مانگی وہ بت پڑھ کر نماز
کس طرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج

وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف
مین نہین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشہ مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہو نہین دیوانہ آج

مال ہے اپنا جو یوسف آگیا بازار مین
ہے زر قیمت کمر مین ہاتہ مین بیعانہ آج

عرش پر ہی اند تو نہین اہل دنیا کا دماغ
کونسا گہر ہے نہین ہی جسمین بالاخانہ آج

چشم وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہین ایک
گرگ و یوسف سے برابر ہے ہمین یارانہ آج

خال مشکین کو تری ارزان سمجھکر مول لون
قیمت خرمن بھی کر دیگر لیے یہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

عاشق مہجور کے مانند ہے بیتاب موج
رکھتی ہے دریا مین جال ماہی گرداب موج

غرق ہوتا پار اوتر جاتا ہی بحر عشق سے
لیچلے کشتی کو اپنی بیانب گرداب موج

ڈوبے ہین دریا مین تیرے ہے عاشق بیتاب ہی
مثل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج

اپنا مہمان طفیلی جانتے ہین ہم لے
آئیگی گہر مین ہمارے ہمرہ سیلاب موج

دم فنا ہو وہی تو ممکن ہے سخن گوئی کا ترک
آب دریا خشک ہو جاوے تو ہو نایاب موج

ردیف جیم ۱۷

[illegible]

وصل میں ہجر کا دھڑکا جو لگا رہتا ہے	شام سے بھرتی ہیں آنکھوں میں تری روز صبح
کوچہ یار کو کہتے ہیں بہشت اے قاصد	یاد رکھیو یہ نشان آٹھ پہر حالت صبح
عہد پیری میں تو کر یاد الٰہی غافل	رات تو کٹ گئی غفلت میں نکھو دیت صبح
نور کا نام سیہ خانہ گردون میں نہیں	گور میں ساتھ ہی لیجاونگا میں حسرت صبح
آتش اک رات جو تنہا وہ دل آرام ملے	سجدہ شکر کروں پڑھ کی میں دو رکعت صبح

ردیف خا

ہوتی جو اے صنم تری سیب ذقن کی شاخ	پڑھ چل نسکتی ایک نہال چمن کی شاخ
ارا پڑا ہوں دیکھ کی اک سیوتی سا رنگ	لازم جبر بید میں کو ہے نسترن کی شاخ
جو خال عنبرین ہے وہ اک مشک نافہ ہے	آنکھیں تری ہرن ہیں یا ہو بین ہرن کی شاخ
دیکھا جو سخت روئی اپنا ہی دہر کو	سمجھا میں نرم موم سی بھی گرگدن کی شاخ
بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگا ہی گا	کسکس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ
باغ جہان میں کیا کہوں کیا حال ہے مرا	سوکھی ہوئی ہو جیسی درخت کہن کی شاخ
رہی صبح یار کی الفت کی روگ سے	گھل کر ہو لیے اپنا بدن یاسمن کی شاخ
تشبیہ دینی ساعد زیبا سے یار سے	ہوتی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ

صحرا و کوہ دیکھے گلستان کی سیر کی
ہاتھ آئی آتش اپنی نہ سیب ذقن کی شاخ

سے نے کیے عذار بت شوخ و شنگ سرخ	کندن کا اور آگ میں ہوتا ہے رنگ سرخ

سامری چشم فسونگر کی فسون سازی ہے
دمِ نظارہ اثر سے مرتے ہین عاشق اوپر
سایہ کرتے ہین ہما اوڑ کی پرون سے اپنے
گل غلط لالہ غلط مہر غلط ماہ غلط
کون سا ہمین تکلف نہین باقی ہر چند
خال ہندو ہین آتش کی لیے آئے ہین
کونسا دل ہی جو دیوانہ نہین ہے اوسکا
اوسکی دیوار کی کیونکر نہون آنکھین مشتاق
تاکجا شرح کرون حسن کی اوسکے آتش

لب جان بخش کی ہونی ہی مسیحا ہی وہ رخ
دولت حسن کی آتش آتی سے دنیا ہی وہ رخ
تیرے رخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہی وہ رخ
کوئی ثانی نہین لاثانی ہی یکتا ہی وہ رخ
نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلا ہی وہ رخ
پتلیان آنکھونکی وہ بت ہین کلیسا ہی وہ رخ
خط شبرنگ سے سرمایہ سودا ہے وہ رخ
دلربا شے ہے عجب صورتِ زیبا ہی وہ رخ
مہر ہی ماہ ہی جو کچھ ہی تماشا ہے وہ رخ

ردیف دال

قاتل اپنا جو کرے گنجِ شہیدان آباد
کون ہی جو تہِ گور رہی مین نہین مرتا ہر
بعد فرہاد کی پھر کوہ کنی ہین نے کی
تہین دل کی خرابہ کو ہوئی ہین دیکھین
سرو اکڑتے ہین تو غنچے ہین شگفتہ ہوتے
کوچۂ یار مین ہو روشنی اپنے دم کی
کثرتِ داغِ محبت سے الٰہی بھر دے

ذہن زخم کہین خانہ جہان آباد
ایک گھر رہنے نہ دیگی شبِ ہجران آباد
بعد مجنون کے کیا مین نے بیابان آباد
پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ دہِ ویران آباد
یون ہی رہجائے الٰہی یہ گلستان آباد
کعبہ و دیر کرین گبر و مسلمان آباد
منزلِ دل کو کرین آکے یہ مہمان آباد

دل کی تسکین کو ہین پیغام صفا کا ہمون
پرزہ کاغذ کا جو بھیجے وہ گل اندام سفید
چاندنی رات مین وہ ماہ جو بام آئے سفید
کاٹتے دوڑتے ہین مجھکو در و بام سفید
وصل کی شب جو ہوئی صبح ہا یک تو ہوا
نسبت اوس فتنۂ دوران سے کوئی اندازی

رہی گلگشت قفس بلبل بیتاب مین بند
تا چند کرون کس سینہ مین ہین بند
کب تلک ہوا اس گہر مین الہی یہ دیوان بند
اس قلزم ہستی مین ہین وہ گوشہ نشین ہم
و نبات رہا شکل حباب اپنا مکان ہے بند
ہم الفت وین ہی ملے سے ہم لذت دین
وہ گنج ہی دل جسمین ہی نقد دو جہان بند
منہ دیکہتا ہون یار کا کچھ کہہ نہین سکتا
آنکھین تو کہلین ہین مری لیکن ہے زبان بند

۷۷

زنگ رخسار گل و لالہ دگر گون ہوگا
زندگی تک ہین قیامت کے یہ سارے دہڑکے
دوستدار ہے کلے گنہگار ہون وہ دشمن جان
مین جو نوشہ تو وہ مین جائیگی آغوش عروس
خون ناحق کا مری کھینچیگی کا خمیازہ
قفس تن سے چھٹا ہین تو چمن سے لاکر
گلہ کچھ نہین سننے کی تمہاری سر پہ
ہڈیان کہاگے جو مجہ کشتہ کی لذت پائی
مین نہوگا تو نہوگا یہ قمار الفت
گور تک ساتھ رہی بڑہ کی خبانہ کی نماز
آئینہ رنگ کے نبانیکی نہین نشانی سے

نہ رہے گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد
صحبہ کیا غم ہے اگر حشر ہوا میرے بعد
مغفرت کی مرے مانگیگا دعا میرے بعد
گور سے آئیگی شہنا کی صدا میرے بعد
ہاتھ ملیگا بہت ملکے حنا میرے بعد
بوی گل کسکو سنگھاویگی صبا میرے بعد
تنگ و چست ایسی نہوگی قبا میرے بعد
صدقے ہوگا مرے قاتل کے ہما میرے بعد
کوئی بدنے کا نہین شرط وفا میرے بعد
فرض جو تہا سو کیا تمنے ادا میرے بعد
مختصر ہوگی یہ زلف رسا میرے بعد

قبر پر فاتحہ کو آئی وہ شوخ ای آتش
نیک توفیق دی اوس بت کو خدا میرے بعد

چاندنی رات مین کہولونجو تری خواب مین بند
شمع سان سوزش دل ہمنے کسیسے نکہی
یار کے واسطے لکہون جو خط شوق قیہ
اپنی ہمجنس سے شاید کہ یہ بہلے کوئی دم

عمر بہر آنکھ نہو بہر شب مہتاب مین بند
رہگئی اپنی زبان محفل احباب مین بند
یکقلم ہو وین سیہ سیکڑون القاب مین بند
دل بیتاب کو کیجے جو سیماب مین بند

[illegible]

[illegible]

جنبش ابروسی آئینہ نہ کرے ہو بہو	بیشتر کرتے ہین ساحر سحر سے تلوار بند
کیا کہون وعدہ خلافی سی تری احوال شب	کھول کر دروازہ کو کرتا ہون سو سو بار بند
دل مین آتا ہے کہ اکدن سعی کر دہونڈ والون انہین	سو رہے لکھتے ہین کراما کاتبین دو چار بند
حسن جنس بیبہا اہل نظر تنگ چشم	آج کل کرتا ہی قحط مشتری بازار بند
تونے اک پیچا پیچا ہی ہاتہ سی اپنی جو یار	کرتے ہین قالب تہی سنکر اوسی دستار بند
پوچھتا ہی طنز سے کیا باندہی ہی کس پر کمر	باندہی ہی اسپر کمر کھولین ترا شلوار بند
دیر مین جاوی اولٹ کر گر تو چہرے سی نقاب	مصحفِ رو پر تصدق بت کرین زنار بند
گوش زد ہووی اگر تقریر تیری دوست کی	زاہدان خشک ہون مثل زبان خار بند
موسم گل کی ہوا چلتی ہی ساقی جام بہر	شیشے مین تا چند رکہی گا مے گلنار بند

روح جب قالب مین آئی مجکو آتش کہلگیا

ہوچکا کنج قفس مین بلبل گلزار بند

ہو برو ہوتی ہین سنکر تری تقریر سفید	اور خاموشی سے ہم عاشق دلگیر سفید
وہ سیہ کار ہون ظلمت کدہ دہر مین ہین	چاہیے دی نہ کفن بہی مجھے تقدیر سفید
لب جانان کی کبہو بھی جو نہین کہلا ہوئی	زرد ہووی گل سوسن تو طباشیر سفید
خاکساری سی ہوا آئینہ دل روشن	کیا مس قلب کو کرتی ہی یہ اکسیر سفید
سردمہری بتان کی جو حکایت لکھون	شمع کافوری ہی ہو خامہ تحریر سفید
عید کا دن ہی بغل گیر وہ دلبر ہوگا	پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید

۷۵ آتش

ردیف دال ہندی

رکھتا ہی یار ابروئے خمدار پر گھمنڈ

اوس ترک تیغ زن کو ہی تلوار پر گھمنڈ

ہوگا خزان مین رنگ دگرگون بہار کا

گل چین کا یہ دو ہفتہ ہی گلزار پر گھمنڈ

عاشق ہین گرد رہتی ستارون کی طرح ہم

زیبا ہے تمکو چاند سے رخسار پر گھمنڈ

کبر و غرور کی ہی سزاوار اوسکی شان

حسن و جمال ختم ہین یار پر گھمنڈ

تقریر اپنی اور دہن یار کی ہے خوب

گفتار پر ہمین اوسے رفتار پر گھمنڈ

دو چار روز لالہ و گل کی بہار ہے

[illegible] دستار پر گھمنڈ

[illegible]

یوسف کو اپنی گرمی بازار پر گھمنڈ

[illegible] عشق [illegible]

لازم نہین ہے [illegible] دیوار پر گھمنڈ

آتش سخن [illegible] سخن [illegible]

[illegible] پر گھمنڈ

ردیف دال

نزورہ بازو ہی کو بازو کا ہین سمجھا تعویذ
نہیں ہی انسان کو تقدیر کا لکھا تعویذ

دشمن و دوست ہیں از مرگ ہین گے آنکھین
نقش جب کا ہی مری سنگ لحد کا تعویذ

دل سے دشمن سے ہی جنگ ہمیشہ درپیش
نہ زرہ پہنی کبھی مین نے نہ باندھا تعویذ

جذبۂ دل سے پری رویون کو تسخیر کیا
نہ تو گاڑا نہ جلایا نہ بہایا تعویذ

دہن یار کی بوسے کی تمنا ہی رہی
لکھہ کے کس روز کنوئین مین نہین ڈالا تعویذ

مے کی تکلیف نہ کیونکر کرین اون آنکھون کی جام
سوی سر ابر سیہ برق سنہرا تعویذ

نہین ملتی کسی صورت سے بلاے مبرم
ڈھونڈھے کس واسطے آتش کوئی گنڈا تعویذ

ردیف را

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر
پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر

اوس نگہ سے سینہ مین ممکن نہین دل کو پناہ
قلعہ مین تیر قضا لگتا ہے بکتر توڑ کر

شاخ گل پر سے کیا تہا اب کہ بلبل کو اسیر
ہاتھ پر صیاد نے ٹہلا لیا پر توڑ کر

پہوڑتا تیشہ سے اپنا سر نہ تہا اے کوہکن
چہینتا شیرین کو تہا پرویز کا سر توڑ کر

باز آیا فصل سے اپنی نہ بدمستی مین بھی
شیشہ کو منہ سے لگایا پینے ساغر توڑ کر

اے دل صد چاک اوجھکر زندگی بھی ہو نہ تنگ
پیچ کا اون گیسوون کی شانہ بنکر توڑ کر

درد بازو مین رہیگا سخت جانی سے مری
خون عاشق کی قسم کھاؤگے خنجر توڑ کر

شیشہ کو توڑا اگر تو نے لڑا کر جام سے
محتسب رکھدی ترکی گردن برابر توڑ کر

آئینہ لیتا تو ہے وہ لاابالی دیکھنا
پہیر دیگا چار دن مین اے سکندر توڑ کر

۷۶

[illegible] قفس سے یہ مصر مین زندان پیتار
باغ عالم مین ہوون مین وہ شجر سوختہ بخت
مہری شاخون کو ہوے سرو چراغان پیتار
آبلہ پائی نے صحرا مین رولایا جو بہت
ابر مژگان سے کیے نخل مغیلان پیتار
وصل دلا وقت ہے سینہ کی سپر کیسے کہا
برچہیان تانے ہوئے ہین صف مژگان پیتار
دست قدرت کا ہوا ہے [illegible] انسان پیتار

[illegible]

عیسی نے نسخہ مین تری بیمار کے لکھا
اے خضر راہ منزل مقصود الغیاث

گردون نہ خم ہو شمع صفت گو جہانیان
مضمون باندہ لاتی ہی فکر اپنی عرش سے

روپوش ہی جو نازسی اسکا گلہ نہیں
کیف شراب مین ہی مزا فکر شعر کا

بنتی ہے جان پر جو حرارت سے عشق کے
تسکین کے لیے گیے منزل مین گور کے

وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہے
فرقت مین یار کے یہ سخن تکیہ ہی مرا

درد فراق کو کرے پروردگار دور
چھوٹا ہے مجہ غریب کا ب مجھسے یار دور

تن پر سے میرے سر کو کرین لاکہ بار دور
ڈہونڈہا ہے جب تو ہمکو ملا ہی شکار دور

نزدیک دل سی ہی رہے آنکھون سے یار دور
رکتا پیادہ سے ہے ارادہ سوار دور

کرتا ہون آہ کھینچ کے دل کا غبار دور
پھونچے تڑپ تڑپ کے تری بیقرار دور

وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دور
مخدوم سے نہ اپنے ہو خدمت گزار دور

پیری مین ترک مے کا ارادہ نکیجیو
آتش صبوحی کرتی ہے شب کا خمار دور

قصہ سلسلہ زلف نہ کہنا بہتر
ضبط گریہ سے جلا کرتی ہین آنکھین سچ ہے

دونون ہاتھونکی تری یار کرون کیا تعریف
یار کو دیکھین گے پہنا کے شب مہ مین اوسے

نفس امارہ سا رکھتا ہی یہ سرکش دشمن
پیچ در پیچ ہی خاموش ہی رہنا بہتر

بند ہونے سے ہے ناسور کا بہنا بہتر
بانیادہنے سے تو پہر بایین سی رہنا بہتر

بلگیا کوئی اگر پہلون کا گہنا بہتر
آدمی کیلیے غافل نہیں رہنا بہتر

دل تو کہتا تہا نکل چلنے کو پر چلتے وقت
بنیتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار

مجکو مجنون سے بہی جس وقت کہ لاغر پایا
کشتی لڑنیکو ہوئی باد بہاری تیار

اس قدر تنگ گریبان نہین زیبا پیارے
پہانسی بجے اسے گردن ہی ہماری تیار

سرمہ اندہیر خضا تہا قیامت مستی
فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار

ہار پہولون کے پہنتے ہو تو سیری خاطر
بدہی زخمون کی کرے تیغ تمہاری تیار

رزق ہر صبح پہنچتا ہے مجہے بے منت
خون دل لخت جگر کی ہے نہاری تیار

زندگی مین جو فراغت نہوئی تو نہوئی
اے فلک تنگ نہو گور ہماری تیار

اس زمانہ مین سپاہی نہین بیکار ہی ہین
نہ تو تلوار سجی ہے نہ کٹاری تیار

ضد سے دہیان اوسکو تکلف کا نہ آیا ہرگز
رہی لنگ چلنے کو دامن سے کناری تیار

تیری دیوانہ کی وحشت ہے زیادہ ہر سال
بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بہاری تیار

کمر یار کا شک اونکی کمر پر جو پڑا
پہار کہانیکو ہوے یوز شکاری تیار

تخت تابوت کہان ہنگی غبار اوڑجا دے
باد کے گہوڑے کی آتش ہے سواری تیار

دیکہی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر
نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر

طفلی سے ہون دوچار نشیب و فراز دہر
راحت نہ گور مین تہی نہ آرام دوش پر

مجہ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑے
لاوے پہرے حباب در و بام دوش پر

نادانی کا سبب ہے جو ہی طفل کو قرار
رہنے ندیگی گردش ایام دوش پر

پیوند خاک ہوئیکا اندر سے اشتیاق
ایا نہ گور تنگ سے مجھ آرام دوش پر

کاندہا مرے جنازہ کو کیا دوسے وہ نا ہین
بیماری ہے جسکو زلف سیہ فام دوش پر

عاشق نشانہ تیر کے ہوتے تری طرح
رکہتا اگر کمان کو بہرام دوش پر

پہرتے ہین بس بہار مین مستون کے ساتہ تہ
ساقی سبو کی طرح لیکے جام دوش پر

است موت آ گئی مین رہون چند منتظر
لادے ہوے سفر کا سر انجام دوش پر

[illegible]

اوس ترگس سے جو کبین ہین صحرا پہ جا آنکھین
کشتونکو تیری قبر مین دیکھین جو دیکھ لینا
دو پھل ہو ہین پیدا اک نخل حسن مین سے

جھنجھلا کی کیا ہی کتنی چپڑوای ہین بن پہ
زندون کو ہو گی حسرت مردون کی انجمن پر
با دام وپستہ صدقے اوس چشم اوس دہن پر

ملتا ہی کیا جو آتش مرتے ہین اہل دنیا
اک دو وجب زمین پر اس یکدو گز کفن پہ

دم نکلتا ہی نگاہِ چشم مستِ یار پہ
شرم سے وہ سرنگین آنکھین جھکی جاتی نہین
خوشنما ہی چہرۂ محبوب پر زلفِ سیاہ
چھیڑ سکتا ہی کوئی ابرو کو شانہ مثلِ زلف
کھینچتا ہے آپکو دو راس قدر کیون آفتاب
کیا کرون پست و بلندِ راہ الفت کا بیان
سر مری سمجھو نہ میری آہ کو اہی سر کشو
حسن کے منہ کی نقاب اولٹین گے بیمارانِ عشق
کیون نہ پھانسی عاشقون کی دل وطفلِ آمین ہا
رو دیا ہی عاشقون نے ابر باران کی طرح
رنگ شب اوڑتا ہی گیسو سیہ کو دیکھکر
لپٹی بگڑ ایسی اوس قاتل کی کیا تشبیہ دون

نشہ کا ڈورا بلا ہی جان ہی اس تلوار پہ
رات بھاری ہو گئی ہے مردم بیمار پہ
عالم اک دکھلاتی ہی کالی گھٹا گلزار پہ
ہاتھ پھر سکتا ہی تیغ تیز کی کب دہار پہ
سایہ کیا سوج مکھی کا ہی کسی رخسار پہ
چاہ مین اک پاؤن ہی اک پاؤن ہے دیوار پر
پھونک ہی دیگی گرہ یگی جبکہ بجلی خار پہ
مہر توڑینگے جم کی ہے شربتِ دیدار پہ
طرہ ہے گردن کا ڈورا دوش کی زنار پہ
تنے مارا ہے قدم جو برق کی رفتار پر
داغ ہی ماہ دو ہفتہ کو تری رخسار پر
داغ کا دھبا لگا ہی لالہ کی دستار پہ

[illegible]

تازی کو شراب اونے پلائی جا کے مسجد پر
کلیسا مین گیا نوبت کو دی بٹھا برہمن پر
کوئی پھینکے فلک اپنی طرف منہ اوسکا کرتا ہے
ہمارا نام کندہ ہے اگر سنگ فلاخن پر
بھلا دیکھین تو تازی مین سبقت کون کرتا ہے
ادہر ہم ہی ہین توسن پر ادہر ہم ہی ہین توسن پر

[illegible]

جنون بعجل بیابان کو ہین باز آیا گلستان سے یہ صرف سینہ کوبی ہی وہ صرف نقل ماتم ہی	خوشی آتی ہی کسے چشمک زنی نرگس کی سوسن پر مری ماتم سی آفت رہتی ہی اک سنگ و آہن پر

ہر اک مصرع مین یان مضمون ہی آتش و تلواری کا
ہمارے شعر کا انصاف ہے انصاف دشمن پر

بہار آئی ہی عالم ہی گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازان ہین اپنی جوبن پر

نقاب اوٹھے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے
پر پروانہ سے آرہی جلیں شمعونکی گردن پر

دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے
چھری چلتی کبھی دیکھی نہین شیشہ کی گردن پر

حذر عالی مقامون کو ہی لازم خاکسارون سے
پیادہ ہی غالب آئی ہین سوار پشت توسن پر

ادب آموز ہی ہر اک ذرہ اپنی داوی کا
نہین ممکن کہ گرد اوڑکر پڑی رہرو کے دامن پر

چشم سیہ اگر آئی ہین تماشا دیکھنے اسکا
کمند آہوی شہری ہی سبزہ اپنی مدفن پر

نہایت بلبل شیدا کا اسنی دل جلایا ہے
جو بس ہوئے تو رکھدون آگ مین گلچین کے دامن پر

نہ دیکھا سخت طینت کو کبھی سرسبز دنیا مین
شگوفہ پھوٹنا ممکن نہین دیوار آہن پر

زرہ جسبار ہے اے قاتل گلیمین تو نے ڈالی ہی
طلاو نقرہ کو اک رشک ہی اقبال آہن پر

نہانیکو سنا حمام مین ہمرہ رقیبون کے
لٹا دیگا ہمین رشک آتش سوزان گلخن پر

نسبھا پر نسبھا ہی خط شوق کا مطلب
مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر

تری زلف سیہ اک دن سفیدی پار ہو دیگی
یہ وہ شب ہی چلیگی جو طریق سوز روشن پر

حرارت طور کی شعلہ کی ہر اک دانہ رکھتا ہی
یقین ہے خاک ہو بجلی گریگی اپنی خرمن پر

کس گل کی خطِ سبز کی گستہ ہین اہلِ شرع	جائز کہا ہے سجدہ انہوں نے گیاہ پر
دندان یار جیسے سما ہین آنکھہ مین	لیتے ہین موتی جوہری اپنی نگاہ پر
شہر بتان مین جو صلہ فریاد کا نہ کر	یان رسم ورہ پڑ نیکی ہی داد خواہ پر
مشتاق اہل میکدہ ہین یان کرم کے	ابر سیہ کا لطف نہین خانقاہ پر

آتش زمین کو بھی سمجھتا ہون آسمان
ہوتا ہے برج دلو کا شک مجکو چاہ پر

حکمرانی پر ہوا ہے مثلِ سلیمان بہار	عشق پیچان بن گیا طغرای فرمانِ بہار
زخم خندان یار بن ہی روی خندانِ بہار	تیر باران بلا ہے مجکو بارانِ بہار
بے بقا ہی ہستی شبنم سے بارانِ بہار	برق کی چشمک سے کم وقفہ ہی دورانِ بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے	نرگسِ شہلا کو کہیے چشم فتانِ بہار
شاخ گلبن پہ طفلِ غنچہ سے ظاہر ہوا	نے سوارانِ چمن ہین مرد میدانِ بہار
کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیار چمن	سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمانِ بہار
زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہے شرط	باغ مین سنبل ہے نی شیرازہ دیوانِ بہار
چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہے	کھیت ہے تلوار کا یارب کہ میدانِ بہار
روشنی ہو وہی جو آنکھون مین تو سیرِ باغ کر	لالہ آتش زبان ہے شمع ایوانِ بہار
آب جو مین ہین صفا سے سینہ اشراقیان	ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونانِ بہار
پیش آتی ہین بدون سے بھی کرم کی سانسی نیک	زرق زنبور عسل ہی ریزۂ خوانِ بہار

۸۱

اس قدر تو سعی کرتا ہون مین اے عشق تیز
فکر کی گرمی سے جلتا ہے زبس میرا دماغ
لکھکے خط حسرت مین قاصد کے ہوئے مجنون ہم
ایک دن تو بام پر بہی روی نورانی دکہا
صورت یوسف ہے وہ طفل حسین ہر دل عزیز
کونسا گلرو ملیگا منہ ہی لپٹے پاؤن مین
حسرت شاہی تری در کی فقیرونکو نہین
کس جگہ نہ یہ زمین قبرون نہین آہستہ چل
میل آرایش چراغ حسن کو دیگا فروغ
یہ بہی دیوانہ کسی گلرو کا ہو وے اے کریم
تا بکی سر مین نہان رکہون مین سودا زلف کا
آرزو ہی پاؤن پر اوسکی ہمارا سر ہوا اور
کونسا حلقہ ہے جسمین اک دل عاشق نہین
نالے کرتا ہون تو کہتی ہین مجہے اہل زمین
اپنی عریانون کا پردہ رکہیگا وہ عیب پوش

پاؤنکا میرے پسینا ہے روان بالاے سر
جا ہے سود کہلائی دیتا ہے دہوان بالاے سر
چاہیے ہدہد بناوے آشیان بالاے سر
پڑ رہی ہے کیسی خاک آستان بالاے سر
آنکھون پر رکہتے ہین پیر اوسکو جوان بالاے سر
بوتے ہین نخل حنا کو باغبان بالاے سر
تخت ہے ہمکو زمین چتر آسمان بالاے سر
پاؤن پڑتے ہین ترے اے جان جان بالاے سر
سرخ پتے باندہیگا وہ دلستان بالاے سر
آشیان بلبل کا رکہی باغبان بالاے سر
سو ہی سر کی بدلے سنبل ہو عیان بالاے سر
دست شفقت پہیرے وہ شوکت نشان بالاے سر
طرہ گیسو ہے اوس گل کو گران بالاے سر
کیون اوٹھایا چاہتا ہے آسمان بالاے سر
روز محشر ہونگی چشم مردمان بالاے سر

قتل جب چاہے کرے آتش وہ ترک جنگجو
نے کلا مین ہے ذرہ نے خود یان بالاے سر

مردم دیدہ کو اوس نور نظر کا انتظار
قطع کر زر کیونکہ ہمیشہ سوے در
ہونہ ہنگام سفر رخت سفر کا انتظار
کو دیر تک زمین یار کے گہر مین خیال
ہے اندہیری رات مین بجلی بہر کا انتظار
عشق پیدا کرکے حسن و خوبی کی نہین
سودہ صندل ہے بتری درد سر کا انتظار

ردیف الشین

تیرے سوا کسی سے علاقہ نہیں مجھے	لازم نہیں ہے خادم سرکار سے بگاڑ
ای بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہے تجھے	رکھتا ہے اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ
دیوانی آج کل کے کچھ آتش نہیں ہیں ہم	مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

ردیف زاے معجمہ

ساتھ ہی بعد فنا حسرتِ فتراک ہنوز	دامن زین سے لپٹتی ہے مری خاک ہنوز
کپڑے پھٹتے ہیں مری خانۂ زنجیر میں بھی	پاؤں تو سست ہوئے ہاتھ ہیں چالاک ہنوز
کون کہتا ہے بسر ہو گئے ایام جنون	اک گریبان نظر آتا نہیں بے چاک ہنوز
آنکھ بھر کر نہ کبھی چاند سی صورت دیکھی	نہیں آلودہ ہماری نگہ پاک ہنوز
عشق نے نقش بٹھایا جو نگین دل پر	بیٹے جانا کہ زمانہ میں ہیں حکاک ہنوز
باغبان کیسی بہار آئی ہے کیا عالم ہے	نظر آتی ہیں چمن میں خس و خاشاک ہنوز
کیا کروں اسکو نہ نکلی جو بخار اک دل کا	دو سمندر ہیں مری دیدۂ نمناک ہنوز
اس قدر قحط ہے کسو واسطے می کا ساقی	زیر دیوار چمن اینڈتے ہیں تاک ہنوز
استخوان خاک ہوئے خاک بھی برباد ہوئی	صاف ہوتا نہیں اسپر بھی وہ سفاک ہنوز

وہی پستی و بلندی ہے زمین کی آتش
وہی گردش میں شب و روز ہیں افلاک ہنوز

جوش و خروش پر ہے بہار چمن ہنوز	پیتے ہیں نوجوان شراب کہن ہنوز
پاتا نہیں ہوں یار کو میل سخن ہنوز	معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز

گلکو دیکھا تو ہوا آنکھ کا مضمون سحر
ابرو جلاد و کو مجھ سا گنہگار کے پاس

مہندی کی ٹٹی سے رہتی ہی ہر اک دیوار سبز	بسکہ اشکون سے نمی ہی میری گدرین روز و شب
سرخ اک پیچا غضب ہے تہ ہے شلوار سبز	دیکھیے کس کسکو وہ زرین قبا کرتا ہی قتل
چہرۂ آتش ہی مثل چہرۂ بہار سبز	کون کہتا ہی نہین عناب لب سے اوسکو عشق

ردیف سین مہملہ

زخمی کو نہین اوسکے دماغ پر طاؤس	کرتے ہین عجب یار سراغ پر طاؤس
جو دم ہی غنیمت ہے فراغ پر طاؤس	صیاد نہی ہی تمنی بہی اسے باندہین گے دونون
داغ اپنا ہی شمع و چراغ پر طاؤس	محتاج نہین روشنی عاریتی کا
ہر داغ ہی اک لالۂ باغ پر طاؤس	اے ابر ترے عشق نے یہ رنگ دکہایا

دہویا کرے باران بہاری ہی آتش
چھٹنے کا پرون سے نہین داغ پر طاؤس

سایہ بن جاے ہما لوٹے دیوار کے پاس	ذرہ خورشید ہو پونہچے جو دریار کے پاس
خوشنما کتنے ہین گوہر کمر یار کے پاس	طرۂ زلف ہی زیبا نہین رخسار کے پاس
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس	کوچۂ یار مین سایہ کی طرح رہتا ہون
کسکی قسمت کا ہی پانی تری تلوار کے پاس	سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین
سایہ کو آنے نہ دو نہین تری دیوار کے پاس	مجکو دربانی کی خدمت ہو تو ہی خانۂ یار
بہو پھڑ اڑا لاہی صیاد نے گلزار کے پاس	فکر مرغان چمن کی ہی بہار آئی ہے
روز میں آتا ہون ہر کارۂ اخبار کے پاس	کب جواب آے خط شوق کا و نامے دیکہون

چمن سے دور سے اسلام یان ہوا ہر خاموش
نہین قرار زمانہ کو ایک حالت پر
جو دو پہر ہون نہین نالان تو دو پہر خاموش
جنون مین بہی ہی موی زائل نہ مجہے دانائی
رہا مین عالم وحشت مین بیشتر خاموش

ردیف صاد

عجب ہی بن نظر آیا بتکدہ مین تعل
اوٹھا مین شیشہ سے آن دم اور اوڑ خاموش
چمن مین من سکوت غنچہ نہین فقط خاموش
بہار غنچہ چمن مین بیان ہی دل کی طرح
شعور آن کو دلکش کرتا ہے
خدا کو تو ہوا عالم صبا جب خاموش

آفتِ جان ہی ترا ای سروِ گل اندام رقص
ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص

طبعِ عالی باز رکھتی ہی تماشے سے مجھے
بام پر گویا کہ میں ہوں اور زیرِ بام رقص

کس طرح کرتا ہی یہ ذلت گوارا آدمی
فی الحقیقہ تہ کچھ نہیں غیر خیالِ خام رقص

چہرۂ محبوب پر گیسو نہیں لہرا رہے
بت کے آگے کرتے ہیں کفارِ نافرجام رقص

ایدل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہیں
ہو سکا طاوس سے کب قابلِ انعام رقص

دم فنا ہوتا ہی دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ
غیر میں امید کوئی برق کا پیغام رقص

حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہے خراب
پھر زر کرتے ہیں محبوبانِ سیم اندام رقص

سینہ کوبی کی صدا ہے یہ کہ گھنگرو کی صدا
بیقراری ہی تری یا ایدلِ ناکام رقص

ایکدن لایا تھا جام مئی تری ہونٹھوں تلک
آج تک کرتا ہی یہ گردونِ مینا فام رقص

چشمِ راحت کا زلت میں خیالِ خام ہے
عمر بھر رقاص کو رکھتا ہی بے آرام رقص

اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہے
کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہیں خاص و عام رقص

میکدے میں چلکے سیرِ عالمِ نیرنگ کر
قلقلِ مینا ہی نغمہ اور دورِ جام رقص

دل اسی پہلو میں آتش پیش از ین بیتاب تھا
یہ وہی جا ہی جہاں ہوتا ہے صبح شام رقص

ردیف ضاد معجمہ

کام ہی شیشہ سے ہمکو اور ساغر سے غرض
مست رہتے ہیں شرابِ روح پرور سے غرض

عشقِ صورت سے خیال آیا ہی معنی کی طرف
حب صدق سے مدعا تھا اب ہے گوہر سے غرض

آشنا ہوتے ہیں مفلس کے کہاں یہ لالچی
زر کی خواہش ان حسینوں کو ہی زیور سے غرض

نشہ عشق کا اثر ہے شرط
بے خبر اکیدن ہمنشہ ہے شرط
مست تیرے سے ئے محبت کا
صندلی رنگ سیکڑون معشوق
قول پر قول ہمسے یار سے ہے
کہون کیونکر میان یار کو ہیچ
زلف خوبان دراز لازم ہے
قابل گوشش سیکڑون گوہر
یہ تمنا ہے بندگی تیری
گلشن حسن کے نظارہ کو
توبہ مے کے توڑنے کے لیے
لب شیرین سے میٹھی باتین کر
جھوٹے سچون کا دیتے ہین پیو کا
عشق مین صبر کار مشکل ہے
طور سے کیا کیا تجلی نے
عہد پیری مین رہے رنگین جو کیہ
معرکہ عشق کا ہے یہان آتش

لب خشک اور چشم تر ہے شرط
کیے رہ گہتے ہین ہم خبر ہے شرط
دین و دنیا سے بیخبر ہے شرط
عشق بازی کا درد سر ہے شرط
شرط پر شرط شرط پر ہے شرط
جسم کے واسطے کمر ہے شرط
خال کوتاہ و مختصر ہے شرط
گوشش بہی قابل گہر ہے شرط
اوس قدر ہو کہ جس قدر ہے شرط
مثل غنچہ گرہ مین زر ہے شرط
ساقی غیرت قمر ہے شرط
زہر مین زہر کا اثر ہے شرط
جوہری کے لیے نظر ہے شرط
دل کی خون کرنے کو جگر ہے شرط
حسن بے پردہ بے خطر ہے شرط
سیر گلزار کو سحر ہے شرط
پاؤن پر تیغ زن کے سر ہے شرط

۸۶

نام کو چربی لگا بتا کو ہے مشہور شمع
صاف آتا ہے نظر پوشاک سے نور بدن
پیرہن فانوس ہے جسم بت مغرور شمع

خاک ہوجاتی ہی جل کر پھر یہ پروانہ شمع / ہے تو زن رکھتی ہی لیکن غیرت مردانہ شمع

شام کو آتی ہی وقت صبح کرجاتی ہی کوچ / منزل ہستی کو سمجھی ہے مسافر خانہ شمع

تیری محفل مین اگر دیکھی مری گستاخیان / شوخی پروانہ سمجھے بازی طفلانہ شمع

سوزش دل کا بیان کچھ کچھ کیا تہا رات کو / موم ہو کر بہ گئی سنکر مرا افسانہ شمع

گریۂ مستانہ کرتے کرتے آخر ہوگئی / کرچکی معمور اپنے عمر کا پیمانہ شمع

اور کچھ مطلب نہین پروانہ کا سمجھے رہے / آشنا کو آشنا بیگانہ کو بیگانہ شمع

آشنائی حال ہی بیگانہ بعد مرگ ہے / گور پر دیوانہ کے لاتا نہین دیوانہ شمع

جنبش شعلہ نہجان اسکو اشارے سے یہ یار / کرتی ہے محفل مین تیری سجدۂ شکرانہ شمع

روی روشن سا تری رکھتی ہے رخ روشن اگر / جان قیمت مانگتی گاہک سے دل بیعانہ شمع

لائی ہی ایمان یہ کسکا مصحف رو دیکھکر / رکھتی ہے اسکو ہے اپنی سبحۂ صدانہ شمع

دل مین رہتا ہی خیال چہرۂ پر نور یار / پرتو مہتاب سے رکھتا ہی یہ کاشانہ شمع

چشم غول آنکھو نمین پھر جاتی ہی اسکے شعلہ سے / یاد دلواتی ہی مجھ دیوانہ کو پروانہ شمع

عکس روے آتشین سے تیری اے گل پیرہن / زلف شبگون مین ہوا ہر ایک خار شانہ شمع

سر کو کٹواتی اگر مجھ سخت جان کی طرح سے / ڈال دیتی آہن گلگیر مین دندانہ شمع

روشنی دیکھیگا یارب کونسا رشک پری / ڈہونڈھتا ہی اپنی چربی سے ہر اک دیوانہ شمع

عزت مہمان ہی لازم چاہیے پروانہ کو / در تلک لینے کو آوے لیکے صاحبخانہ شمع

حسن ناقص ہے کوئی عاشق نہو آتش اگر / ہی یقین بے پر یہ ہی گر ہوے جو پروانہ شمع

منزل ہستی مین دشمن کو بہی اپنا دوست کر
رات ہو جاوے تو دکھلاوے تجہے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین
غم نہین اسکا نہوا اپنے سر مدفن چراغ

تیبان اوسکی بنا کر مین کرون روشن چراغ
باد سے اوڑ کر بجہا ہو گر مرا دامن چراغ

رات بہر جلتا ہی یہ آٹھون پہر جلتا ہی وہ
دل کو دیکھے اور اپنا سینہ آہن چراغ

تازہ ہو جاتا ہی یاد رفتگان سے داغ دل
کاروان کرتا ہے اس ویرانہ مین شیون چراغ

قلب ماہیت گداز عشق سے ہووے اگر
موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ

بسکہ جلتے ہین حسد سے دیکھکر میرا فروغ
روز اوڑا یا کرتے ہین نندوین سے دشمن چراغ

امن مین رکھتی ہی شر سے فتنہ کی روشن دلی
چور پہر جاتا ہی گہر مین دیکھکر روشن چراغ

تیل کا مقدور تو اسکو نہین باقی رہا
گہر جلا کر اب اگر روشن کرے دشمن چراغ

روز فرقت کچہ شب یجور سے بہی ہی سیاہ
انکو ہو ویگا ہمارے گہر مین اب روشن چراغ

کون کہتا ہی ستارہ ہی اپنی برق آہ سے
بن گیا ہی اس سیہ خانہ کا ہر روزن چراغ

جا نہین داغ محبت کی دل بی عشق مین
خانۂ خالی مین دیکھا ہی کہین روشن چراغ

دوستدار حق کے عنز ہو سے آشنا ہو دے اگر
اپنی چربی سے جلادے راہ مین دشمن چراغ

یکدلی سے دو سیہ رو یونکی ہو ہنگامہ گرم
آتش افروزی کرین باہم شب عن چراغ

سامنا کرتا ہی کیا اوسکا شبستان مین چراغ
مرد میدان ہی تو نکلے دنکو میدان مین چراغ

ممکن خزاں ہو وے بہار شباب کو
ہوگا نہ روشنی میں رخ یار سے فروغ
عالم میں جلوہ گر ہے مرا یار اس طرح
لیجائیں کوی یار میں مجکو جو پایا شوق
مجبور ہیں نہیں تو اندھیر ہیں گور کی
جلتا ہی خود بھی قبر میں روشن کیا کریں
دیکھا جو بت کے حسن خداداد کی طرف
ٹھنڈا کیا گر دیار کی خاک سیہ نہیں
اپنی خاک آتش لیا جو منظور ہو فروغ

گل ہوں نہ تیرے حسن کا اے گلبدن چراغ
رکھتا ہے ناحق آرزوے خار زن چراغ
ہوتا ہی جیسے روشنی انجمن چراغ
روشن کروں میں جا کے میاں چمن چراغ
مردے جلائیں بیچکے اپنا کفن چراغ
غربت زدوں کے نام کی اہل وطن چراغ
مسجد میں تو جلائیگا اے برہمن چراغ
وہ جھکے میں رہ گئی لب چاہ ذقن چراغ
چڑھ چاک پر کمہار کی تو اور بن چراغ

ردیف ف

اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف
برسوں سے قد یار کا مضموں نہیں بندھا
مستی سے اون لبوں کی تعلق جنھوں کو ہی
چلنے میں کی جو شوق شہادت نے تیزی
اے جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کو
آئینہ کی طرف نہ خیال آیا آپ کا
لایا ہے عشق حسن کا تیری کشاں کشاں

گلچیں جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف
ہمت ہوئی نہیں گئے شمشاد کی طرف
تکتو کہیں کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف
گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف
جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف
دیکھا نہ تمنے جوہر فولاد کی طرف
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

فراق یار مین رہتا ہے یون تصور گور
نہو گا ہمسفر روح ہیکر جدا کی

خیال ہے جیسے مسافر کا ہو سفر کی طرف
یہ سوے ارض، وان ہوگا وہ سما کی طرف

بہت خراب رہا بتکدے مین اے آتش
خدا پرست ہے چل خانۂ خدا کی طرف

یہ دل ہے جب سے تمہارے خیال سے واقف
کہ چار خار جا تہے اعتدال سے واقف

کمال ہو جو ہوا ہے کمال سے واقف
کرے تو وجد جو ہو جاے حال سے واقف

خدا کرے نہ نہین میرے حال سے واقف
نہو مزاج مبارک ملال سے واقف

نہین جو روز و شب و ماہ و سال سے واقف
وہی ہے خوب زمانے کے حال سے واقف

نہونگی آنکھین تمہارے جمال سے واقف
جلا کے طور کروگے جلال سے واقف

زبان سے کسکی ہم چار دو نہین سنتے
زمانہ ہے ترے فضل و کمال سے واقف

خبر ہے کیا تجھے اون گیسوؤن کی مشاطہ
ہنوز شانہ نہین بال بال سے واقف

دعاے خیر یہی ہے مری حسینون کو
نہو کمال تمہارا زوال سے واقف

مراد پر نہین آیا ہنوز حسن شباب
گل و ثمر نہین اوس نونہال سے واقف

فسانہ طور تجلی کا سنکے کان کھلے
تھے کرشمۂ حسن و جمال سے واقف

وہ کام کرتے ہین جو دل اشارہ کرتا ہے
شگون سے ہین نہ تو ہم گوش فال سے واقف

کھلا یہ اوسنے نہ سودا کسی کو زلف کا ہو
ہوا جو مجھسے پریشان حال سے واقف

فنا کے بعد کھلا دل کو عشق کا پردہ
تمام ہو کے ہوے ہم کمال سے واقف

پڑا ہے وہ موجود عالم سے [illegible] ہلال سے واقف
پڑا ہے ابرو ساقی پہ عکس ساغر مین
پری رون کی کیا خلوت [illegible] سے واقف
چمن کی سیر کو وہ شوخ طبع آ نکلے
گلون کے کان بھی ہون [illegible] نہال سے واقف
ہوا سے آئی ہے لڑا کے آنکھ پر وہ زلف
کمند مشکی ہوئی ہے غزال سے واقف
ازل سے محرم راز پری ہون مین مجنون
مرے فرشتے نہین [illegible] جمال سے واقف
بہا آئی ہے لطف و کرم سے ساقی کے
کیا ہے درد کشون کو زلال سے واقف

[illegible]

ردیف قاف

[illegible]

زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی
ہو گیا دیوانہ مجنون پڑھتی ہی دیوان عشق

حق یہی مذہب ہے باطل ہے جو ہے اسکے خلاف
مرد مومن ہے وہی لایا ہے جو ایمان عشق

نام دو مشہور ہیں شہر حسینان میں مرے
بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق

ہو مبارک تم کو مصحف کی تلاوت زاہدو
دو جہان بھولے ہوئے ہیں حافظ قرآن عشق

دل جگر دونون ہیں دو نون ہیں دکان عشق کی
کشور تن میں ہے جاری سکۂ سلطان عشق

تولتے ہیں موتیوں میں اشک حسن یار کو
دونون آنکھیں اپنی ہیں دو پلۂ میزان عشق

سیر ہو جاتے ہیں ایسے بھوک پھر لگتی نہیں
زہر دیتا ہے نمک ہے زہر ناں اپنے خوان عشق

ایکدن تیری کمر کا طوق ہونگی انکے ہاتھ
الصنم تا ابد غیبی رکھتے ہیں مردان عشق

ارغوانی اشک ہیں تو زعفرانی رنگ ہے
اپنی خاطر سے مہیا آج کل سامان عشق

قطع ہو جاتی ہیں دنیا کی تعلق یک قلم
چھٹ گیا وہ ہو گیا جو قیدی زندان عشق

دو جہان میں آتش اس سے کوئی شے بہتر نہیں
وصف جو کچھ کیجیے اعلی ہے اوس سے شان عشق

ردیف کاف تازی

کسی حسین کی ہو کیا قدر یار کے نزدیک
وہ گلعذار ہے یکتا ہزار کے نزدیک

خدا نے کی ہے عطا اوس صنم کو دولت حسن
طلا و نقرہ ہیں کیا مال یار کے نزدیک

قفس تک آئے جو لیکر چمن سے نکہت گل
یہ فاصلہ ہے نسیم بہار کے نزدیک

شراب پینے کی کرتی ہے فصل گل تکلیف
دن آتے ہیں بط مے کے شکار کے نزدیک

کرور کوس سے میخانہ دور ہے جسکے
کرم کرے تو ہے ابر بہار کے نزدیک

وہ لوگ کرتے ہیں تعریف قند و شکر
پسے نہیں جو کبھی کوسے یار کے نزدیک
سپر کی طرح چھٹے ہے نہ وہ تیغ ابرو کے
سزا جو اپنی سمجھ یار کے نزدیک
خلش کرے نہ مژہ دل سے وہ مژہ کیونکر
شکست آبلہ کا فتح خار کے نزدیک
عجب نہیں جو ہو غم بھی عشق بھی ہے کوئی
خوشی پہنچتی نہیں اس دیار کے نزدیک
ہزار پست کیا ہے فلک نے اے آتش
بلند قدر ہیں ہم اعتبار کے نزدیک

[illegible] دکھا رہی ہے گردش پیالۂ بہار رنگ

[illegible] ہر رنگ میں [illegible] چشم یار رنگ

ردیف کاف فارسی

مستی عشق کیف سے لالہ گون ہیں

اس رنگ پر جما نہیں سکتا خمار رنگ

ہر ایک صفحہ ہے مرے دیوان کا اک چمن

مسطر وہ دام ہے کہ ہے جسکا شکار رنگ

لکھا ہے بام ہوتے ہیں تیرے حضور زرد

اور تاسے مجھکو بکتے ہیں بے اختیار رنگ

گلشن چراغ [illegible] غم سے ہے نگار رنگ

[illegible]

روشن ہی جسکی منزل دل تو وہ شمع ہے
دم سے ہے تیرے مظہر حسن و جمال خاک

نقش قدم کو تاج سر اسکا ہون دیکھتا
افتادگی میں رکھتی ہے میرا سا حال خاک

سودا رہیگا سر کو بہت زلف یار کا
مدت کی بعد ہوتی ہیں مٹی میں بال خاک

اوس سیمبر کا جب سے زمین پر پڑا ہی پاون
آنکھوں میں بیماریوں کی ہے اوسکے مثال خاک

پیدا کریگا خم سے زیادہ پیالہ ظرف
صحبہ مست کی ملے جو تجھے ای کلال خاک

اوس روی آتشین کی ہوا میں ہے رنگ ہے
گاہی عبیر بنتی ہے گاہی گلال خاک

غنچہ مہو شگفتہ نہ چھڑکیں جو باغبان
تیری قدم کے نیچے کی ای نونہال خاک

صورت بگڑتی بنتی ہے اے ماہ چاردہ
پھر و ہیولی نگار کہتی ہے آتش کمال خاک

بہار میں جو ہوا ہے مرا گریبان چاک
ہوئی ہیں لالہ و گل کی طرح سے خندان چاک

صدا یہ غنچۂ گل کی ہی کھلنے سے آتی
کرے جو تنگ گریبان ہے اوسکی شایان چاک

نباہی ساغر می جو کمہار تیرے لیے
پیالے ہون مہ و خورشید و چرخ گردان چاک

کھلی چمن میں جو گنبد کی پھول تو یہ کھلا
کیے بہار نے ظاہر خزان کی پنہان چاک

نکلکے تن سے دکھاویگی اپنی جوہر روح
کھلیگا مطلب خط جب کے ہوگا عنوان چاک

جنون کا جوش اوتاریگا پہاڑ کر کپڑے
بہار میں بدن اپنا کرینگے عریان چاک

کرونگا زلف کی سودے میں تار تار لباس
دکھائی دینگے مری جیب کے پریشان چاک

ملاؤن پیرہن گل سے کیا لباس اپنا
ہوا نہیں ابھی سست جنون ہے چندان چاک

[illegible]

طلسم تازہ دکھاتا ہی دیدۂ دل کو
رہے نہ لالہ و گل سے کوئی جگہ خالی
بہائی زخمون کی بڑہی جو تیغ نے تیری
نصیب شلنے کے پیدا کرے دل صد چاک
وہ دل ہی جسمین تصور ہو خوش جمالون کا
نکل کے خانۂ زندان سے ہین کدہر جاون
یہ گوش ہی ہین کہ باتین زبان کی سنتے ہین
بہار گل مین جو دل کو ہوا ہی صحرا ہے
شکار مومن و کافر ہے کہیلتا وہ ترک
نقاب رخ سے جو دن کو وہ شمع رو اٹھے
بہار گل مین جو مین دہجیان بلون سکی
نہ کیجیو سر آتش پر اپنا سایہ ہما

کشادہ چہرہ کے اوپر دہان جانان تنگ
بہار باغ سے ہو عرصۂ گلستان تنگ
خوشی سے ہو گئے پیراہن شہیدان تنگ
بغل مین ہین اسے وہ گیسوے پریشان تنگ
وہ گہر ہے جسکو کہ رکہے ہجوم مہمان تنگ
جنون کے جوش مین ہی دو جہان کا میدان تنگ
نکل گئے ہین دہن مین سے ہو کے دندان تنگ
ہوا ہے روح کو قالب سے اپنے زندان تنگ
کمند زلف سے ہین ہندو و مسلمان تنگ
یقین ہے کثرت پروانہ سے ہو ایوان تنگ
گلا دبانے کو پہانسی سے ہو گریبان تنگ
فقیر کی ہے بدن پر قبای سلطان تنگ

ردیف لام

مومن کا مددگار ہے شاہ نجف ایدل
حامی ہے ترا شیر خدا لاتخف ایدل
بت توڑنے کو دوش نبی پر وہ چڑہا ہے
کعبہ کو تولد سے ہے اوسکے شرف ایدل
بیواسطہ ہے احمد مرسل کا خلیفہ
دنیا کے طلبگار کرین حق تلف ایدل
معصوم ہے عیبون سے زمانہ کی بری ہے
وہ لالۂ بیداغ و مہ بیکلف ایدل

ڈہونڈہا ہی بہت شاہ نجف کو
دشمن ہو جو اپنے وہ نا طلف ایدل
شیطان کو لغفت ہے وہ بکہاری گل
ہزارون نکہاری گل
سینہ پہ تشنوں داغ ہوس دل کی نہ پیرہن
میرا اسی سے ہی داغ دل کی ترابیان سا گل
ہر ہوش ہی چمن مین پیالہ چڑہاے گل
وعدہ وصال کا ہے
شمع حیات جلد کین ہو ہی جاے گل
چہرہ کی ہے باغبان نے گر خاک پای یار
دل پہ مین تیری کفش کے لالہ نے کہای گل
رفع حجاب یار کیا آہ سرد نے

[illegible] کہ قدر سوے غربت مین سمجھتا ہون ایسے
[illegible] غنچہ کو ہے تا صبح جلانا شب وصل
[illegible] نہین کچھ [illegible] غرض تمہارا [illegible] شب وصل
عشق کی آنچ تو تو نے [illegible] شب وصل
یار کی بات مین [illegible] کا کہنا ہی لگا
[illegible] یار کی دوری مین لگا کان ہوا شب وصل
[illegible] سے جاوے نہ اپنا شب وصل
آتش
[illegible] روحی کو یہ لائی ہے بغل مین [illegible]
دائم عشق سے جسے کہتے ہین وہ ہا شب وصل

ملک الموت سے کچھ کم نہین خونخوار کی شکل
مرگیا جسکو نظر آگئی مرے یار کی شکل
درد دل پوچھنے والا کوئی غمخوار کی شکل
ہوگئی صورت عشاق سے غمخوار کی شکل
باغبان آنے دے صیاد کو آزردہ ہو
نظر آوے گی نہ پھر بلبل گلزار کی شکل
آنکہ بجلی کی چمکنے سے جہپک جاتی ہے
دیکہین ہم کیا تو ترے طالب دیدار کی شکل

آتش بقول مصرع سودا غرض نہین
بکدست اگر زمانہ جہان کے لٹاے گل

درد دل کا جو کہا مینے فسانہ شب وصل
نیند آنے کا ہوا اوسکو بہانہ شب وصل

نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری
خشک ہوجاتا تو ہو زلف کا شانہ شب وصل

حسرت جلوہ دیدار بہت ہے مجکو
چاہیے میرے لیے آئینہ خانہ شب وصل

صبح ہوتے ہوے اوس نے قدم رنجہ کیا
نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شب وصل

مینے صندل کی طرح ماتہی کو رگڑا تا صبح
درد سر کا جو کیا اوسنے بہانہ شب وصل

مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب
شور کرتا ہی جو پازیب کا دانہ شب وصل

یار کیا مجکو ملا دولت پائندہ ملی
ہاتہ آیا مرے قارون کا خزانہ شب وصل

چاندنی آئینہ مین مینے اوسے دکھلائی
سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل

خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہے
آج کل تیر دعا کی ہے نشانہ شب وصل

دونون مہمان دم چند ہین دیکھون پہلے
جان جاتی ہے کہ بنتی ہے روانہ شب وصل

عاشقونکی گئی تشنہ دلی ہو کے لائی ہے اوسے
چاہیئے اور نہ خدا سے ہے زمانہ شب وصل

آتش اوس گل کو ہی بلبل کے چمن مین رکہنا
ہو مبارک تجہے بلبل کا ترانہ شب وصل

وہم ہے یار کا آغوش مین آنا شب وصل
پیرہن مین جو چھپے شکل ہو سمانا شب وصل

سجدہ شکر خدا مین کیے رکہتا ہون
پاؤن پر یار کے سر کو ہو جہکانا شب وصل

[illegible]

شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہو
یاد رکھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت
آنکھ وہ فتنۂ دوران کسی دکھلاتا ہے
فتنہ انگیزی ہی چھپتی ہی کہین پردے مین
خون قاصد تو وہ سفاک سمجھتا ہی حلال
پاؤن پکڑے ہین مین نے یہ تری کوچہ کی
دیدہ یار کہین کیا لے کہین سے مین
سبزۂ خط سے ہوئی اوسکی کدورت دہ چند
وہی تحصیل محبت کا ہے عالم تا حال
لطف حاصل ہو جو زلفون مین گرفتاری کا
کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہے

روتے ہین دیکھ کے خندان دہن جام کو ہم
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئی شام کو ہم
شعبدہ جانتے ہین گردش ایام کو ہم
سنتے ہین گبر و مسلمان ترے نام کو ہم
کسی غماز سے بھجوائین گے پیغام کو ہم
رہ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم
بھونکر روز گذر کرتے ہین بادام کو ہم
اب صفائی کے سبب سینہ [illegible] جام کو ہم
پختہ کرتے ہین ہنوز آرزوئے خام کو ہم
مول لین دل کا اسیری کے لیے دام کو ہم
نگران رہتے ہین حسرت [illegible] در و بام کو ہم

حسن ہے عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا
کرتے ہین آرتش [illegible] آئے ہین جس کام کو ہم

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
جسنے دیکھا تمہین وہ مر ہی گیا
کیونکر آنکھین نہ ہمکو دکھلاؤ
حسن مین آپکے ہے شان خدا

خوب صورت ہو بادشاہ ہو تم
حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم
کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم

لگتی لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا
شب کاٹی ہین جاگ کے اپنے مکان مین ہم
مردون کا نام سنتے ہین ہر داستان مین ہم
ساقی ہے یار ماہ لقا ہے شراب ہے
اب بادشاہ وقت ہین اپنے مکان مین ہم
عیش گردان ہین یہاں فلک کی دوکان مین ہم
[illegible]

ہم بختی سے صحرائے عدم چار قدم
جوش وحشت میں جو ہوں مائل رفتار قدم
بھول جاتے ہیں رہ عشق میں رفتار قدم
بخت خفتہ کو جگا دیں جو پہ پشت پا سے
ایسے رستے کہتے ہیں کہاں طالع بیدار قدم
عرصہ جنگ سے خونریز زمین ہے یاں کی
بیشہ عشق میں مردوں کی طرح مار قدم
جوش وحشت میں نہ زنجیر کو توڑا لگا دن
گور میں جائیں سگاں ہاتھوں کے بیزار قدم
چال وہ چل کہ ہو جائے دل عالم کو عزیز
آنکھوں پر رکھیں ترے کافر و دیندار قدم

[illegible]

لکھا ہے کیسے خنجر مژگان کا اسنے وصف	اک زخم و بکتے ہیں قلم کی زبان میں ہم
کیا حال ہے کیسے نہ پوچھا ہزار حیف	نالان رہے جرس کی طرح کاروان میں ہم
آیا ہے یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر	بیدار بخت خفتہ ہے خواب گران میں ہم
شاگرد طرز خندہ زنی میں ہے گل ترا	اوستاد عندلیب ہیں شور و فغان میں ہم
باغ جہان کو یاد کرینگے عدم میں کیا	کنج قفس سے تنگ رہے آشیان میں ہم
اللہ رے بیقراری دل ہجر یار میں	لگا ہے زمین میں تھے تو گئی آسمان میں ہم
دروازہ بند رکھتے ہیں مثل حباب ہم	قفل درون خانہ ہیں اپنے مکان میں ہم

آتش سخن کی قدر زمانہ سے اوٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دیں دہان میں ہم

آخر کار چلی تیر کی رفتار قدم	غیر منزل نہ پڑے راہ میں تنہا قدم
اوٹھ گئے وصل کی شب پیشتر از یار قدم	آگے ہم عمر روان سے بھی چلے چار قدم
کوے مقصود سے رکھتی ہے غفلت مجھے دور	جیسے سوجانے سے ہوجاتی ہیں بیکار قدم
اہل عالم میں ہو نہیں ندون میں دون کی طرح	بڑھ چلیں لاکھ مگر ساتھ ہیں دو چار قدم
ایک مدت سے کعبہ میں آوارہ ہیں	کیا خدا کا ہے جو دکھلا وینگے دیدار قدم
جوش وحشت میں بھی میں چڑھ گیا نہ اپنے پر دوڑا	لیگئی حسرت خار سر دیوار قدم
صورت برگ خزان جھڑتی ہیں ہر گام گناہ	جب اوٹھاتے ہیں تری راہ میں وار قدم
اے جنون کوہ و بیابان بھی دکھلا مجھکو	رہیں پستی و بلندی سے خبردار قدم

ہاتھ مند ہو ایسی صورت و دیوار قدم
یاد سے گھر میں چلیں پاؤں سے معشوق
باغ میں عاشق سے سبک گلزار قدم
[illegible]
گل سے بلبل گل آخر ہو لا
[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ صدا آتی ہے زنجیر سے مجہ مجنون کی | آج مجبور ہین وہ کل جو تھے مختار قدم

آب رحمت کریگا آنکے آتش چہڑکاؤ
خاک پر رکہین گے مجہ رند کی ابرار قدم

چمن مین رہنے دے کون آشیان نہین معلوم | نہال کسکو کرے باغبان نہین معلوم
مرے صنم کا کسیکو مکان نہین معلوم | خدا کا نام سنا ہے نشان نہین معلوم
اخیر ہو گئے غفلت مین دن جوانی کے | بہار عمر ہوئی کب خزان نہین معلوم
یہ اشتیاق شہادت مین محو تھا دم قتل | لگے ہین زخم بدن پر کہان نہین معلوم
سنا جو ذکر الہی تو اوس صنم نے کہا | عیان کو جانتے ہین ہم نہان نہین معلوم
کیا ہے کسنے طریق سلوک سے آگاہ | مرید کسکا ہے پیر مغان نہین معلوم
سپرد کسکے مرے بعد ہو امانت عشق | اوٹھائے کون یہ بار گران نہین معلوم
مری طرح تو نہین اسکو عشق کا آزار | یہ زرد رہتی ہے کیون زعفران نہین معلوم
جہان و کار جہان سے ہون بیخبر مین مست | زمین کدھر ہے کہان آسمان نہین معلوم
مری تمہاری محبت ہے شہرۂ آفاق | کسی حقیقت ماہ کتان نہین معلوم
خموش ایسا ہوا ہون مین کم دہانی سے | دہن مین ہے کہ نہین ہے زبان نہین معلوم
کس آئینہ مین نہین جلوہ گر تری تمثال | تجھے سمجھتے ہین ہم ایچ آن نہین معلوم
ملا تھا خضر کو کس طرح چشمۂ حیوان | ہمین تو یار کا اپنے دہان نہین معلوم
کھلی ہے خانۂ صیاد مین ہماری آنکھ | قفس کو جانتے ہین آشیان نہین معلوم

۹۷

ردیف نون

اس قدر آنکھین مری محو تجلا ہو گئین
پتلیان پتھرا کے آخر سنگ موسی ہو گئین
باغ کو سرسبز باران بہاری نے کیا
شاعرون کے واسطے تشبیہین پیدا ہو گئین
روی رنگین سے بھی دو گیسو و خط ہی دلفریب
[illegible] اس گلستان کی تماشا ہو گئین
[illegible]

پہنچا

پونہچا ہنر اکو اپنے سبب بیداد گر کہان
وزدِ حنا چڑہا گیا دار پر کہان

عشق کمر کا قصہ ہوا مختصر کہان
ہستی سے کرچکا ہون عدم کو سفر کہان

داغ جگر نشانہ سکی آہ صبح گاہ
گل کرتی ہے چراغ نسیم سحر کہان

لون بوسہ کسکا ہے دہن یار ناپدید
کسکے ہون ہاتھ طوق وہ نازک کمر کہان

تا حال آنکھون نے نہین سیر بہشت کی
پیش آیا کوے یار کا ہمسکو سفر کہان

زاغ شب فراق جو بیٹھا نہ چھوڑتا
کہتا تھا ہمارا مغز خروس سحر کہان

آہن دلون سے چشم کرم ہی خیال خام
کرتا ہے سبز نخل کو آب تبر کہان

میران کا رہتی ہین آئینہ کی طرح
آنکھون سے پوچھیے کہ پڑی ہی نظر کہان

دندان کا اپنے نقش لب یار پر جو ہے
پیدا کیا عقیق نے ایسا شجر کہان

آئینہ دیکھنے کا گذرتا نہین خیال
اپنی خبر نہین اونہین میری خبر کہان

اندھیر آنکھون مین ہی اوجالا ہی ناپدید
پردی ہین شب کے چہب رہی ایسی سحر کہان

سودا انہین ہی گیسو ونکا یار کے کسی
ان دو بلاؤن سے ہی کسیکو مفر کہان

خربا ہی لب کے بوسہ کا چکھا نہین مزہ
توڑلے ہے نخل حسن کا ہمنے ثمر کہان

دہو کا نہ ہی سکیگا چھپے زلف یار کا
سنبل کے پاس طرہ ہو ہر چند سر کہان

دم کیا بہریگا کوئی محبت کا یار کے
میرا سا دل کہان ہی مرا سا جگر کہان

قید خودی سے چھوٹ کے جاکی ہی گور مین
آتش ملا ہے گنبد گردان کا در کہان

یہ کہلا آتشؔ عناصر سے دل دیوانہ کو
چار دیواریں اکہٹی ہوکے زندان ہو گئیں

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہان
روح سے چہوٹا ہی یہ زندان آب و گل کہان

ہچکیان لیتے تہو کوچہ میں تیرے بسمل کہان
زخم ہنستی تہی کہیسکے منہ پرای قاتل کہان

قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی
گورہی گورہی عارضون پہ کالی کالی تل کہان

دسترس کسدن ہوا بند قبای یار پر
وا ہوی ناخن سی اپنے عقدۂ مشکل کہان

طوف کوی یار کی حسرت نہین نکلی ابہی
طے ہوی ہی کعبۂ مقصود کی منزل کہان

صورت ریگ روان گرم سفر ہون روز و شب
کچہ نہین معلوم جاتا ہون کدہر منزل کہان

جو بدی ایذا کوی ایذا نہین دیتا اوسے
سایۂ دیوار کو اندیشۂ حائل کہان

بہیک کسکی حسن کی مقصود مہر و ماہ ہی
در بدر پہرتی ہین شمل کاسۂ سائل کہان

بحر ہستی سا کوی دریای بے پایان نہین
آسمان نیلگون سا سبزۂ ساحل کہان

وقت بد مین کون ہوتا ہی مصیبت کا رفیق
ہجر کی شب کی اندہیری مین مہ کامل کہان

کونسا ایسا کیا ہی مجہسے یار بے مہر سا گلہ
یاد آتی ہی عدم مین جا کی یہ محفل کہان

خندہ زن دیکہا نہ اک مرد کو زندہ کی طرح
ہوشیاری کی غرض سے آشنا غافل کہان

جنبش ابروی قاتل مین نہ ٹہیرا گا رقیب
چہرۂ نامرد زخم تیغ کے قابل کہان

عشق کے صدمی اوٹہانیکو جگر بہی چاہیے
خون ہوا میری طرح آتشؔ کسیکا دل کہان

زلف بت کو دل اہل صفا مین راہ نہین

سوا خدا کے کرم کے کہین پناہ نہین

طریق احمد مرسل ہی شاہ راہ نہین

بلبل کو

تمہاری تیغ کے زخمون کی بند راہ نہین

بلبل کو خار خار دبستان ہی اندنون
زنار عشق ہت ہین رگ جان ہی اندنون
آباد میرا خانہ ویران ہے اندنون
دامن ہی لپٹے ہاتہ مین اک رشک ماہ کا
باغ جہان مین جو ہے گرفتار ہی ترا
کہتے ہین ہم زمین مین مجنون کی اک غزل
کافر ہو اے صنم جو خریدے نہ تو اسے
ہنگامہ حسن وعشق کا ہے گرم آجکل
قد سرو چہرہ گل ہے تو سنبل ہے روی یار
مسی کا اون لبون کے فسانہ کہان نہین
صدقی جگر ہوتے ہین رخسار یار کے
آتا ہے سیر باغ کو وہ گوہر مراد

ہر طفل کے بغل مین ہی گلستان ہی اندنون
ناقوس برہمن دل نالان ہے اندنون
سیلاب مجہ غریب کا مہمان ہی اندنون
پیش نظر ہلال گریبان ہی اندنون
آزاد ایک سرو گلستان ہی اندنون
ہر بیت اپنی خانۂ زندان ہی اندنون
منہدی کی مول خون مسلمان ہے اندنون
دیوانہ پری ہے جو انسان ہی اندنون
گہر خانہ باغ ہے جو وہ مہمان ہے اندنون
مجلس نہین وہ جو نہین حیران ہی اندنون
وہ ماہ چاردہ مہ تابان ہی اندنون
پہیلا ہے گل کے پاس جو دامان ہی اندنون

جوہر شناس جمع ہین آتش ہے معرکہ
شمشیر ہے وہی کہ جو عریان ہے اندنون

برق کو اسپر عبث گرتی ہین تیاریان
عہد طفلی مین بہی تہا مین بسکہ سودائی مزاج
سونے کے آتی ہی ہمکو خود بخود نیند آگئی

برگ گل ہی آشیان کو اپنی ہین چنگاریان
بیڑیان منت کی بہی پہنین تو مین نے بہاریان
کیا اسیکی یاد مین کرتے تہے شب بیداریان

آتش کہ بازار محبت بند ہو
کرین ٹہوکر گرم اپنی دکان داریان
قفس مین عندلیب خستہ جان ہی دل گلستان مین
ہنسواتا ہی اپنی غنچہ زخم کہل کہل گلستان مین
نہون برگ حنا کو آبلہ سا کل گلستان مین

ردیف نون ۱۰۰

[illegible]

پھرا عجب باغ سے تیری قدِ بالا کا دیوانہ		بہت رویا گلے سے سرو کے مل گلستان مین

بہار آئی ہی دل بہلایے پیری مین ای آتش
جوانانِ چمن کی دیکھیے محفل گلستان مین

پردے یہ غفلتون کے اگر دل سے دور ہون	مائل ہو جو دسر پہ غرور ہون
تمییز کیجیے جو سفید و سیاہ کی	ظلمت جو زلفین ہون تو وہ رخسار نور ہون
پہلے ہی دیکھا ہون مین انکو جواب صاف	سمجھا ہین اب جو یار ٹے بے شعور ہون
آنکھون مین تنگ چشمون کے پھر بھی ہین فیل مست	ہر چند ناتوانی سے ہم پای مور ہون
کرتا ہی کیا یہ محتسبِ سنگدل غضب	شیشون کے ساتھ دل نہین چور چور ہون
بعد فنا بھی خاک رہ یار ہون گے ہم	ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون
خلخال پاے یار مین آواز صور ہے	بیدار بخت خفتۂ اہل قبور ہون
کشتۂ جبینِ گرم کے نالان ہین زیر خاک	سنگ مزار جلنے لگین کوہ طور ہون
مرتا ہی غیر کس لیے کہتا ہے یار کیون	حاضر ہین جان و دل جو کسیکو ضرور ہون
ساقی چمن مین آگ لگائی بہار نے	رنگین شراب سرخ سے جام بلور ہون
شامت جو یار کرتے ہین مجھ پر خطای عشق	انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون
دل مین ان آہون کے سراسر بھرا ہی رنگ	ہر چند پاک صاف یہ تیری حضور ہون
رندی کی جا ہی حالت دیوانگان عشق	ابر بہار دیدۂ وحش و طیور ہون
عزم طواف کعبہ ہے اب کچھ غرض نہین	آتش بتان ہند پری ہین کہ حور ہون

گور مین خاکی بدن کو چھوڑ کر جاتی ہے روح
جامۂ گور غریبان گر دہ پیرہن جاتا ہون مین
وحشت تنہائی کی زمین و آسمان سے میرے ساتھ
کیا تماشا ہے پیرہن پہنے کفن جاتا ہون مین
ہستی فانی سے قصد عدم ہے سوی عدم
دل کو خوش وقتی ہے غربت سے وطن جاتا ہون مین
تاب و داغ ... بھی مانند بو ساگل نہین
چھوڑ کر آباد و آتش انجمن جاتا ہون مین

[illegible]

ترے گشتہ ہیں ہم آنکھیں ملیں گے
نہ مل اے بعث چین عطر گلزار
نہیں اک مرد کو دنیا سے مطلب

ہمارے سنگ مدفن پہ ہزاروں
گلا کاٹیں گے گلشن پہ ہزاروں
مریں نامرد اس زن پہ ہزاروں

عجب کیا ہے اگر پروانے سے شمع
جلیں آتش کے مدفن پر ہزاروں

واشد دل کی لیے جاتی ہیں نادان باغ میں
مر گیا عیب خوش نوا بلبل غزلخوان باغ میں
ابر نے ناحق مجھے گلگشت کی تکلیف دی
غیر ممکن ہے اسیری میں شگفتہ خاطری
شیشہ کی سنہ کی طرح رکھتا ہی دروازے کو بند
چشم بلبل میں جو پیدا ہو سواد اہل علم
یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا
روی زیبا تمنے دکھلایا ہی جا کر بے نقاب
شوق کو ہی یار میں روتا جو ہوں ہی ال کھولکر
قتل کرتا ہی محبت کی نظر سے دیکھنا
ٹیٹوں میں مہندی کی توڑی بنا ہی کیا ہرن
مہندی ملکر وہی ہاتھ تا دیکھیں جو توا ہی حجر

گل گریبان چاک ہیں بلبل ہیں نالان باغ میں
اوسکے پھولوں میں پڑی ہیں گلستان باغ میں
تیر باران ہو گیا ہے یار باران باغ میں
دل نہ قیدی کا لگی ہو گو کہ زندان باغ میں
باغبان کیا سیر کو آئیں ہیں پیان باغ میں
برگ گل ہو جائیں اوراق گلستان باغ میں
بری سنبل نے طبیعت کی پریشان باغ میں
آب جو ہے صورت آئینہ حیران باغ میں
اشک شبنم کی طرح جاتی ہیں مہمان باغ میں
سرو قمری کی لیے ہے سینہ عریان باغ میں
آگئیں اے باغبان شاخ غزالان باغ میں
پھولکر نہر و نسے نکلیں نخل مرجان باغ میں

بڑہ نہین چلتا ہی کوئی حد سی اپنے بیش پا پر
گوہر شبنم ہم پونہچا مین گلہای چمن

دلربائی کی طریقہ مین نہین کامل ہنوز
ای صنم پارس کی تیرے پاؤن مین تو نہی ہوے

کون ملتا ہی نہین ملتا اگر وہ نازنین
نشہ کی گرمی سی پہاڑ ہی کہائی لگتا ہی لبار

کون سی شب کو وہ بت رہتا نہین آغوش مین

اوسکی پا پہ نہین سیہ رنگ حنا ہوتا نہین
یار کا ساخندہ دندان نما ہوتا نہین

حق نا زا سے طفل ابہی تحسیر ادا ہوتا نہین
ہٹہو کرین کہا کہا کی کب آہن طلا ہوتا نہین

مین بہی اوس نام خشا کا آشنا ہوتا نہین
اپنے جامی مین تو ای گلگون قبا ہوتا نہین

شامل حال اپنی کب فضل خدا ہوتا نہین

استخوان آتش ہجر کے ہین رزق سگان کوی یار
اس سعادت کا شرف بہر ہما ہوتا نہین

غبار راہ ہین گو آج ہم ان نی سوارون مین
گئے بتخانہ پوچھا کہ کیا طوف حرم ہمنے

ازل ہی سی مری قسمت مین تہی سرگشتگی لکہی
اجل آ ورنہ اب ارشک مجکو قتل کرتا ہے

ہوا ہی کوئی قاتل کا کبہی عالم نہ مین پایا
نہ دو آنسو گرے یاد آگئی ہین ان آنکہون سے

امانت روح کی چہنوا کی عزرائیل سے تو نے
نہایت عید کی نوروز کی خوش گلگون شادی ہے

سمند عمر منزل طی کریگا دو ترا رون مین
اوڑا ئی تیری خاطر خاک کن کن رہگذارون مین

گیا طفلی مین بہی ہر روز مین اک دو کنارون مین
عزیزان پاؤن کو بہیگا آنسو تو بہتر انہین رونین

چمن کو یار ہاتہ بکہا ہی جا جا کر بہارون مین
اوڑا کی خاک ہی میری چمن کے آبشارون مین

ہمارے نام کو لکہوا دیا ہی اعتبارون مین
لڑا کے جا ئین گے کیا بیضہ بلبل قطارون مین

۱۰۳ ردیف میم

خدایا کاش مین پیدا ہوا ہوتا ...
عجب خوشبو ہی اوس گل پیرہن کی ...
وہ بزم ہے یہ کہ لا خیر کا ...
ہمارے سبحہ مین ...

کلام بت ...
وفا ...
رفیق حال

فردوس کا کھلا ہوا دروازہ پاؤں میں
آتش غلام ساقی کوثر ہوں بیچکا
مضمون جہاں لکھا باندہ لاؤں میں
باریک بین ہوں شاعر نازک خیال ہوں
قزاق نو نشا کوئی وقت آؤں میں
وہ گلبدن ہے تو نہ ہوا سماؤں میں
کانٹا سا کھا کے بحر نے پراختر کردیا
مژگان کو دور بیچ جو گھر میں بچھاؤں میں
گر میں جو مجھ فقیر کے وہ شاہ حسن آئے

رفیق حال بُرے وقت میں نہیں کوئی
خور وزہ حسن نہ کھو رائگاں غرور سے یار
گدا نہ شاہ برابر ہے خاک کے نیچے
ملایا خاک میں کس کس جوان رعنا کو
جفا و جور سے عالم وہ حسن کا نزہا
نظارہ رُخ یار کا نہو مشتاق
بتوں کے قہر وغضب کا کیے ہی اندیشہ
بلند وپست سبکدوش کو برابر ہے

شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں
حلال مال ہے یہ دولت حرام نہیں
لحد میں ساتھ یہ قصر بلند بام نہیں
خدا کا قہر ہے لے بت ترا خرام نہیں
نباہ ظلم کو سچ کہتے ہیں قیام نہیں
طلب محال کی غیر خیال خام نہیں
خدا نہیں یہ پیمبر نہیں امام نہیں
نسیم بے سرو پا کا کہاں مقام نہیں

بلند ہو نہ زمین سے مرا مزار آتش
نشان قبر سے منظور مجکو نام نہیں

برگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤں میں
جنس گران بہا کا خریدار کون ہے
لالہ رخوں کی حسن کا ہو کا ہوں اس قدر
آنکھیں مری کرے جو بنور جمال یار
مردوں کی طرح سوتے ہیں کیسی مری نصیب
بوسہ ملے کمان کا جو ابروے یار کی
جی چاہتا ہی شوق شہادت میں قبل مرگ

گھر کو سے لگے جو آگ تو پانی بجھاؤں میں
یکتا نہیں الہی تو چوری ہی جاؤں نہیں
دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤں میں
گھی کے چراغ طور کے اوپر جلاؤں نہیں
ٹھوکر سے پای یار کی انکو جگاؤں میں
محراب بیت کعبہ میں چلہ چڑھاؤں نہیں
منوا کے قبر لالہ کو او سپر لگاؤں میں

دیوانگی سے کیا کیا عالم دکھا دیے ہیں
پریوں نے کتنے کیوں کو پردے اوٹھا دیے ہیں
اس دور سے فروغ اوس رخسار آتشیں کا
شمعوں کے رنگ شعلہ کا فور اوڑا دیے ہیں
آتش نفس ہوا ہے گلزار کی ہمارے
بجلی گری ہے گل غنچے جب مسکرا دیے ہیں
سو بار گل کو اوسنے تلووں سے ملا ہے
کٹوا کے سرو شمشاد اکثر جلا دیے ہیں

انسان کو بحر سے باقی نہیں نہایت
اس کو ... ...
... ...
... ...

[illegible]

۱۰۵

اشکون سے خانۂ تن آتش خراب ہوگا
قصرِ سپہر رفعت باران نے ڈہا دی ہین

خار مطلوب جو ہووے تو گلستان مانگون
شمع گل ہووے جو صبح شبِ ہجران مانگون
خاک مین بہی جو ملون مین تو کسی صحرا مین
بخت واژون دی زبان کیا اثر بخشا ہے
خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب
پادشاہی سے فقیری کا ہے پایا بالا
رنج سے عشق کے ہے راحتِ دنیا بدتر
دہر دیا کیجیے سودائی تمہارا ہون میان
عاشقِ دستِ نگارین ہون عجب کیا اسکا
میوۂ پر باغ جہان مین ہو جو دل کو رغبت
جامۂ جسم بہی رکہنے کا نہین دستِ جنون
یاس و حرمان ہون جو لوہے کی ضریح بہی چاہون
ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد
تو تو کیا ایسی بلا ہے وہ ٹلی ہو جو پہاڑ
کب سے در پر ترے سائل ہون آتش کی طرح

بجلی گر انکو جو جی چاہے تو باران مانگون
اوس پڑ ہی بہی ہو موقوف جو باران مانگون
تسمے ستی بہی نہ اے گبر و مسلمان مانگون
تلخئ مرگ مزا دے جو نمکدان مانگون
روشنی کو لیے اس گہر کے جو مہمان مانگون
بوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون
زخم خندان ہوا گر مین گل خندان مانگون
سونگہنے کو جو کبہی زلفِ پریشان مانگون
بہیک دریا سے اگر پنجۂ مرجان مانگون
تنجِ حسن سے ہے مین سیبِ زنخدان مانگون
پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون
نعمتِ عشق کے قابل لبِ دندان مانگون
گل سے بلبل کے کفن کے لیے دامان مانگون
وصل کا روز جو مین اے شبِ ہجران مانگون
وہ ملی مجکو جو کچھ اے شہِ خوبان مانگون

اپنے خون کی بو ہمین آتی ہے یہان کی خاک سے
زندگی مین کوئی قاتل سے سفر کیونکر کرین
وصل اہلِ محبت غیر ...
پیدا مجنون ... کیونکر کرین
مرگ کی ... مجنون کو خبر کیونکر کرین
شاعرون ... کیونکر کرین

بلا اپنے لیے دانستہ نادان مول لیتے ہین
محبت جی بچکر الفت کو انسان مول لیتے ہین

نپوچھ احوال بیدردانہ بیمار محبت کا
نہین اوسکی لیے اب تو عزیزان مول لیتے ہین

ہین اوس گلشن کا بلبل ہون بہار آئی نہین باقی
کہ صیاد آنکے میرا گلستان مول لیتے ہین

نگر جاتا نہین شاید کہ یان سے اہل عالم کو
یہ دو دن کے لیے کیا قصر و ایوان مول لیتے ہین

کیا گو نقش پائے مور ہمکو خاکساری نے
جواب بھی چاہین تو تخت سلیمان مول لیتے ہین

عزیز خلق اتنا تو کیا ہے مجکو داغون نے
کہ ہر دم جانکر سرو چراغان مول لیتے ہین

ہمارا شعر ہر اک عالم تصویر رکہتا ہے
مرقع جانکر ذی فہم دیوان مول لیتے ہین

تری ابرو کی سودائی نہایت تنگ ہین قاتل
گلی کی کاٹنے کو تیغ عریان مول لیتے ہین

یہ آتش نالۂ عشاق معشوقو نکو بہایا ہے
کہ صیادون سے مرغان خوش الحان مول لیتے ہین

چاہتا ہون جو وہ طینت دلبر مین نہین
ہے وہ مطلوب مجھے جو کہ مقدر مین نہین

آتش افروزی گردون ہے تماشا مجکو
حجرہ جز سایۂ دیوار مرے گھر مین نہین

گرد پہرتا قد موزون کی ترے اے محبوب
کیا کرے طاقت رفتار صنوبر مین نہین

بال پرواز خط شوق ہے اپنا ورنہ
طاقت اوس بام تک اوڑنے کی کبوتر مین نہین

لیچلی ہے جو قضا مجسے قدح کش کو بہشت
ظرف گنجایش مے چشمۂ کوثر مین نہین

کندہ کرنا یہ مرے سنگ لحد پر پس مرگ
رحم اصلا دل خوبان ستمگر مین نہین

غیر خواہان ہو تو ہے وصل کا اے یار تو کیا
حصۂ خضر جو ہے بخت سکندر مین نہین

[illegible]

اور مجھ عریان سے کیا ہاتھ آئیگا قزاق کو
جامۂ خاکی کو لے لے آسمان خیرات مین

جوش گریہ سے نشان سبزۂ مژگان مٹا
پیچ ہے جل جاتی ہین اکثر بوٹیان برسات مین

مین سمجھتا ہون تجھے موجود اے جان جہان
دہریون کو شبہہ ہو گیا خدا کی ذات مین

روے گل پر دیکھ کر شبنم کو کہتا ہے وہ گل
کیا ہی ہنستی ہے یہ کیڑا لگ گیا بانات مین

کس جگہ سودائی تیری چشم فتان کی نہین
سرمہ آتا ہے صفاہان سے تجھے سوغات مین

ہونٹھ چبواتی ہے اوس شیرین دہن کی گفتگو
سن لیا مصری کی ڈلیو کا مزا ہے بات مین

پیسنے کو آتش شیدا کی گاتی باندہ کر ٭
دلربائی ختم کی اوس جان جان نے گات مین ٭

مری دل کو شوق فغان نہین مری لب تک آتی دعا نہین
نہ تجھے دماغ نگاہ ہے نہ کسیکو تاب جمال ہے

کسے نیند آتی ہے اے صنم ترے طاق ابرو کی یاد مین
عجب اسکا کیا نہ سماو نہین جو خیال دشمن و دوست ہین

یہ خلاف ہو گیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر گئی
مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہے ہماری خو

مجھے زعفران سے زرد تر غم ہجر یار نے کر دیا
مرے آگے اوسکو فروغ ہو یہ مجال کیا ہے رقیب کی
چلین گو سیکڑون آندھیان چلین گرچہ لاکھ گھڑی تلک

وہ دہن ہے جس سے نہین زبان نہین وہ جبین ہے جسمین حیا نہین
انہین کس طرح سے دکھاؤن مین جو کہتے ہین کہ خدا نہین

کبھی آشنا ہے نہ بغل سے مرغ قبلہ نما نہین
وہ مقام ہون کہ گذر نہین وہ مکان ہون کہ پتا نہین

کہین گل کھلے بھی تو بو نہین کہین سن سے ہے تو وفا نہین
کہ موافق اپنے مزاج کی نظر آتی کوئی دوا نہین

نہین ایسا کوئی زمانہ مین مری حال پر جو ہنسا نہین
یہ ہجوم جلوۂ یار ہے کہ چراغ خانہ کو جا نہین
پھر کر اوٹھے آتش طور پھر کوئی اس طرح کی ہوا نہین

دیا بت نے جام بتصویر مغان لینے سجدہ خم کا
کیا ہے جب شراب ناب سے تقوے وضو مین ہون
فنا ہو جائیگی جان اپنی وہ تازگی طبیعت ہون
دکھا کر دل مرا لیجائیگا وہ تند خو مین ہون
بیمار گل کی گئی یہ بھی نہ سودا جائیگا اپن
ہمارا پیرہن بہت بہت سکے ہو دنگا رفو مین ہون
نظر آیا نہ اکدن راہ مین وہ نور کا پیکا
اور ... کی جسکی خاطر خاک ہے ... مین ہون

ذرا سمان مین اپنے اگر ہے کہ نورتن مین
الحمد نعمت کشور دہلی کا ہے ہمارا سا
مٹ منزل کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین
اپنا تاب بلبلون کی تیر مین لگون سے
شکایت نہ ہین بازو پر مین

شہر مسکن کبھی اپنا کبھی جنگل مسا وا
سیر ویرانہ و آباد کیا کرتے ہین

ایکسا ظاہر و باطن نہین معشوقون کا
پردہ نازمین بیداد کیا کرتے ہین

شاعرون نے قدِ موزون کو ترے دیکھا ہے
مصرع سرو پہ ایراد کیا کرتے ہین

صاحب حسن وہ صانع نے بنایا ہے تجھے
حسرت بندگی آزاد کیا کرتے ہین

حال دیکھا ہے جنھون نے کہ وہ میرا تجھسے
حذر اے ظلم کی بنیاد کیا کرتے ہین

لالہ و گل کا نشان رکھتی نہین گلچینی
باغبان باغ کو برباد کیا کرتے ہین

کیا کہون یار سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے
حضرت دل جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہین

دیکھیے کٹ جائیگی کب بیستون کا اپنے یہ پہاڑ
دردِ سر صورت فرہاد کیا کرتے ہین

بلبلون کی جو گلی کھولی ہین لاکر تہِ دام
تپچھے باغ مین صیاد کیا کرتے ہین

غم شب ہجر مین اپنے نہین وہ پیش آتا
ذکر سے وصل کے دل شاد کیا کرتے ہین

فکر عاشق سے نہین ایکدم اونکو فرصت
نازو انداز وہ ایجاد کیا کرتے ہین

آتشین نالون کی اندر رہی گرمی شب ہجر
نرم تر موم سے فولاد کیا کرتے ہین

سنتے ہین شوق شہادت کا جو میرے شہرہ
یاد آتش سب مجھے جلاد کیا کرتے ہین

اولجھا ہے دل تیرون کی گیسو کی شکن مین
اوگتی ہے جای سبزہ کنگھی کی مرے چمن مین

تشکین سے گئے دلو نکر دل زلف کی رسن مین
دکھلائے گا پسینا پانی چہ ذقن مین

شیرین زبان ہوئی ہے فرہاد کی دہن مین
لیلی پکارتی ہے مجنون کے سر رہن مین

قاتل کا ہے سنکر میدان مین آ کے سنے
آواز الامان ہے اب تک بلند رن مین
میدان کی اگر اکشکون سے گر ہمارا
دکھلائی یہ غربت سیلاب نے وطن مین

مضمون امر وہ کا ... سیر بن کرینگے
... مین سے ... دل کو ... جب دل مین

معمورہ حلاوت وادی ہیں واصلوں کا
بوسے ہیں لب کے شکر دندان کہائی اونسے
صحرا کو بہی نہ پایا بغض و حسد سے خالی

تنگ ہیرے ہوئی ہیں مور و مگس دہن ہیں
بجلی گرائی مجہپر تقدیر نے یمن ہیں
کہو جلا ہے کیا کیا سہو لا چوڑا کہ نہیں

کوئی نہیں ہے تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکہہ اجورہ دست غسال و گورکن ہیں

مضمون آہ کیا مری دیوان سے دور ہوں
ممکن نہیں کہ سرو گلستان سے دور ہوں

قاتل سے لپنے مرتبہ عشق ہی سمجھے
ہیرے لہو کے داغ نہ داماں سے دور ہوں

صاف اس قدر ہی چہرہ ترا دیکہکر جسے
رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہوں

یارب برا ہو اختر بخت سیاہ کا
اس چاندنی میں ہم مہ تابان سے دور ہوں

پاتا ہوں اس قدر دل عالم سیاہ میں
شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہوں

اے خضر ناگوار ہے پانی کا بہی سلوک
ہمتو کٹہرے ہی چشمۂ حیوان سے دور ہوں

روباہ بازیوں سے فلک کے قریب ہے
شیروں کے نام دفتر سلطان سے دور ہوں

پست و بلند شعر ہزاروں ہی ڈہل گئے
کیونکر نہ آسمان وہیں بان سے دور ہوں

آتش غم حسین میں رو ہنس رہا ہے کیا
سطر نیکی سطریں نامۂ عصیاں سے دور ہوں

دل کی کدورتیں اگر انسان سے دور ہوں
سارا ہو نفاق گبر و مسلمان سے دور ہوں

نزدیک آچکی ہے سواری بہار کی
برگ خزاں رسیدہ گلستان سے دور ہوں

109

دو چار زخمیون کا بھی ہونا ضرور ہے
کوچہ ترا چمن ہے مگر بار غوان نہین

بعد فنا کہلے گی سب تجھے قدر زندگی
کوڑیکی مول بکنے کی یہ استخوان نہین

زانو وہ آئنے ہین نہین جسمین جائے زنگ
ساقین تری وہ شمعین ہین جسمین دھوان نہین

بخت بلند رکہتے ہین گردن بلند لوگ
کب پشت فیل و اسپ کے اوپر نشان نہین

رنگین نہ ہیگا خون شہیدان سے کوی دوست
فردوس کی بہار کو بیم خزان نہین

مطلب کی بات یار نہ سمجھے تو کیا عجب
سب جانتے ہین ترک کی ہندی زبان نہین

نزدیک ناف تو ہے ذقن ہے اگرچہ دور
گر پڑ کر گڑھے ہی مین جو میسر کنوان نہین

ایدل نہ بیقرار ہو موقوف وقت ہے
مفلس نہین ہین قیمت یوسف گران نہین

کس دشت مین کیا ہے قضا نے مرا گذار
گرد و غبار ہے اثر کاروان نہین

ہر سہ جبین کا عرش کے اوپر دماغ ہی
کسکا بلند بام سے یان آستان نہین

رکہا ہے جب سے ہمنے تری راہ مین قدم
ان لعبتون کو تب سے سنگ نشان نہین

مشق خرام ناز تو کرتا ہے جسجگہ
تلتا زمین کے بلے مین وان آسمان نہین

آزاد ہو کے یاد گرفتاری آیگی
کنج قفس مین خار و خس آشیان نہین

آتش ہی بہرہ مند نہین فیض سے ترے
اس خوان پر وہ کون ہی جو میہمان نہین

خاک مین ملکے بھی ہونگا نہ غبار دامن
گھر یار سے اوٹھتا نہین بار دامن

نہ تو دشمن کوئی میرا نکوئی میرا دوست
بار خاطر نہ کسیکا نہ غبار دامن

موسم گل کی ہوا چلتی ہی پاؤن کو مری
قاتل کی طرح کہنک جاتے ہین تار دامن

وہ قبا پوش چمن مین جو کبھی جاتا ہے
گل گریبان کو کرتے ہین نثار دامن

داغ خون اپنے جگر کا نہین وہ خونریز
بوٹی بن جائیگی قاتل کی کنار دامن

رشتہ دام سے تار اسکا نہین کم کوئی
خار صحرا کو سمجھتا ہون شکار دامن

کسکسکے دل مین نقش ہوا روی یار کا
ہوتی ہین قتل طالب دیدار بیگناہ
اوس لالہ رو کی رخ کے پسینے کو سونگھیے
خط کے یہ رونگٹے نہین رخسار یار پر
گلگون یار چال ہے چلتا بہار کی
جانِ عزیز کرتے ہین تم پر نثار ہم
آنکھونکو گور مین بھی رہیگا خیال یار
نافہم شاعرون نے کہا ہے جو ہیچ اوسے
بے یار گھر نہین لحد تنگ ہے مجھے
مجھ مست کو بہار مین ہے آرزو یہی
دریا سے کیا نہا کے پھرا ہے وہ گلبدن
اے شہسوار گور غریبان مین آنکل
دنیا سے رسم و راہ محبت کی اوٹھ گئی
وہ مست ہون خمار سے جب درد ہو گیا
رخسار سے رہا ہین یار نا پدید
سرخ و سفید رنگ کیا جسم یار کا
آجای شام سے تو بجانی دو دن صبح تک

کیا کیا نگین کہدے شرف آفتاب مین
عریانی تیغ کی ہے تمہارے حجاب مین
ایسی لطیف بو نہین داغی گلاب مین
بال آگئے ہین آینۂ آفتاب مین
گلہای باغ رہتی ہین اوسکی رکاب مین
دل کس شمار مین ہے جگر کس حساب مین
مشتاق ہون زیارتِ یوسف کا خواب مین
زلفون سی وہ کمر ہے سوا پیچ و تاب مین
روز و شب فراق سی ہون کس عذاب مین
دریا دلی ہے ساقی کی تیرون شراب مین
عالم سیہ ہے چشم سفید حباب مین
اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین
سنتے ہین اتنو عاشق و معشوق خواب مین
صندل لگایا مینے رگ تاکر شراب مین
مطلب دقیق تہا نہ سمایا کتاب مین
سیدا خمیر کر کے قضا نے شہاب مین
اوس ماہ چار وہ کو شب ماہتاب مین

یہ موزون رخ رنگین و کیا قمری و بلبل پر
چمن سرو و گلہای چمن بیدار کرتے ہین
اگر تا ہے بجا جو یہ سمجھکر سرو اگر تا ہے
الگ بندہ سمجھتے ہین اوسے آزاد کرتے ہین
عجب کیا ہے جو [illegible] نہین پیشانی [illegible]
توجہ کس قدر [illegible] اوستاد کرتے ہین
خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کسکسکو
طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہین

جہان سے گلبدنکا نہین جلاد کرتے ہین
گنہگارون کو گردن مارتے ہین حکم شاہی سے
ہمین پردہ کا ناقوس ہین زنار کرتے ہین
بتون کو عشق [illegible]
عبارت بہول جاتی ہے [illegible]
خیال خط و خال [illegible]
[illegible] صورتین ایجاد کرتے ہین
یہ شاعر ہین الہی یا مصور ہین [illegible] کوئی

کونسا ہے سنگ تو ز جو بازو سے جو شمیمن نہین
گھر مین اوس خورشید رو کی رہتی ہی حاضر صبا
ذرہ کیطرح روانگی آسمان کی روزن مین نہین
بیٹھے پہیری کرتے ہین کافر عاشقون کی انکھ مین
جوہر قصاب کس طفل برہمن مین نہین
آ رنگ کے برسے شراب سرخ نہ روئین ہم
باغبان جو پہول ہے وہ بستر گلشن مین نہین
شکر کا سجدہ کیا ہے سر کو سودا ہو گیا
محو یاد دوست ہین ہون فکر دشمن مین نہین

چشم بد بین کا نہین اندیشہ حسن یار کی
ابرو ون کی کمان اوا کی تیغ زن مین نہین
نمک کی پیمانی سے [illegible] نوفن مین نہین
قطرۂ شبنم ہین دانہ خرمن مین نہین
جلوۂ خورشید کے جا بجا ہم بالا برق
عاشقون [illegible] دامن مین نہین
[illegible] طوق گردن مین نہین
[illegible] کو نفرت خاطر [illegible]

نبرد عشق مین اللہ حامی ہے غریبون کا	پیادون کی سوا غیب یان امداد کرتے ہین
قدم رہتا ہی جنکا ثابت اس سختی دوران مین	بہادر ہین وہی سر قلعۂ فولاد کرتے ہین
قد موزون دلبر کیونکر ان اندہون کو کہلا اور ان	ارادہ تار سے بڑہ چلنے کا شمشاد کرتے ہین
گرے پڑے ہین کو ہماری خاکساری کی تا کل	وہ جو ہر ہے یہ جس سے کشتہ فولاد کرتے ہین
زبان سے اپنے دیوانہ نکہ ای ماہرو مجکو	وہی ہوتا ہی جو صاحب کمال ارشاد کرتے ہین
وہ کافر ہے جو منکر ہے قد بالا کی کشتونکا	یہ کن کی خاک سے نشو و نما شمشاد کرتے ہین
کوئی ذرہ تو اسکا تا بدامن اوڑ کی پہونچیگا	یہ منت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین
عجب نعمت عطا کی ہی خدا نے اہل غیرت کو	عجب یہ لوگ ہین غم کہا کی دل کو شاد کرتے ہین
کمر باندہی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے	اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین

پہنتے ہی کفن میلا ہوا جاتا ہے ای آتش
سرائے گور ویران ہی اوسی آباد کرتے ہین

لالۂ بیداغ بجسا کوئی گلشن مین نہین	ایک بت اس حسن کا دیر برہمن مین نہین
یاسمین مین عالم اوس رخ کی صبا کا گمان	جو ملاحت خال مشکین مین ہے اوس سنمن مین نہین
باغ ہے بے یار اپنی آنکہ مین ماتم سرا	اشک ہین شبنم کی قطری گل کے دامن مین نہین
فصل گل مین سامنا چاک گریبان سے نہو	ہے نگہ بدبین کی رشتہ چشم سوزن مین نہین
خط کو رکھو کر نگہ اندہیر لیے خورشید رو	تیرہ ہے شب ہا روشنی جیب و زر روشن مین نہین
شہر سے جاتا ہون مین دیوانہ صحرا کی طرف	سنگ تیرے اب کسی لڑکے کے دامن مین نہین

اونکا گداز
سینے کی سختی [illegible] سنگ خار مین
[illegible] قتل [illegible] تیغ قاتل [illegible] گردن مین نہین
اشتیاق قتل تیغ قاتل [illegible]
جان سے کو دل [illegible] سے اے مسیحا [illegible]
چمن مین [illegible]
[illegible] بت اکے ہے الٰہی [illegible]
نکلتا ہے [illegible] بہار مین

بلبل نہ باغ و باغ [illegible]
صیاد باغ [illegible]
[illegible]

[illegible]

کیا کیا گاون نے کان ہین انکو گھر کیا
تشبیہ دون جو مین اوسکے دندان یار سے
اے طفل تب سے شوق ہم آغوشی ہو ہمین
صحرائے تن کی سیر تو مجنون ذرا کرے
کہدے سے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
سودائے زلف و رخ مین نہین ایک جا قرار
آیا وہ مہر وش جو شب جمعہ قبر پر
جلتے ہین اوسکے نام کو ہمسی ہزار ہا
جام شراب عشق سے دونون ہین بیخبر
پھرتا ہون پھیرتا ہے وہ پردہ نشین جدہر
گیسو و روئے یار ہین دونون بلا کا جان
اک آفتاب خانہ زین کا ہے اشتیاق

آمد کو سنکے یار کی فصل بہار مین
ہیبت سے کس کی ہو چک گھبرا اپنا رہین
گہوارہ جسکو رکھتا تھا تجھکو کنار مین
محمل سوار ہے اسی گرد و غبار مین
وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار مین
گاہے جلب مین ہوتی ہین ہم گہ تتار مین
دل کی سی روشنی ہوئی کنج مزار مین
تسبیح اپنے یار کی ہے کس شمار مین
بلبل چمن مین مست ہے ہم کوئے یار مین
پتلی کی طرح سے نہین ہین اختیار مین
ایک ایک سے زیادہ ہے ان گنجوار مین
مانند گرد راہ ہون فکر سوار مین

برباد ہو رہے ہو کچھہ آرش تجھین نہین
مٹی خراب اپنی بھی ہے اس دیار مین

پانی پانی ہو خجلت سے تو انصاف نہین
شب یلدا مین ہے مریخ ستارہ نکلا
جوہری دیکھہ کے سینہ کو ترے کہتے ہین

صاف ہے آئینہ اوس رخ سے مگر صفا نہین
اے پری رخ تری چوٹی مین صاف نہین
تختی الماس کی ہوا اس سے کبھی شفاف نہین

[illegible]

[illegible]

پھر لگا کے تیرے کوچہ کو جاتا ہوں میں
سینہ صافی سے ہے آئینہ کا رتبہ حاصل
جیسا ہو وے کوئی ویسا نظر آتا ہوں میں
سرخ پوشاک پہنتا ہے تو کہتا ہے وہ ترک
آنکھ میری لڑا دے تو لڑاتا ہوں میں
نعمت عشق بھی حاصل نہیں بہ فضل خدا
شکر کرتا ہوں اگر داغ بھی کھاتا ہوں میں

[illegible]

پھر گئے ہیں پھر کے میں جیسے تلوار دو کی سند
نفرت کے کوچہ میں قدر لیت وینا نہیں
روندتا ہوں سبزہ رہ کی طرح وہ بوشیان
میں ہی اپنے شوق کا نامہ او بھی لکھتا نہیں
عاشق بے صبر کے دل کو نکھے ناپسند
جلوہ گر ہے حسن ہرجا عاشقوں کی واسطے
امتی ہے نعمت دنیا ملے تو شکر کر
شعر گوئی عشق میں اک چہرہ زیبائی کی
صاف آئینہ نہ بن سکتا ترے رخسار سا
اوس نشاں سے قدر کے ہونگے مرد میدان شیفتہ
انجمن میں کسکی تو بھی آ گئی ہے ای شوخ دلپسند
کھینا آسان نہیں ہے کھینچنا عشق کا
فکر سنجیدہ تو دکھلا ہی ہیں کیا کیا آب و رنگ
سرخ دل ہا نیری وہ چشم سیہ با گل تو ہے
گل کی خوشبو پہ نہ جامہ سے باہر عندلیب
بار ہا برپا قیامت کی خرام یار نے
ہجر کی شب سے نہ ڈرا سے طالب روز وصال

سخت جانی نے مری توڑے ہیں خنجر سیکڑوں
ٹھوکریں کھاتی ہیں یاں پارس سے پتھر سیکڑوں
ڈھونڈتی پھرتے ہیں جنا کو کیمیا گر سیکڑوں
اوڑ کے لیجانے کو حاضر ہیں کبوتر سیکڑوں
مال مفلس مول لیتے ہیں تونگر سیکڑوں
خوبصورت رکھتے ہیں یہ ہفت کشور سیکڑوں
مر گئے الجوع کہکہکر پیمبر سیکڑوں
وصف خال و خط میں لکھے ہیں دفتر سیکڑوں
اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑوں
جان نثاری پر کمر باندھیں گی لشکر سیکڑوں
باغ میں پھٹے نحچے زنجیرہ ہی صنوبر سیکڑوں
نقش تیرے انکے ہیں بشکل مہر و قیصر سیکڑوں
اس ترازو میں تلے ہیں لعل و گوہر سیکڑوں
صید تو ان شاہین کی اوپر سے کبوتر سیکڑوں
سو گئے ہیں ہنسنے بھی پیراہن معطر سیکڑوں
جاگ اٹھے فتنہ خوابیدہ اکثر سیکڑوں
گنبد گردون پہ کر دینگے اختر سیکڑوں

[illegible]

[illegible]

واہ رہی بے بصری واہ رہی نابینائی
صبح نزدیک ہے بیدار ہو بلبل غافل
زہر کھاتے ہیں طلبگار شہادت قاتل
کنج زندان سے ہوئی تنگ مری وحشت سے

صورت آباد سے مشتاق لقا جاتی ہیں
زہرہ و مشتری و ماہ و سہا جاتی ہیں
ہاتھ سے تیری تری بیسرو پا جاتی ہیں
وہ زمیں ہیں ہفت فلک جسمیں سما جاتی ہیں

رنج یاں جبکہ ہے آتش او ٹھیں وابستہ ہے
اسے خوشحال جو دنیا سے خفا جاتی ہیں

تیر انداز مدد چاہیے ناز نہیں نہیں
ہم بوسہ مانگیں اور کرے تو نہیں نہیں
تیغ برہنہ کب نہیں قاتل کے ہاتھ میں
فعلوں سے کچھ غرض نہیں مطلب ہے یار سے
سودا زدوں سے اپنے نہیں بیخبر وہ زلف
فرمان قدرتی ہیں ہی طغرای قدرتی
آنکھیں دکھاؤ تم تو شیاطین بھاگ جائیں
رخسار بادشاہی دل مو نقیب کا
عمر گذشتہ کا کہیں لگتا نہیں پتا
پہنا کے تجکو دیکھتے ای جامہ زیب جیت
کوئی مری کوئی جسم مطلق نہیں خیال

دنیا جہان میں اوسکا ٹھکانا کہیں نہیں
انصاف چاہتا ہے یہ ای ناز نہیں نہیں
کس وقت کھنیوں سے چڑھی آستیں نہیں
اندازہ باز حسن ہو نہیں قبیح ہیں نہیں
کب بند و لیست سلسلہ عنبریں نہیں
رخسار شاہ حسن میں چین جبیں نہیں
تیر شہاب ہے نگہ خشمگیں نہیں
اتنا تفاوت اسمیں ہی چین جبیں نہیں
بالا سے آسمان نہیں زیر زمیں نہیں
کلیاں قبای گل میں نہیں آستیں نہیں
تمسا ہی دنیا کوئی نازنیں نہیں

[illegible]

۱۱۵

[illegible]

النشہ ہی ایک سبحہ و زنار میں
کافر و دیندار میں فہم سے کیسے خلاف
نشہ جوانی کا اگر بادہ گلنار سے میں
عالم پیری میں شغل اسکا کرے ساآدمی
فرق ہے آزاد میں اور گرفتار میں
ہو دیکھا جان پیچش سنبل کہاں
سکہ یوسف چلا مصر کے بازار میں
کشور دل میں مرے یار ہے زباں روا
اور ہی انداز ہے یار کی رفتار میں
کبک کی ہے ہے یہ روش ورنہ طاؤس کی

[illegible]

سرو کو لگا نہین قامت دلچسپ سے	گل نہین رخسار سا یار کے گلزار مین
یار کی اک بیچ کا اسمین تکلف نہین	طرۂ زرین کہان لالہ کی دستار مین
ہجر کی طاقت نہین دل کو مری بعد وصل	زہر ملا لیجیے شربت دیدار مین

ہر یکے آتش قدم رکھتے ہین انپر وہ کب
آنکھین بچھائین تو ہین ہنسے رہ یار مین

گیسو ونکا تری سودا اشعار رکھتے ہین	یہی باعث ہی جو یہ فکر رسا رکھتے ہین
تاب دیدار نہین رکھتے ہین یار رکھتے ہین	چشم بینا تری مشتاق لقا رکھتے ہین
تیری خونی کفنونکی یہ ادا رکھتے ہین	پھول لالی کے لباس شہدا رکھتے ہین
دست و پا مین جو حسین رنگ حنا رکھتے ہین	خون ہفتا و دو ملت کو روا رکھتے ہین
سچ تو یہ ہے کہ نہین دوسرا اچھا کوئی	اے صنم جھوٹ نہ بولینگے خدا رکھتے ہین
کونسے پارہ دل پر نہین اک عشق کا داغ	یہ نگین وہ ہین کہ جو نقش وفا رکھتے ہین
نرم کر دینگے دل سخت صنم کو دم سرد	شرط الفت کی بھی اعمال جزا رکھتے ہین
قلزم عشق مین تنکے کا سہارا بھی ڈھونڈ	آسرا وہ نہین لیتے جو خدا رکھتے ہین
روی خورشید پر افشان کا جو عالم دکھلا	یہ شرف ذرۂ خاک شہدا رکھتے ہین
یار نکو منزل مقصود مین مضطر سمجھے	طاقت اوٹھنے کی اگر دست دعا رکھتے ہین
حال دل کہتا ہی یوسف نہین سنتا کوئی	گوش کر قافلے والو کہ درا رکھتے ہین
محتسب عقل جو رکھتا ہی تو خمخانے نہ جا	شیشہ و جام مے ہوش ربا رکھتے ہین

دہن یار کو وہم تو نہ کہین جوہر فرد
منطقی اسمین جو حجت کرین بجا رکھتے ہین
جسم خاکی کے تئین جسم مثالی بھی ہے
اک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہین
خون جگر ہوتا ہے جو سنتا ہے وہ دیتا ہے
درد آمیز فقیر او سکے صدا رکھتے ہین
اپنے ہر شعر مین ہے مضمون تہ دار آتش
وہ سمجھتے ہین جو کچھ فہم و ذکا رکھتے ہین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عالم کو لوٹ کھایا ہے اک پیٹ کے لیے
باقی رہیگا نام ہمارا نشان کے ساتھ
اہل جہان کا حال ہو گیا ہے کیا کہین
نقش و نگار حسن بتان کا لکھا فریب
عاشق ہین ہمکو مدنظر کوے یار ہے
ایسی خلاف ہے ہوئی ہی ہوای دہر

اس غار ہین گئین ہین ہزارون ہی غارتین
اپنی بھی چند تھین ہین اپنی عمارتین
بدگوئیان ہین پیچھے تو منہ پر اشارتین
مطلب سے خالی جان لو تو یہ عبارتین
کعبہ کے حاجیون کو مبارک زیارتین
کافور کہا کے تو ہون پیدا حرارتین

آرایش یہ شش جہت ہے گر کوچہ یار کا
چارون طرف سے ہوتی ہین ہمپر بشارتین

اس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین
عاشق جو حسن پاک ہین کچھ گفتگو کرین
شرمندہ ہون نہ ہین ہین گر ہین سرفرو کرین
پیدا کرین جو تجکو اونھین کو ہو دسترس
لیجا چلی چمن مین صبا بوے زلف یار
افسانہ گوئی افعی گیسوے یار ہین
دیوانگی کا سلسلہ جا وے نہ ہاتھ سے
ای بادشاہ حسن فقیرون کی طرح سے
دیدار عام کیجیے پردہ اوٹھا دیجیے

کعبہ مین چل کے سجدہ سب تجھے چار سو کرین
دامن کا تیچھے نام لین پہلے وضو کرین
استادگی جو سرو تری روبرو کرین
پامرد ہین وہی جو تری جستجو کرین
سنبل کے سلسلہ کو بھی ہر ہم وہ خو کرین
خاموش ہون چراغ جو ہم گفتگو کرین
دامن کو پہاڑ لے جو گریبان رفو کرین
عاشق دعای خیر تجھے کو بکو کرین
تا چند بندہای خدا آرزو کرین

[illegible]

ناظر ہو تو تصور حسن و جمال مین
بندھی ہی بندھی ہین تری پاس سے خیال مین
نسبت یہی ہین حسین کو تجھ سے جمال مین
بو مشک کی ہے زلف مین عنبر کی خال مین
آتی ہے کوہ سوختہ طور سے صدا
نظارہ جمال غضب ہے جلال مین
لوٹ گناہ کا جو کبھی آ گیا ہے دھیان
غوطے لگا سکے ہین عرق انفعال مین
[illegible]

اس بزم مین ہین مست ہر اک اپنی حال مین
دور شراب حلقہ بیرون دری ہمان
ان چار خلط کا ہے مزا اعتدال مین
اون ابرون کی گرہ [illegible]
لطف اس معاملہ کا نہین انفصال مین
جور و جفای یار سے [illegible]
[illegible]
پیدا کرے

پیدا اگر سے جو تیر ہو سگ کو کی منزلت
آتی ہے باغ سے تو صبا سی ہون جہتا
دکہلا دو اپنی آنکہون کو انداز ناز بہی
زندان سے چہٹکے چاہیے ہوناعزیز مصر
پر زیر مہار ہین ہو گریبان تو شکر کر
مثل صبا اوڑا دو لبے ای جمال دوست
ایسی پلا کہ بیخبری ہو وے ساقیا
رخسار مین ہر چہ ہوین کی چاند کی جہلک
سو جو دبسے صبر کو کیا عشق بدبلا
پوچہین جو کچہ کہ پوچہنا ہو منکر و نکیر

طوق طلائی ہو وہ گلوے غزال ہین
کتنے شگوفے آہی ہین کس کس نہال ہین
برسون رہی مشاہدہ خط و خال ہین
تعبیر خواب کی رہی یوسف خیال ہین
ہوتی ہے خیر جان کی نقصان مال ہین
تاچند ہم وبلے رہین گرد ملال ہین
اب تک نہ امتیاز ہمہ در د وز لال ہین
کافر ہے جسکو شک ہو تمہاری جمال ہین
یہ دیو جن کہ ہی ہین لاتا خیال ہین
عاجز نہین ہون ہین ہی جواب سوال ہین

ہو لین گے عیش ہین ہی آتش غم و الم
یاد آئینگے فراق کے صدمے وصال ہین

گل کو نظر سے اشک خونی اوتارتے ہین
شانہ سے جب وہ اپنی زلفین سوارتی ہین
یہ کہلکے گشت گل پر اونکو اوبہارتی ہین
مردی وہ زندہ کرتے زندون کو مارتے ہین
سستی سے تنگ حلقہ اوس ناف کا ہی کرتا

گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین
سنبل کو اور مشک ختن کو وارتے ہین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہین
اسکو بگاڑتے ہین اوسکو سنوارتے ہین
سعدی عدم کو سکے جو یا سد ہارتے ہین

دن رات کہیلتے ہین باہم قمار الفت
وہ ہمسے جیت سکتے ہین ہم اونسے ہارتے ہین
شیرین لبون کے اوپر رال اپنی ٹپکتی
بوسہ کا نام سنکر ہم منہ پسارتے ہین

ہمارے گھر میں ہر شب کو بھی روشنی کی
خزاں میں مرغ چمن میکدے کو ساکن ہیں
لالہ ذوق میں ہیں مست دور میں میر
وہ پیرہن میں ترے رنگ سرخ کو دیکھے
کھلی ہے چاندنی بھی پیشہ تو موقوف ہے
ہر ایک مست کی ہے حق ہی نالۂ بلبل
بتا رہے رکھتے ہیں ساقی اگر دیا چاہے
سفید ہو سیہ ہے ترک قدح کشی کیجیے
ہمیشہ نشہ میں ہو ویگی بے محل حرکت

کرم سے ساقی کی ہے آفتاب شیشے میں
بہار رکھتی ہے گلگون شراب شیشے میں
رہیگی درد کی مٹی خراب شیشے میں
بھر اندیکھا ہو جیسے شہاب شیشے میں
طلوع ماہ ہے اور آفتاب شیشے میں
شراب شیشے میں ہے یا گلاب شیشے میں
سوال کا ہے ہمارے جواب شیشے میں
عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے میں
شراب پیکی بھرینگی کباب شیشے میں

وہ ترک آئے تو دور میں ابھی حاضر ہے
کباب شیخ پہ آتش شراب شیشے میں

ثمر دینے تجھا گر کو صرف کرکے تو نے زیور میں
یہ کیفیت ادھر ملتی ہے ہو جسکی مقدر میں
رہا کرتا ہے تنظیم شعر کا سودا مرے سر میں
تکلف بر طرف آتی نہیں موقوف اے آتش
کرینگے سیر شب کو کیمیا گر تیرے کوچہ کی
قیامت تک یہی گردش رہیگی روز و شب انکو

نگین کو نام سے تیرے بٹھایا خانۂ زر میں
ہے الفت نہ خم میں ہے نہ شیشے میں نہ ساغر میں
عروس فکر ان کے وزن کی ملبوس ہیں زیور میں
نزاکت سے دبا جاتا ہے کیوں یہ لوگ زیور میں
لگا دینگے فتیلہ روغن گل کو گدا گھر میں
مہ و خورشید حسن یار سے آئے ہیں چکر میں

[illegible]

شمع حسن روشن ہے جو گنج شہیدان مین
گلون کا حسن بلبل کے بھی بس فرح کرتا ہے
ہوا اوس نرگس کی کو چھپی چلتی ہے گلستان مین
ہوئی ہے سخت روح ناطاقت نہایت ہو نگی کر دیکھیے
سکھی ہے سخت جیب کی جو بھی اوس گل کی نحذان مین
بہار گل کی جو دیوانگی یاد آتی آنکھون کو
بہت رویا مین منہ کو ڈال کر اپنے گریبان مین
در دندان دے لعل لب کے جوہر بہت مین آتش
جواہر خانہ ہے ہر بیت موزون انکے دیوان مین

ڈرآتا ہے بہت رندون کو ذکر نار دوزخ سے
یہ راہ و رسم خوبی جیسے حسینون مین ہی مدت سے
خیال آتا ہی جنت کا تو آنکھو نمین ہین پھر جاتی
نہ اوٹھینگے جبتک نہ جواہر کا نہ لینگے
تال کار کی صورت بھی آنکھو نکو نظر آتی
نہایت حرص جو ہی زندگی مین مجھ تیغ کش کو
تری دانتو نکا دھوکا دی چکا تھا میری آنکھو نکو

تماشا ہو چلے واعظ اگر اوٹھے اگر منبر مین
کھلے تھے جو ہر اس آئینہ کے عہد سکندر مین
وہ شہد و شیر کی نہرین زمین مشک و عنبر مین
برہمن کو بٹھایا ہمنے جب قصاب کے گھر مین
لگا دیتا تھا اک آئینہ بھی قبر سکندر مین
یقین ہے نشہ رہ جائیگا بھری مٹی کو ساغر مین
صفائی تو تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر مین

قناعت وہی ہی منزل قبر مجکو خاک ساری نے
رہونگا باغ بلبغ اگر تربت مین اک پہلو نکی چادر مین

عجب شبنم سے یہ کاہی رخ رنگین جانان مین
وہ چشم سرمگین ہی فتنہ پردازی کو ساماں مین
یہ مجھ دیوانی کو راحت ملی ہی سنگ باران مین
پری پیکر نہین اوس مرلی پاسا تو ہم انسان مین
ہمیشہ تلوی کھجلایا کیے شوق بیابان مین
جنون پردہ دری دکھلا رہا ہے داغ سینے کی
یہ مجھ دیوانی کی زنجیر سے آواز آتی ہے
جب آیا سامنی غم تو نش بے صرفہ کیا اوسکو

تماشا ہی عوض بلبل کے شاہین ہی گلستان مین
کھنچی رہتی ہے تیغ ابرو کی صف بندی مژگان مین
کہین ہون جمع کہ ہونگا مین بازیگاہ طفلان مین
خلاطون کو کرے دیوانہ جانگو جو بیابان مین
رہی نالان ہماری پاؤن کی زنجیر زندان مین
تماشا ہی چمن ہر کوچہ چاک گریبان مین
وہ کیچڑ مین پھنسا ہی جو ہی آب و گل کی زندان مین
نہ فرق آیا ہماری اشتہای زیر دندان مین

[illegible]

[illegible]

کبھی تو دور ہو گا گھونگھٹ اوس رخسار رنگین سے
ہر اک عضو بدن ہمشکل ہی اوس حور پیکر کا
صدا یہ سرزمین کوچۂ قاتل سے آتی ہے
تباہی مین ہی لازم یاد حق اہل توکل کو
تماشا ہی جو چشم بلبل و پروانہ سے دیکھے

کہاں تک غنچہ رکھیگا بہار گل گریبان مین
جواب اپنا نہین رکھتا ہی جو سورہ ہے قرآن مین
شگوفہ پھوٹتا ہی اک نیا روز اس گلستان مین
خدا پر چھوڑتا ہی ناخدا کشتی کو طوفان مین
عجب شمعین ہین محفل مین عجائب گل گلستان مین

گہر سے آبدار آتش ہو منہ سے بات جو نکلے
تکلف شرط ہے آویزۂ گوش سخندان مین

توڑیے توبہ کو کیجے بادہ خواری اندنون
تیغ ابرو سے ہی شوق زخم کاری اندنون
جان بلب کرتا ہی اک رشک مسیحا کا فراق
شوق آرایش ہی اوس جان جہان کو آج کل
دوڑتے ہین ہم جلو مین اک شاہ حسن کے
لو لگی ہے تیغ قاتل سے شہادت کا ہی شوق
روز و شب کرتا ہی وہ محبوب گل اندام رقص
کاہش سے عشق کی ایسا ہوا ہون ناتوان
فصل گل ہے یاد آتی ہے مجھے رفتار یار
سامنا رہتا ہی اشک سرخ و رنگ زرد کا

موسم گل ہے کہان پرہیزگاری اندنون
نیم بسمل کی طرح ہے بیقراری اندنون
دم نکلجاوے یہ حالت ہی ہماری اندنون
لپٹی ہی رہتی ہے دامن سے کناری اندنون
توتیا ہی چشم ہے گرد سواری اندنون
خون ہی زخمون کی طرح آنکھون سے جاری اندنون
اوڑتی ہی ٹھوکر سے دامن کی کناری اندنون
رات سے بیمار کی بھی دن ہی بھاری اندنون
چلتی ہے بن بن کے کیا باد بہاری اندنون
آشنائی درد سے ہی غم سے یاری اندنون

کہوں کیونکر نہ اونکو نور کی تکی وہ رخسار ہیں
اندھیرے مین اوجالا چاند سے وہ چند کرتے ہین

ہمیشہ رہتی ہی اصلاح یان رنگین خیالون کی
پھٹے کپڑے سے گل لالہ کے ہم پیوند کرتے ہین

ارادہ ہی گریبان پھاڑ کر یون اہ صحرا کی
نصیحت سے مجھے دیوانہ دانشمند کرتے ہین

کھڑے رہتے ہین در پر اونکے مشتاق اونکی صورت کے
فقیر ہے دل درویش وہ خورسند کرتے ہین

دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین
ستم ای کج کلہ تیری قبا کی بند کرتے ہین

تمھاری شربت دیدار کی لذت نہین پاتے
ہزار آپسمین آمیزش گلاب و قند کرتے ہین

کھلا بے مایہ کے مضمون بستہ باندھ لیتے ہی
پسر کو غیر کے بھی لاولد فرزند کرتے ہین

زبان ہی جو کہ بی تصدیق کی کھائی نہین جاتی
تصور اوس قسم کو ہم تری سوگند کرتے ہین

بھروسا نکا نہ بہ دنیا کو ہین زندان ہین اہی ساکی
نصیحت واعظ ہی گوش آشنا ہی پند کرتی ہین

محبت مین کمی آئی نہین فضل الہی سے
نیاز اپنا وہی ہے ناز وہ ہر چند کرتے ہین

نہا کر معرکہ مین **آتش** آب تیغ قاتل سے
خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

دکھا کر آنکھ معشوقون کو وہ ہشیار کرتے ہین
ترش رو کی ہی اونکی نشے مستونکو اوتر دیتی ہین

گرفتار ہون نہ تیری لطف اسیری ہی او اٹھایا ہے
چلی منقار قینچی کی طرح تو پر کترتے ہین

لہو ہی گاہ گلے اشک اپنے دیدہ تر مین
کبھی پانی کبھی اس طشت مین ہم رنگ بھرتے ہین

خیال آیا ہی شانے کا او نہین آئینہ دیکھا ہے
بلا نازل ہوئی بکھرے ہوئے گیسو نکھرتے ہین

حسینونکا تکلف اونکی آرائش نہین رکھتی
نظر آتی ہی میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہین

خوش آتی ہو زیادہ تیری تیغ تیز مین قاتل
سراجا بیکیا کرتے ہین اس کو بوجا اوتر دیتی ہین

ہمیشہ منھ کو ابر مردنی سی چھائی رہتی ہے
نہین زندون مین ہم او مسدنی تیر سے مرتی ہین

تصور سے تری موجین رہا کرتی ہین لہرون ہیں
ہوا بھر کر دمی پر مین حباب بحر او بھرتی ہین

لگاکر عیب رودن مین آکر تم پھر بھی چھو سکے
جو خطا کی تو تو ہم قیمت کا دل کی نام دھرتی ہین

ردیف واو

نخست رشک زبر سر سینہ ہای خاک گو رہ | صاحب مسند ہو تو یا صاحب سجادہ ہو
خار پیدا ہوں نہیں جا گل شگفتہ ہوں جہاں | آسمان اوسکو بنا دوں جو زمین افتادہ ہو
فرش سبزہ پر لب جو مجکو پینی ہے شراب | خیمہ ابر سیہ ای آسمان استادہ ہو
بے ادب جادی ہیں اپنی پاؤن کیسکتے نہیں | خار رہ نقش قدم ہو یا رہزن جادہ ہو
چین کر شمشیر قاتل سے رگڑتا ہوں گلو | جان سے اپنی نہ تنگ اتنا کوئی دل دادہ ہو
روسیہ دشمن عبث کرتا ہی میری پیروی | بندہ زنگی نباوٹ سے نہ صاحبزادہ ہو

پاؤں رکھتا ہی جو آتش کوچہ جلاد میں
زندگی سے ہاتھ دہو کر مرگ کا آمادہ ہو

برنگ آئینہ یاں رہ نہیں عشق مجازی کو | صفای قلب نے حاصل کیا ہی پاکبازی کو
ہماری خاک کو ای شہسوار عرش دکھلایا | خدا ہمت زیادہ دے تمہاری ترکتازی کو
مآل کار ہی دعوا سے باطل کا پشیمانی | خدا سے اے بتو سیکھو طریق کارسازی کو
جلا کرتی ہی گھلگھلکر ہمیشہ شمع کافوری | یہ کس گورے بدن کی آنچ دیکھا ہی گدازی کو
نہیں غم تیغ ابروے صنم سے قتل ہونے کا | شہادت بھی بمنزل فتح کی ہی مرد غازی کو
فزون کعبہ سے بھی سجدہ طلب محراب ابرو ہے | جھکانی پڑتی ہی گردن نمازی کی نمازی کو
ہیوں نی کجادائی کی تو کی شکوہ نہیں اسکا | خدا بھی کام فرماتا ہی مسے بے نیازی کو
خیال زلف مشکین روح کو قالب میں آفت ہے | سکان تنگ میں گھوڑا غضب ہے اسپ تازی کو
دلادیں یاد خورشید قیامت کو وہ رخسار | بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو

رات بھر آنکھوں کو اس امید پر رکھتا ہوں بند
خواب میں شاید کہ دیکھوں طالع بیدار کو
بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست
نقش ہے ہوں اگر دیکھے تری رفتار کو
غنچہ گل کو یہ نسبت ہے دہان تنگ سے
جیسے تشبیہ غنچہ کی دہن سے غار کو
وصف قامت میں ہر اک مصرع ہے دو پہلو کا شرط
سرو ہی کہتے ہیں بوتا ہی قد دلدار کو
صبر کو کھو کر رہو گا تو بھی ای دل باغ باغ
[illegible]

[illegible]

هر بگولا سرو قد اوٹھا مری تعظیم کو
کون کہتا ہے الف ہوئی سے تیر یار سے
لام کو زلفون سے کی نسبت دہن سے میم کو
گورے گالون پر تری زیبا ہے خال عنبرین
تھا یہی پنہان اوارائی لوح سیم کو
شانۂ گیسوی جانان مین مقام حاصل ہوئی
آئینہ حاضر ہے ناز و غمزہ کی تعلیم کو
مہربان ہو دوست پھر دشمن کا پہل کیا تنفیذ
آتش نمرود ہے گلزار ابراہیم کو

[illegible]

عالم حسن جوانی قدرت اللہ ہے	چہرہ دیوین شب کوئی دیکھی صورت مہتاب کو
سبزۂ خط نے کیا ہر مردہ دل کو بیقرار	زندہ کرتی ہے یہ بوئی کشتۂ سیماب کو
نیم جانون کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا	کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخ قصاب کو
جان کھوئی حسرت آب دم شمشیر مین	طے کیا ہمت نے میرے منزل بے آب کو
ہجر کی شب کی مصیبت کس طرح تحریر ہو	جمع کر سکتا نہین کوئی پریشان خواب کو
تشنۂ خون دل بیتاب ہین چشمان تر	بستر مرطوب خلقت کھاتی ہین سیماب کو
گور پر بھی آسمان اوس گل کو لانیکا نہین	خون بہا دیتے کبھی دیکھا نہین قصاب کو
پہنکر پوشاک سرخ آیا جو تو بالای بام	راہ رو سمجھے شفق مین مہر عالمتاب کو
پست فطرت کو ہمیشہ سربلند دن سے ہی لاگ	زلزلہ ڈہاتا ہے دیوار و در و محراب کو
دامن مین رکھتی ہی جو رچرخ سے وارفتگی	منزل رہزن مین اندیشہ نہین سیلاب کو
کیا نفاق انگیز ہمجنسان ہوائے دہر ہے	نیند اوڑ جاتی ہے سننے سے نفیر خواب کو

روز شب رویا مین آتش رفتگان کی یاد مین
عمر بھر آنکھین نہ بھولین صورت احباب کو

دوست ہی جب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو	آدمی کو کس طرح اپنی قضا معلوم ہو
پھر گیا ہے اس قدر رنگ زمانہ چاہیے	آئینہ مین بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو
آنکھ پاتی ہی خیال یار کی دل ہی راہ	دل ہی رہتا ہے مکان جسکا پتا معلوم ہو
عاشقون سے پوچھیے خوبی لب جانبخش کی	جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو

ردیف ھ
۱۲۸

[illegible]

ناصح سے پہلو خالی نہ کر آرائش دکھائی [illegible]
صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجھکو [illegible]
خندہ گل [illegible] مین اتنا تو [illegible] [illegible]
اون پری رویون نے دیوانہ بنایا [illegible]
ہاے [illegible] سے نالہ [illegible]
نسبت [illegible] [illegible]
اے [illegible] [illegible]
چھوڑ [illegible] [illegible]
حسن [illegible] [illegible]

صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے	گلہ نہین ہے جو صوفی شراب خوار نہو
کبھی کبھی جو دکھا آئے روئے رنگین تو	خزان مین مرغ چمن کو غم بہار نہو
فراق یار مین احوال کیا کہون اپنا	دلِ دو نیم نہو جان بیقرار نہو
کمال موت کا مشتاق ہے دل بیمار	خزان کا باغ مین نرگس کو انتظار نہو
بہت اسے دل ہمت بلند کھاتا ہے	غم فراق کہین شیر کا شکار نہو

برنگ سایہ گذر شاہ راہ ہستی سے
کبھی دوش کا آتش جنازہ بار نہو

دھیان اوس کاکل مشکین کا جو آیا مجھکو	خواب مین آ کے سیاہی نے دبایا مجھکو
نہ سنا تھا سو وہ کانون نے سنایا مجھکو	جو نہ دیکھا تھا ان آنکھون نے دکھایا مجھکو
شکر صد شکر تعلق نہوا دل کو کہین	یار و اغیار کے جھگڑے سے چھڑایا مجھکو
وحشت دل کے لیے باغ مین آنکلا تھا	یار بن غنچون نے ہنس ہنس کے رلایا مجھکو
طور پہ حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی	بام پر یار نے دیدار دکھایا مجھکو
اوس پری رو کی جو گیسو کا ہوا سودائی	سینے جانا کہ یہ دل پیچ مین لایا مجھکو
جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے	کار مشکل کوئی درپیش نہ آیا مجھکو
فکر اشعار مین کاٹی شب تاریک فراق	رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجھکو
بعد مردن بھی دکھا دیگی شجاعت جوہر	شیر ماریگا جو روباہ نے کھایا مجھکو
جوش وحشت مین جو اکتا کے کبھی اوٹھ بھاگا	سیکڑون کوس غزالون نے بھگایا مجھکو

۱۲۵
[illegible] آتش

عہد قربان ہی ہزارون ہی گلو گیر مین
تو بھی آزاد کر اب اپنے گرفتارون کو
اے اجل جسم سے چھٹتا بھی جگر جان لگیر مین
زندگی تلخ ہوئی ہے شام [illegible] غمخوارون کو
اپنی بیماری کی حالت کو وہ صحت سمجھے
دیکھ نرگس جو ترے چشم کی بیمارون کو
منہ اپنے [illegible] قاتل کی طرف سے میرا
چہرہ پر ڈھال نگاہین یار کی تلوارون کو
جان گھبراتی ہے سینہ مین تو دل کہتا ہے
توڑ دے قلعہ فولاد کی دیوارون کو
کوئی انسان سے سوا سخت نہ پایا [illegible]
[illegible] نرگس [illegible] بیمارون کو
[illegible] ہم کیا جب [illegible]
داغ [illegible] یارون کو
[illegible] کی یاد [illegible]
خاک [illegible] زبان خارون کو
چشم [illegible] خلق [illegible]
چشم بیمار کا یارب کوئی بیمار نہو
زلف [illegible] مین دشمن بھی گرفتار نہو
کن [illegible]

... ویران مین جو زون یا وقت بہار مین
... سوتا ... خشک ہو
... مون ... کا ... زیر لب
... ریگ ... خشک ہو
... کھانا اگر ... کیونکر نہ ہو
... جو سمجھا ... ساحل دریا ... خشک ہو
... زار شفق ... کیونکر ... خشک ہو
... فردوس ہو ... نفس بجھا
... جنت خزان ہو حوض کوثر خشک ہو
... تو وقت چاہ عمیق

حسن تحلیف لب بام اوسے کرتا ہے	سنڈم سمجھاتی ہے سایہ میں دیوار نہو
بر ہمن آنکھوکو ملتا ہے جو پایت پر	رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار نہو
ٹھوکرین کھاینگے دل جانین نکل جاوینگی	یار کی چال ہے یہ کبک کی رفتار نہو
غیر سے یار سوا تشنۂ خون ہے میرا	دشمن و دوست کی آنکھوںمین کوئی خوار نہو
متصل نالون کی آواز چلی آتی ہے	جسم خاکی قفس مرغ گرفتار نہو
کر دیا ہے یہ حوادث نے دل عالم سرد	آتش حسن سے بھی گرمی بازار نہو
نام سنتا ہون جو مین گور کی اندھیاری کا	دل دھڑکتا ہے جدائی کی شب تار نہو
گور مین ساتھ لیے جاینگے اپنی ہم آہ	نہین ہوتا جو کوئی دل کا خریدار نہو
بسطرح جوش مین سیلاب سرشک آیا ہے	چار دیوار عناصر کہین مسمار نہو
چمن دہر مین وہ سبزۂ خوابیدہ ہون	باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیدار نہو
باغبان خاطر بلبل نہ شکستہ ہو وے	دل بیمار ہے یہ نرگس بیمار نہو

ترک الفت کا ارادہ نگر آتش نہنہار
دل سے بیزار تو ہے جان سے بیزار نہو

سرو لبستان تجھے گواہی باد صرصر خشک ہو	غیر ممکن ہے ہمارا مصرع تر خشک ہو
خون ہوا جاتا ہے دل کیا دیدۂ تر خشک ہو	روز ٹانکے ٹوٹتے ہین زخم کیونکر خشک ہو
ٹھنڈی سانسون مین اثر ہے پانی ہو ابر کا	سرد ہون آتشکدے خون سمندر خشک ہو
بھیک ہے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو ہے	ہاتھ آئے بے طلب نان جوین گر خشک ہو

کس طرح سے سبزۂ رخسار دلبر خشک ہو
کس توقع پر بھلا اس سیکندر مین ہم رہین
بستہ تر ہو وین اگر سارا سمندر خشک ہو
چار دن مین اک سارا باغ ویران کر دیا
یا الٰہی دست گلچین ستمگر خشک ہو
وہ شجر ہون مین جو تابستان مین جلنے سے بچے
موسم سرما مین پالے سے مقرر خشک ہو
حسرت آب بقا کا نقش دل پر کے مٹا
گور مین ایسا ہو حلق اے سکندر خشک ہو
سوز غم سے کیا کہون ... عالم ...

١٢٦

[illegible]

[illegible]

جوش وحشت میں جو رونا ہوں کبھی نالہ کو	زرد ہو جاتا ہے کیسا ہی بیابان سبز ہو
شیر کی آواز پیدا ہووے نے کے نالہ میں	میری مدفن کی جو مٹی سے نیستان سبز ہو

حسن سبز یار سے ممکن نہیں آتش فروغ
رنگ پیدا کرے گو شمع شبستان سبز ہو

ترے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہو	جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہو
نکلتی ہی نہیں آئینہ خانہ سے باہر	غرور حسن سے اتنا بھی خود پسند نہو
نگاہ میں یار کے پڑنیکا ہاتھ ہے مشتاق	کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہو
غرور کھوتی ہے تعلیم خاکساروں کی	اوگی جو سرو مری خاک سے بلند نہو
گوارا یان دل دشمن کی بھی شکست نہیں	ہماری کفش سے موزی کو بھی گزند نہو
زیادہ بوسے سے دشنام میں جلاتے ہو	وہ زہر ہے یہ کہ جس سے لذیذ قند نہو
لبوں پہ جان نکلنے دے ٹھہر جا قاتل	ہماری روح سے آگے تراسمند نہو
جو رو ئی حال پر اپنے وہ کیا کسیکو ہنسے	وہ دل دکھا ہی کسیکا جو دردمند نہو
ہزار دیدۂ بد میں تو اک نگاہ ہے پاک	غضب ہی ہے جو تری بزم میں سپند نہو
برابر اوسکے کھڑا ہو کے سرو اگر ہیں تا	الٰہی قد بھی کسیکا بہت بلند نہو

زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے
وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہو

کبھی ثابت دہان روی رشک ماہ کو	کان مدت سے سنا کرتے ہیں اس افواہ کو

127

دیکھتے دونوں میں کسکا ہو بحر انجام کار
بت کو سجدہ برہمن کرتے ہیں ہم اللہ کو
سبزہ خط نے کیا ہے جب سے اوس رخ کو سیاہ
کوہ پر بھاری سمجھتا ہوں میں برگ کاہ کو
زلف مائل ہے نگہ رخسار جانان پر بتاؤ
اے شگون بد ولا جب سانپ کاٹے راہ کو
پست کر دے سرو کو اے طفل نوخیز قد
طول دے جوش جوانی جامۂ کوتاہ کو
مہر کی صورت نہ دوری ہو [illegible]
دلفریبی یار کی رخ کی جو ملتی ماہ کو
فاز نگین نے نہیں مفلس کیا تو کیا عجب
[illegible] آتش گدا کر دی ہم تو شاہ کو

جبتک ہماری پیری فنا دریمان نہو
صورت کوئی صفائی کی آب [illegible]
مردہ مراجلا ہیں نو او سمین ہوا [illegible]
[illegible] عشق جیب میں
نظارہ کو کھوں گو سیاہی روان نہو
طول شب فراق کا قصہ بیان نہو
بار [illegible]

یار آنکھ بھی چرائے تو ثابت نگہ سکین
اے آسمان نمود نہین ہمکو چاہیے
بلبل ہزار ذبح ہون ٹوٹے نہ ایک گل
گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام
عاشق تری گلی مین بہت خاک اوڑا چکے ہین
دیر و حرم مین شیخ و برہمن ہین خر آ
سبزہ پر اوس فرقت کی نگہ جاکے رہ گئی

جو ریکا بادشاہ سکے اوپر گمان نہو
بعد فنا مزار کا اپنے نشان نہو
صیاد دھومچین مین مگر باغبان نہو
اس باغ کی بہار الٰہی خزان نہو
اس سرزمین کی گرد کہین آسمان نہو
ملتا ہے وہ کہان کہین جسکا مکان نہو
سچ کہتے ہین کہ گھاس کے نیچے کنوان نہو

نالون کی بحث کا کسی آتش دیا نہ ہے
یا ہم نہوین یا جرس کاروان نہو

حلقۂ دام ہین وہ نرگس فتان مجکو
دور کر چہرۂ روشن سے نقاب اے محبوب
شادی وصل مین جامہ سے ہون باہر دونون
دیکھ لون پہاڑ کے آئنہ مین اپنے جیون
خاک مین ملکے بھی لپٹونگا تری دامن سے
یاد رخسار کتابی جو رہا کرتی ہے
پھر نہ نکلون مین چمن سے جو صبا تیری طرح
لب محبوب کی سرخی ہون مین اوسمین سیتا

چار دیوار قفس ہین صف مژگان مجکو
داغ دیتا ہے چراغ تہ دامان مجکو
مین برہنہ اوسے دیکھون تو عریان مجکو
رہنے دو زیب جو دی چاک گریبان مجکو
اپنی کوچہ کی سمجھ گرد پریشان مجکو
دل سمجھتا ہے مرا حافظ قرآن مجکو
غنچۂ گل ہون کبھی دیکھ لے خندان مجکو
لعل کو دیکھنے جاتا ہے بدخشان مجکو

ہمہ تن ہو کہ جو دل اوسمین گرفتار مجکو
رکھے یوسف کی طرح چاہ زنخدان مجکو
منات ہو ہر چند بد باطن عزیز دل نہو
روے زیبا کا کسی محبوب کے قابل نہو
دل تو دینا سہل ہے پھر جان کا مشکل نہو
یار تو جو لا کرے
دوست تو غافل ہوا دشمن کہین غافل نہو

[illegible]

لپٹے اشکون کی جو غلطانی دکھائین آو ہے | گوہر غلطان کی غلطیان ہے مد نظر سائل نہو
کنج تنہائی مین مین نے زندگی کی ہے بسر | گو کبھی میری کسیکے گور کے شامل نہو
دام مین صیاد نے کھینچا انہین اچھا کیا | باغ ہے کچھ بلبل و قمری کی یہ محفل نہو

حشر تک زیر زمین تڑپا کرے گا گور مین
کشتۂ ابرو ہے آتش تیغ کا بسمل نہو

کیا بادۂ گلگون ہے مسرور کیا دل کو | آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو
مشتاق جو ہوتا ہون کعبہ کی زیارت کا | آنکھین پھری جاتی ہین طوف حرم دل کو
توڑے دل عاشق کو وہ بت تو عجب کیا ہے | کافر ہے سمجھتا ہے کیا کعبہ کی منزل کو
نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا | لیلی کے ہوئے مجنون ہم دیکھ کے محمل کو
آب دم تیغ آب انگور ہے ای قاتل | مستون کی طرح پاتا ہون رقص مین بسمل کو
رخ سے جو نقاب اپنی وہ آئینہ رو اوٹھائے | حیران ہو بیخود ہو سکتا سا ہو محفل کو
سودائیون کی تیری روح آئی ہے قالب مین | اے زلف سیہ کیا آواز سلاسل کو
بیوجہ نہین لپٹے اوڑنے کو یہ بھولا ہے | رخ کا ترے تل سمجھا کا نور نے فلفل کو
کشتہ نہو دل کیونکر اللہ نے بھیجا ہے | شمشیر ہی دو ابرو دیکر مرے قاتل کو
تاخیر نگر کو ہے محبوب کے چلنے مین | کھوٹی نہین کرتے ہین فردوس کی منزل کو
جسطرح پھنسا ہے تو اوس زلف کی پھندے مین | اللہ کرے آسان ای دل تری مشکل کو
جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے | محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

صاف دل خاک ہوا اوس کا قرینہ جو ہے
سنگ جب صلح کی باتون مین بھی شر کا پہلو
کوئی صورت نہین کمبخت کی آبادی کی
روز ویرانہ ہے مجسمہ خاک بسر کا پہلو
شور واعظ سے نہین کام قدح خوارون کو
پھر بگڑ جائے گی پایا جو ادھر کا پہلو
زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہووے
چاند سے صاف ہے اوس رشک قمر کا پہلو
خلل انداز کیا ہے جو موافق ہو مزاج
نہین ہوتا ہے جدا اپنے زر کا پہلو
خاکساری سے فضیلت مجھے دی ہے آتش
نہ اٹھا شیخ دیا ہے دم سحر کا پہلو
ولا یا دو شب کو تو زلف کا ہم کو
رولا یا صبح تک مین نے تبسم ہائے پنہان کو
تو ان نسخہ بہشت کا رگل و بلبل کی طرح
جسم ای ہمدم سے اسیر صیاد و قفس و چمن کا
ہزار افسوس ہے اے مروت تو نہین آتا
عشق اپنا ہی الزام ہے سب بتان کو بیکس
تماشا

١٣٠

تماشا دیکھتا ہوں گھر میں بیٹھے ہفت کشور کا
تکلف سے مبرا ہی مزاج عاشق شیدا
نئی ہر سال سرکار جنوں سے داغ ملتے ہیں
نہ گھبرا اس قدر شام شب فرقت سحر ہوگی
عدم پہونچائیگا شوق اوس کمر کا مجکو آہستے
سوار اسپ گلگوں قبا تجکو اگر دیکھیں
پری سے چہرہ پر لہرا کے سو سو بار آتی ہے
تمہیں دیکھے تو مجنوں سے سوا لیلی ہو دیوانی
سواری میں دکھائی دینگی بھیڑی خاک کی ذرے
حسینوں کو ہی لازم رحم اپنے عشقبازوں پر
ہماری قبر ہو مشق خرام ناز کی تختی
بشر کو بعد نعمت کے ہی ہوتی قدر نعمت کی

بنایا ہے مرا دل نوش کر جام جہاں بین کو
نہ دیکھا قمریوں کی گردنوں میں طوق زریں کو
بہار گل کیا کرتی ہی جاری تازہ آئین کو
دعا تو مانگ غافل مستعد اختر ہی آمین کو
سمجھتا ہوں گرہ ہے میں گور کا گام نخستین کو
منجم منزل مریخ سمجھیں حنا بندین کو
ہوا ہی آج کل سودا تمہاری زلف مشکیں کو
تمہاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیریں کو
موا ہوں دیکھکر اک آفتاب خانہ زین کو
رعیت پر رعایت چاہیے کرنی سلاطین کو
قلم کی چال ادا چلوائی اون پای نگارین کو
غنیمت جانتا ہے لنگ لینے پای چوبین کو

ہمارے یار کی رہتی ہے جنگ زرگری آتش
نہیں کچھ دخل اس قصہ میں عقل مصلحت بین کو

لپٹ کر یار سے چوما نہایت روی رنگین کو
ہمارا کاسہ سر راہ افتادہ ہے مدت سے
تمہاری زلف کے ہر سو کو ہیں اک اژدہا کہتے

چمن میں توڑتے دیکھا جو بیٹے پھول گلچین کو
خدا توفیق دے ٹھوکر کی اون پائے نگارین کو
سزا دو لوٹیے ان شاعران ناتوان بین کو

سوزِ دل میری طرح سے نہ بیان ہو ویگا
شمع کافوری کو بھی چرب زبان کرنی دو

کوہ غم ٹوٹنے پر آہ ہی یان کھٹر کی
ٹھیس سے کاسۂ چینی کو فغان کرنی دو

سامنے آہی گیا لشکر اندوہ و ملال
اپنے سینہ ہی مری آہونکو نشان کرنی دو

آخرکار تہ خاک ہے مسکن سب کا
اہل دولت کو بلند آج مکان کرنی دو

مین تو شاعر نہین عاشق ہون مجھے کیا ڈر ہے
کاکل یار پر افعی کا گمان کرنی دو

رنگ اوڑ جائیگا رخسارۂ نافرمان سے
باغ مین تم مری آہون کو دہوان کرنی دو

اوسکا افسانہ دکھاویگا مجھے خواب عدم
کمر یار نزاکت کو نہان کرنی دو

انتظار ملک الموت مین بیدار ہون مین
بخت خفتہ کو مرے خواب گران کرنی دو

آجتک آہ کے کوڑون سے بدن نیلا ہے
آسمان کو مجھے رسوائے جہان کرنی دو

کمر یار کا مضمون نہین بندہ سکنے کا
موشگافون کو رگ گل کا گمان کرنی دو

اہل اسلام ہون غیبت نہین شیوہ امیر
میری دشمن کو مرے عیب عیان کرنی دو

پھوٹ بہنے دو انہین یار کے آگے آتش
دل کا احوال بھی آنکھون کو بیان کرنی دو

جور و جفای یار سے رنج و محن نہو
دل پر ہجوم غم ہو جبین پر شکن نہو

شادی نہین قبول مجھے غم قبول ہے
میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہو

دیکھون تو تا کجا نہین ہوتا ہے رام تو
انسان ہے آخر اے بت وحشی ہرن نہو

رو اس قدر کہ آبرو ابر تر رہے
اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہو

۱۳۱

[illegible]
ڈھونڈھو تو [illegible] دم بخود
روشن [illegible] پیدا دہن نہو
کس گھر مین روشنی نہین اندھیر [illegible]
روشن چراغ عشق [illegible] بدن نہو
[illegible] عالم [illegible] دہن [illegible]
[illegible]

غش سے آنکھیں کھولکر دیکھے جو زلف یار کو
آسمان پر حسن نے پہونچا دیا دلدار کو

چیر کر پہلو کیا قاتل کے خنجر نے کرم
سلسلہ اپنا رخِ محبوب تک پونہچا دیا

مشہدِ پروانہ مین اکثر جلائی ہے شمع
کسکے چار ابرو کی نظارہ نے دم پھڑکا دیا

پر زہ اوڑتا ہے دل صیاد ہر نالہ کے ساتھ
ڈالتا ہے عاشقون پہ آپ کی رغبت کی آنکھ

درد دل نے پردہ اپنی لاغری کا رکھ لیا
چار ہی دن مین نہ رکھا بلبل و گل کا نشان

خواب مین بھی دیکھنے سے یار کے رکھتا ہے باز
حلقہ اپنے بزم کا انصاف سے خالی نہین

دشمنون کو جانکی دل کی طرح رکھا عزیز

روز صحت کا شب تاریک ہے بیمار کو
دھوپ سایہ کو کیا سورج کیا رخسار کو

لپنے گھر مین آیا مہمان توڑکر دیوار کو
زلف نے شیرازہ مصحف کیا زنار کو

نام بلبل پہ الٹا یار ہا گلزار کو
درمیان پاتا ہون دل کو چار سو تلوار کو

باغبان قینچی سمجھتا ہے مری منقار کو
آنکھ دکھلاو تم اپنی روزن دیوار کو

نار فانون کر دیا نالون نے جسم زار کو
کھا گئی صیاد و گلچین کے نظر گلزار کو

فتنہ بیدار کہیے دیدۂ بیدار کو
شمع روشن کی تو نیتو امرغ آتش خوار کو

گرگ گویا لا نعل مین آستین مین مار کو

سرکشی نے پائی آتش خاکساری سے شکست
فضل سے اللہ کے توڑا ابت پندار کو

دوست رکھتی ہین جوانمرد اہل جوہر یار کو
صاف یون کرتا ہے نشانہ ہو جو حیدر یار کو

قول کر زر سے سپاہی لیتے ہین تلوار کو
خستری مین کھینچتے ہین جس طرح سے تار کو

کلک نے رزاق سمجھا ہے گنہگار کو
سنگ ریزے کی غذا او سکو بتا ہا ہے مین
پری کی آنکھون نے دیکھا مرغ آتشخوار
شمع کا شعلہ کو جب لگا گلشن نے گل سے نظر مین لیا
خوب صورت ہاتھ نے دیکھا دست ہم نوائی
پردون کی جگہ مین کیو نار ہونون دلپذیر
خون سے بلبل کے لکھا قطعہ گلزار کو
تو نشو نمی بھی مین بھی کی اوس طفل نے شوق سے
رنگ ختی مثلا بنایا نرگس بیمار کو
گردیا بیخ و گرم دوسے نے چشم یار کو

جسے دیکھا ہے گنہگار کو
ناسے تاو کی جانتا ہون روزن دیوار کو
پیچھے رکھتا ہے میرے داغون پر سے اگے دوستو
اگے پر رکھ دیکھو بھلے مرہم زنگار کو
پردۂ دل سے نکلتا نالے کا یاد آگیا
خوب رویان سنگ مین آواز موسیقار کو
دست قدرت نے بنایا حسن کا مجھکو گدا
آنکھون سے کاسے دے دریوزۂ دیدار کو

١٣٢

وہ تنگ مشرب ہین ہم خمخانۂ افلاک مین
خاک ہم روشن ضمیرون کی تہی ہی یہ نگر
چہرۂ رنگین کی دکھلائی تصور نے بہار
جوش وحشت مین کیا مین نے گریبان چاک چاک
یار بن سمجھا گلون کو مین گنہگارون کی بھیڑ
وقتِ آخر عشق پنہان یار پر ظاہر ہوا
لب بلب فرہاد کو شیرین سی ہونا ہی محال
حسن کی جلوے سے روشن ہو نگہ آنکھون کی چراغ

نشۂ زر سے ہو بین گر شربت دینار کو
سیر بیرون و درون ہی روزنِ دیوار کو
بند آنکھون کو کیا کھولا در گلزار کو
ہڈیان زخمون کی پہنائین گلے کے ہار کو
سرو و سنبل نے دکھایا ریسمان و دار کو
نزع مین عیسی نے بھیجا نامہ آزار کو
لعل قسمت مین نہین کاٹا کرے کہسار کو
گور ہا در زاد دیکھین گے تری دیدار کو

پھر گیا آنکھو نمین آتش گور تیرہ کا گڑھا
خاک اوڑائی بین نے جب سوچا آل کار کو

جو نعمت عشق کی چاہی تو راحت جان ایذا کو
وہ منصف ہون اگر دینی کیا ختم کلام اللہ
خدا جانی کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشون کا
حنا ہی بحر خوبی تیری دست و پا مین لازم ہی
شب و روز اسکو رقص شادمانی مین ہی پا بون
دل پژمردہ ہوتا ہی شگفتہ کوے جانان مین
کیا اوستاد کو شاگرد اوس طفلِ پریرو نے

عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسی کو
ثواب سوۂ یوسف دیا روح زلیخا کو
لڑا اگر جام سی توڑا ہے بدمستی مین مینا کو
نہین دیکھا ہی خالی پنجۂ مرجان سے دریا کو
عصارِ عافیت گرداب نے سمجھا ہے دریا کو
ہوای باغ جنت زندہ کر دیتی ہی موتا کو
پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق ملا کو

ہے یہی اپنی دعا زلف سیاہ یار کو — ہو تہ جس سر کو ترا سودا اوسی سر سام ہو

حسن کا شہرہ ہو ہمکو خاک مین ملوائی عشق — کار ہر دوا نہ کرے کوئی کسیکا نام ہو

چال وہ چلتے ہو دل بستی مین جسپر قدم — کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسیکا کام ہو

کچھ تکلف چاہیے دولت سرا یار مین — نقرئی دیوار و در ہو وین طلائی بام ہو

راز ہی سن لو اسے تمسے کہے رکھتے ہین ہم
انجمن مین بات خلوت کی نہ آتش عام ہو

بے یار ساری رات جلایا شراب کو — تا صبح مین نے منھ نہ لگایا کباب کو

کھلجائے پردہ آپکے حسن وجمال کا — عاشق نگاہ بد سے جو دیکھین نقاب کو

امیدوار ہین نگہ لطف کے کھڑے — آنکھون سے سامنے سے ہٹاؤ حجاب کو

ترک فراق یار ہے وہ ترک بد مذاق — کھا جائے بے نمک کے جو پچے کباب کو

دندان یار کھلتے ہین ہنسنے مین بیشتر — بے آبرو کرینگے یہ در خوشاب کو

سنتے ہین روز حشر کو منھ ہوگا اس طرف — ذرہ بھی دیکھہ لین ہمے رخ آفتاب کو

کچھ کچھ اثر تو ہونے لگا جذب عشق کا — غش سنکے ہمکو یار نے بھیجا گلاب کو

اسکا جواب ہی نہ تو اوسکا جواب ہے — رخ یار کو ملا ہے تو پشت آفتاب کو

قاصد کے ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھے — لکھا ہے مین نے خط مین نہ لکھنا جواب کو

دل کو رہین گے جوش محبت سے ولولے — ہوگا وہ مست جو کہ پیے گا شراب کو

فرقت مین یار کے یہ پھرا ہیں کر رنگ — آنکھون مین اپنے مین نے جو دیکھا ہے خواب کو

۱۲۴

…ین قدم سے تیر سے شرف ہو رکاب کو
…سے شہسوار خانہ زین کا سے …
اور تر سے ہو تم جو عقل کو عالم سے وجد کا
دریا او چھالا سے کلاہ حباب کو
نعمات سے حساب کو تیری کمی نہین
یا اطعام خوان مین کو ترسے مین آپ کو
آتش مین جو شوق کعبہ ہو دل ہو کر رجوع
دیکھو ایس آستانہ عالی جناب کو
بیقراری مین مین سری یارب اثر پیدا ہو
سر کو دیوار سے ٹکراؤن تو در پیدا ہو

[illegible]

حلقۂ زلف سے وہ چہرۂ روشن نظر آئے
ظلمت شام مین بھی نور سحر پیدا ہو

میرے اشعار گل اندام پڑھین آتش
فکر رنگین مین مرے رنگ اثر پیدا ہو

ٹھوکرین مار کے مردون کو جلاتی نکلو
اونکی پازیب کی جھنکار سے آتی ہے صدا
باغ مین آئی ہو ساتھ اونکی بھی پھیر لو دو گام
برق و شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنین
سائل بوسہ کو منھ پھیر کے کھتا ہے وہ شوخ
گر پڑے ہین کنوؤن اور گرتا ہو نہین رنگیر
دو قدم ساتھ جو چلتا ہو نہین گریان اونکی
گوشمالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے
پر مشقت ہے رہ عشق نہ طے ہو دو گام
منھ چھپا کر یہ نکلنا ہے تمھارا اندھیر
مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی
بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤگے
اپنے ہاتھون سے نہ اندھون کا گلا کٹواؤ
کوسے معشوق مین ای عاشقو جانے ہو تو جاؤ

رشک سے خاک مین زندون کو ملاتی نکلو
فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نکلو
کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتی نکلو
راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نکلو
نیک طینت ہو تو بدذاتی پر آتے نکلو
ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نکلو
یہی فرماتی ہین ہنس ہنس کے ہنساتی نکلو
طفل غنچہ ہے غریب اسکو ڈراتی نکلو
کو سون دریا جو پسینے کے بہاتی نکلو
رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نکلو
کون سی چال ہے یہ آگ لگاتی نکلو
قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نکلو
یون چلو پاؤن کی آواز سناتی نکلو
یہ شگون نیک نہین خاک اوڑاتے نکلو

۱۳۵

عقیقت ہے سے پوچھے کوئی اس عشق مجازی کی
یہ قصر یار کو پیغام دینا اے صبا میرا

بہت دیکھا ہی تصویر گلی کو رنگ و روغن کو
نگاہیں ڈھونڈھتی ہین تیری دیوار و نگارون کو

بڑی ہو غش مین کیا مردہ سے آتش آنکھ کو کھولو
خبر کے واسطے اوس بت نے بھیجا ہی برہمن کو

حاضر ہین ہم جو معرکہ کارزار ہو
رسوا نہ نالے کرکے دل بیقرار ہو
رنگ حنا سے سرخ کف دست یار ہو
یارب اسیر زلف دل داغدار ہو
زاہد فریب نرگس جادو ہی یار ہو
کج رکھہ کے وہ کلاہ جو چڑھتے ہین اسپ پر
مست شراب عشق کب آتے ہین ہوش مین
اولٹی ہوا زمانے مین چلنی ہی چاہیے
پنہان دہن جو ہی تو رہے کچھہ غرض نہین
اے آفتاب حسن یہ حسرت ہی بعد مرگ
بلبل کو مول لیکے حوالہ کرون چمن
دست جنون سے زلف کے سودے مین چاہیے
کب سے دل و جگر ہین نشانہ بنے ہوے

فیل مست کے اوپر سوار ہو
بدتر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو
خون شہید مہر و وفا سازوار ہو
طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو
بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو
گردن پر اونکے خون ہمارا سوار ہو
یہ نشہ وہ نہین ہے کہ جسکو خمار ہو
اوس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو
بوسے کے واسطے لب یار آشکار ہو
ہر ذرہ میری خاک کا تجھپر نثار ہو
کوچے مین یار کے جو مرا اختیار ہو
پیراہن حیات مرا تار تار ہو
دیکھون کدھر سے تیر نگہ کا گزار ہو

ہجر مین خوف قطرہ ہر حباب ہو
ابر جو دل کا تحت ہو
زبان ہو نام زار جسکو کوئی عیب ہو
سوا اعتبار ہو
نقش رخسار کا تماشا کا جو
آئینہ میں بھی عکس اوس کا ہو
رشک گل کی چین جبین مین نمونہ ہو
کوئی گریبان تار تار ہو
آب کی

کت کا خیال جو آجائے
تم کو سمجھے پیچھے ہماری بہار ہو
سرمہ نہ سمجھے جو کہ تری گرد راہ کو
آشوب ہوا اوس آنکھ کے اندر غبار ہو
بیزار زندگی سے ہون یہ شوق مرگ مین
ڈھونڈھون چراغ ایک جو بیدار مزار ہو
لازم نہین ہاتھ وصل کی شب مین نہین نہین
الیاس غمزہ سے کیجیے جو ناگوار ہو
آتش ہو دل و دوئم سخن مین اگر نہ
اپنا کلام معجزۂ ذوالفقار ہو

ہر اک حلقہ میں ہو سو سو دل عاشق کی گنجائش
نہیں تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی

تری درگاہ کی ذرہ نسبت ہے جب سامنا ہوتا
دلِ دیوانہ کو میرے پھنسا کر تم نے زلفوں میں

نگاہ ہو سکا اون آنکھوں کی ہے ترچھا ئین ہی اٹک
فغاں کرتا ہوں جب اندام میں عشق سا ہوتا ہے

خدا جمعیت خاطر دی اوس زلف پریشان کو
سکندر تشنہ رہ جاتا ہے ہاہا خضر آبِ حیوان کو

حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مہر تابان کو
دکھایا خانۂ زنجیر میں مجنون ہے مہمان کو

وہی کاوش وہی دل سے خلش رہتا ہے مژگان کو
دلِ دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہے زندان کو

فراق یار میں گریہ کا ضبط آتش نہیں بہتر
بخارِ دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

کریں گے جمع معنی فہم اجزائے پریشان کو
فقیری سلطنت ہے خاکسار کو بیابان کو

مذاق اوسکو ہے جو چوسے لب شیرین جانان کو
خم ابرو ہے قاتل بھر گیا ہے اپنی آنکھوں میں

تمہارے چہرۂ پر نور کے بیداغ ہونے نے
ہوا ہے یار جو سیر چمن میں ساتھ ساتھ اپنے

غم الفت کو کتنا ہی نگلیے دل نہیں بھرتا
اونہیں سے جو ہیں فریاد کرداد کو آتے ہیں

محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ میں پایا

شکنجے میں بہت کھینچے گئے صحا اپنے دیوان کو
مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو

دماغ اوسکا ہے جو سونگھے کسی سیب زنخدان کو
لیا ہے بوسہ دیکھا ہے جو ہنسنے تیغ عریان کو

نظر سے اپنی آنکھوں کے گرایا ماہ تابان کو
کبھی گل کی طرف دیکھا ہے گاہے روئے خندان کو

یہ وہ نعمت ہے بھوکا رکھتی ہے اپنے مہمان کو
پسے جاتے ہیں موتی ہنستے ہیں جب وہ دندان کو

تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستان کو

۱۳۷

الاطفال سمجھتے ہیں کھلونا مرے دل کو
بازیچۂ ہستی میں وہ مجنون پری کا ہوں

بیٹھے کھیل نہیں جان کا کھونا مرے دل کو
یوسف سے حسین ہو وہ کوئی طفل پری چہرہ

رکھتا ہے بہت تنگ یہ کونا مرے دل کو
بس ہو نہ کبھی چیر کا پہلو کو تمہارے

آنکھوں کی طرح ساتھ ہے رو رو نا مرے دل کو
یو جب رولانا نہیں دکھلاتے ہیں بہار

بھولا نہ ترے سایہ کا سونا مرے دل کو
تا صبح تجھے یاد کیا جس کو جگا کر

[illegible]

پہلو میں نہیں جب ہے کہ وہ غیرت لالہ	داغ اور دھنا ہے داغ بجھونا مری دل کو
نالون سے نہ اظہار ہو تپیا بے جان کا	رسوائی ہے اس کھڑی کا رونا مری دل کو
نظارہ کیا کین وہ یہ دیدار کو ترسا	دن رات رہا آنکھوں کا رونا مری دل کو
کانٹا سا کھٹک جاتا ہے جب یاد ہی آتا	ہاے مین ترا پھول پرونا مری دل کو
خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہے	اچھا نہیں اس تخم کا بونا مری دل کو
انکار ترے قد کی قیامت کا نہ ہوگا	مومن ہون مین کافر نہیں ہونا مری دل کو
ترکر یہ شادی سے رہونگا نین شب وصل	بے فصل کے منہ مین ہی بھگونا مری دل کو
گل سے جو شجر قطرہ شبنم مین ٹپکتے	یاد آتا ہے منھ کا ترے دھونا مری دل کو

کچھ خاک اوڑائے سے نہیں ملنے کا آتش
بیکار یہ مٹی کا ہے ڈبونا مری دل کو

نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ	ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ
نسیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن میں	تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ
جدھر جاتے ہو ہر گھر میں سے یہ آواز آتی ہے	مسیحا ہو جو بیمارون کو دم بھر دیکھتے جاؤ
قدم انداز سے باہر ہوئی جاتی ہین صاحب کے	ستم رفتار مین کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ
ملین وہ راہ مین انکی تو کہتا ہون جو ہو سو ہو	دکھا دو گھر سے مجھے اپنا مر اگھر دیکھتے جاؤ
خرام ناز مین عاشق سے ہوا اسکا اشارہ بھی	کچھ اپنی تیغ ابرو کی بھی جوہر دیکھتے جاؤ
روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتی ہین	خدا کے واسطے پھر میسر دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے ہوز

بے نمائی کشش عشق جفا کار کی راہ
چاہ کنعان مین تھی مصر کے بازار کی راہ
رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم
پھوپسے ہم کعبۂ مقصود کو کفار کی راہ
کثرت شوق نے از بسکہ کیا عرصہ تنگ
مردہ بخانہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ
شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا
نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ

[illegible]

عید ہوگی رمضان جائیگا ای بادہ کشو | بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل
آتش اک دل مین نہین ہوتی ہے دو چاکی راہ

یاد آیا ہے ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ
دیکھا ہی ہمو کو جو دہری سر کے تلے ہاتھ

دیوانون کے ہو جاتے ہین اوپر کے تلے ہاتھ
دامن کا خیال آتا ہی جب جیب دری مین

دشمن کا بھی دبجائے نہ پتھر کے تلے ہاتھ
دل دوستی بت کا نہ پابند ہو یارب

گلچین کا نہ رکھا کبھی اخگر کے تلے ہاتھ
گرمی نہ تمہاری سے ہوئی آتش گل سے

ملتا ہون مین جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ
یاد آتا ہے وہ قد کشیدہ جو چمن مین

بالش کے عوض ہو سر دلبر کے تلے ہاتھ
تبدیل شب وصل سے ہو روز جدائی

مژگان جو چبھو مین رکھدیا خنجر کے تلے ہاتھ
عاشق سے نگاہ ہو نہین یہ کہتی ہین وہ آنکھین

کانٹون کا مین کانپے کا جو ساغر کے تلے ہاتھ
مستی مین ہلیگا تو ساقی سے ہی سیکا

صحرا کو چلو چاک گریبان کرو آتش
انگر مین نہ ہین پاؤن نہ پتھر کے تلے ہاتھ

اس قد دل کو نکرلے بت سفاک سیاہ
زیب دیتی نہین اس کعبہ کو پوشاک سیاہ

میل تزئین جو تری زلف فتان کو ہوا
طور کو واسطے سرمہ کے کیا خاک سیاہ

پانی مانگے نہ کبھی زہر بھی نگہ کا مارا
دل کافر سے ہے چشم بت بیباک سیاہ

یار سے وعدۂ فردا ہی عجب کیا اسکا
روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ

۱۳۹ دیوان آتش

ہم جان دل سے طلبگار ہین اسکو
آبرو اپنی ہے اب ابرو خم دار کو ہاتھ
حق خدمت مین نہین کوئی کمی کی ہے
جانفشانی کا اب انصاف ہی سرکار کے ہاتھ
پاؤن کو اونکے چھوا مین نے تو ہنسکر بولے
کاٹے جاتے ہین تو لیتے ہی گنہگار کے ہاتھ
نہین بیجو جو برابر ابرو سے اشارے
عشقبازون کو بتاتے ہین یہ تلوار کے ہاتھ

قتل کرنا ہاتھ ...
وعدۂ وصل کی شادی سے کفادم ہوگا
پاؤن کی ...
ضعف ...
زرگل مجبور ہے ستمگار نہین ... اسکے ہاتھ

نہ جلانا ہے نہ تو گاڑے ہے کوئی ہمکو آتش
مردہ اپنا نہ پھرے کافر و دیندار کے ہاتھ

پاس دل رکھتا ہی منظور نظر ہر آئینہ	نیک و بد سے پیش آتا ہے برابر آئینہ
جب نہ تب چڑھتا ہی اوس قاتل کے منھ پر آئینہ	ٹکڑے ٹکڑے ہوئیگا اکدن سقر آئینہ
چاند سے ٹکڑی کو دکھلا کر چھپاتا پھر ہے	اوس خدا نا ترس کو دکھلاون کیونکر آئینہ
چاند کے اوپر نہین پٹتی کسی صورت سے خاک	منھ تو دیکھین لیکے یوسف کے برادر آئینہ
دیکھکر حال زبون کو میری حیران رکھیا	یار کے دل سے بھی تھا ہر چند پتھر آئینہ
ہو گی اوس شمشیر ابرو کے مقابل بیچکا	ایسا کیا پھنسے ہوی ہے خود و نگتبر آئینہ
آنکھ بھر کر ایکدن دیکھا نہ روی صاف یار	مین وہ مفلس ہون نہین جسکو میسر آئینہ
مور دنفرت کوئی مجسا نہین حیران ہون	مجسے صورت آشنا ہوتا ہے کیونکر آئینہ
روبروی یار ہوتے ہی زبان ہوتی ہی بند	کس طرح طوطی کو کرتا ہے سخنور آئینہ
اب زمین پر پاؤن بھی رکھکر نہین چلتا ہی یار	کر چکا آراستہ اوسکو سقر آئینہ
یہ نہین ہیوصہ لے قمری اگر ناسہ کا	آ بجواوسکو دکھاتی ہے سقر آئینہ

ہرزہ گوئی سے تری حیرت ہوئی آتش خموش
خود پسندی تا کجا اب طاق پر دھر آئینہ

معشوق نہین کوئی حسین تم سے زیادہ	مشتاق ہین کس ماہ کے انجم سے زیادہ
کیا کہیے ترے عاشق بیتاب ہین کتنے	ذرون سے زیادہ ہین یہ انجم سے زیادہ

کس جام مین یان نشہ نہین خم سے زیادہ
منظور نظر ہے دل بسمل کا دکھانا
شوق اندنون اوس گل کو ہے گلدم سے زیادہ
صوفی جو سنے نالۂ موزون کو ہمارے
حالت ہو مغنی کے ترنم سے زیادہ
محو کہ ہے تری صاحب اعجاز مسیحا
نالہ تری خلخال کا ہے قم سے زیادہ
آئینہ مین دیکھا ہے جو منھ چاند سا اپنا
خود گم ہے وہ بت عاشق خودگم سے زیادہ

[illegible]

تمت ۱۴۰

[illegible]

دیکھتا ہون حسن کو عالم کو مین بت بوری کی ساتھ
مجکو بھاتی ہے بناگوش صنم گوہر کے ساتھ

میکش عشق فراج ای ساقی مہ رو ہو نہین
بوسۂ لب کی گزک بھی دی مجھے ساغر کے ساتھ

سبزۂ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہے جنھین
حشر اون لوگون کا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

پر کترتا ہو مرے صیاد تو کاٹ اس طرح
حسرت پرواز بھی اوڑجاے بال و پر کے ساتھ

جو ہر اوسکے اگر دن ای سفاک اسیر کھول دے
لاگ رکھتی ہو مری گردن تری خنجر کے ساتھ

مومن و کافر کا قاتل ہے ترا حسن شباب
آتش افروختہ یکسان ہی خشک و تر کے ساتھ

اس قدر شیرین دہن ای دلربا ہوتا نہین
زہر دایہ نے پلایا ہے تجھے شکر کے ساتھ

جس قدر نفرت ہے اس سے مجھ توکل پیشہ کو
اس قدر ہوگی نہ قارون کو محبت زر کے ساتھ

یہ اشارہ جنبش مژگان ہے اوس کافر کو ہی
دم نکلجاتا ہی سودائی کا اس نشتر کے ساتھ

قدر دیوانہ کی بے ہنگامۂ طفلان نہین
چاہیے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا نہو
صندل اس بتخانہ مین ملتا ہے بس در سر کے ساتھ

جب رولاتا ہے تصور تیرے دانتون کا مجھے
تولتا ہون اشک کے قطرون کو مین گوہر کے ساتھ

ہم ہی کا جو کبھی ہوتا ہی آتش اتفاق
خضر صحرا اگر دو دیتا ہے مرا مر مر کے ساتھ

اونچا ہو لاکھہ تاڑ سے بھی سرو چار ہاتھ
رتبہ بلند ہے ترے قد کا ہزار ہاتھ

کھاتے ہین غوطے رہگذر کوئے یار مین
رہتا ہے میرے اشکون سے اونچا ہاتھ

دامن چھڑا کے جب سے گیا ہے وہ بیوفا
دانتون سے کاٹتا ہون مین بے اختیار ہاتھ

کھجلاتی ہے بیٹھ اوسکی تو بولا وہ گلبدن
ہو جائے خشک ہو گر ترا پشت خار ہاتھ

کیفیت حیات سے پیری مین ہیمان
لبریز جام روح سے ہے تن رعشہ دار ہاتھ

زنجیر کو بہار مین توڑا نہ طوق کو
گردن سے اور پاؤن سے ...

مدعا ہی قلب ہے زیر نگین ہین بحر و بر دونون ‏ ‏ ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے

جبین سا ونسی ای بت تیرے کوچہ کو بھرا رکھے ‏ ‏ نہ کھلا ہے خدا اس کعبہ کو خالی نمازی سے

بھلایا اسم اعظم کو فسونِ حسنِ لولی نے ‏ ‏ فرشتون کی حقیقت کھلگئی عشقِ مجازی سے

پناہ ای پیر فیر ہو قہر سے اللہ کے مانگو ‏ ‏ سزا دیتا ہے حاکم آدمی کو قلب سازی سے

ہزارون کشتے تن پار او تری کھائی سی آکے ‏ ‏ رہے دریای خون جاری تری تیغ جہازی سے

تن محرور کا میرے پڑے او سپر جو پرچھاوان ‏ ‏ یقین ہے موم تیرا جا آہن کی گدازی سے

رہی ہین بند اک کان ملاحت کے تصور مین ‏ ‏ مزا لوٹا ہے آنکھون نے مری نظارہ بازی سے

شب آدینہ بھی آتا نہین گور غریبان پر ‏ ‏ منو آگہ نہین وہ شمعِ مسکین نوازی سے

کمیت خامہ خوش رفتار ہے کس مرتبہ آتش
قدم مین آگے نرد سے رہا میری تیمن تازی سے

گیسوئے مشکین رخِ محبوب تک آنے لگے ‏ ‏ چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

دور کروایا پسینے نے نقاب گلعذار ‏ ‏ قطرۂ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے

چال لیلی کی کنار جو جو وہ خوشقد چلا ‏ ‏ بید مجنون کی طرح سے سر دھنے لگے

لیکے دل کو چار بوسہ نہ دیا اک بار نے ‏ ‏ ہمنے یہ سمجھا روپے کے ہاتھ چار آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار ‏ ‏ اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشقِ خرام یار نے ‏ ‏ ہر قدم پر کاسہ سر ٹھوکرین کھانے لگے

تو بھی تو ای شعلہ رو اک شب الٹ منھ سے نقاب ‏ ‏ گرد شمعون کے بہت ہتی ہین پروانے لگے

[illegible]

شمع رونے مری اوٹھا سر محفل جو نقاب
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری

ناتوانی سے کہان ہرزہ دوی کی طاقت
گھر سے دروازہ تلک ہے مجھے منزل بھاری

بار خاطر ہو نہ عالم کا سبک باتون سے
زندگانی مین ہنو مردہ سے غافل بھاری

مجھسے ہر بات مین قرآن وہ اوٹھاتا ہی
گردن یار مین شاید ہی حمائل بھاری

ہمرہ غیر گیا چاندنی کی سیر کو یار
ہو گیا مجھکو ستارہ مہ کامل بھاری

آتش اسے نہین نظارہ کا ایکا چھٹتا
میری آنکھون کو ہے شاید کہ مرا دل بھاری

واقعہ دل کا جو موزون ہی تو مضمون غم ہی
صفحہ ہر اک مری دیوان کا صف ماتم ہے

خاکساری سے جھکا ہی سر شوریدہ مرا
وای بر حال ندامت سی جو گردن خم ہی

دل مین آتا ہی کہ اب اپنے گلے کو کاٹون
نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہی

دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین
اپنے مجموعہ کا ہر ایک ورق برہم ہی

کسنے دیکھا ہے محبت کی نظر سے اونکو
صف مژگان ہین تلی زلف سیہ برہم ہی

دل کو آنکھون نے کیا کشتہ رخسار بلیع
نہ سمجھتے تھے ہم اسکو کہ تنک بھی سم ہے

کیا کہون مین کمر یار ہے کیسی نازک
عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہی

زندگانی سے جو تنگ آ کے ہی دل گھبراتا
پوچھنے جاتا ہون مردون سے کہ کیا عالم ہی

کھینچ لاتا ہے جو چل جاتی ہی جذب دل کی
منتظر یار کا ہون آنکھون مین جتنک دم ہی

زلف و رخ کو ہین چیا سی وہ چھپا کر رکھتے
شانہ و آئینہ ناواقف و نامحرم ہے

[illegible]

۱۴۳

وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکی بو تیری
پھری مین مشرق و مغرب نگاہ جنوب و شمال
نمائش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری
شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہین حصہ مین آئی بو تیری
بڑھا ہے منہ بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
[illegible] ہے گفتگو تیری
مری طرف سے صبا کہیو [illegible] جواب ہی نہین [illegible]
[illegible] ۲
[illegible]

[illegible]

رہا نہ شبہہ ہمین او سکے حلقہ ہونی سے
ہوا جو دست رس اسکا بھی پائے قاتل تک

شب فراق ہین اے روز وصل تا دم صبح
جو ابر گریہ کنان ہے تو برق خندہ زبان

یہ چاک جیب کے حق مین دعای مجنون ہے
کسی طرف سے تو نکلے گا آخر اے شہ حسن

چمن مین صبح کو جا کر نہ منھہ دکھاتا تھا

یہ عقدہ ناف نے کھولا کمر ہے مو تیری
خدا بھولائیگا شوخی مرا لہو تیری

چراغ ہاتھہ مین ہے اور جستجو تیری
کسی مین خو ہے ہماری کسی مین خو تیری

نہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری

برنگ آئینہ حیران ہے آبجو تیری

زمانہ مین کوئی تجسا نہین ہے سیف زبان
رہے گی معرکہ مین آتش آبرو تیری

کوچہ دلبر مین ہین بلبل چمن مین مست ہے
نشہ دولت سے منعم پیرہن مین مست ہے

دور گردون ہے خداوندا کہ یہ دور شراب
آجتک دیکھا نہین ان آنکھون نے روے خمار

گردش چشم غزالان گردش ساغر ہے یان
ہے جو حیران صفائی رخ حلب مین آئینہ

غافل و ہشیار ہین اوس چشم میگون کی خرابی
ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہے غلط

ہر کوئی یان اپنے اپنے پیرہن مین مست ہے
مرد مفلس حالت رنج و محن مین مست ہے

دیکھتا ہون جسکو مین اس انجمن مین مست ہے
کون مجسا گنبد چرخ کہن مین مست ہے

خوش رہین اہل وطن دیوانہ بن مین مست ہے
بوے زلف یار سے آہو ختن مین مست ہے

زندہ زیر پیرہن مردہ کفن مین مست ہے
اے خوشا طالع جو شیخ و برہمن مین مست ہے

موسم گل کی جو یاد آتی ہے عریانی مجھے
ہون وہ دیوانہ کہ اپنا نام [illegible]

اک پری کا [illegible] دی ہے تسبیح سلیمانی مجھے
ایک حرف اسکی عبارت کا پڑھا جاتا نہین

لکھ دیا کس خط مین ہے یہ خط پیشانی نے مجھے
چشم ہائے چشم مین گریہ سے دریا کا جوش

غوطے کھلواتا ہے سیل اشک کا پانی مجھے
خواب سے بیدار وہ خورشید رو آکر کرے

ایسی [illegible] آنکھون دکھاؤ صبح نورانی مجھے

۱۴۸

[illegible]

شہر خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج
تشنہ لب مرجاؤن تو ممکن نہو پانی مجھے

عشق اوسکا جہان کھوتا ہے بناو پیر کی
اوس شاہ حسن کو یہ دعا ہے فقیر کی

بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی
سیدہی ہے تو سمجھے تو اگر اولٹی لکیر کی

صحرا سے لیچلا ہے ہمین شہر کی طرف
گم عقل ہو گئی ہے جنون ہے مشیر کی

بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو تو دیجیے
ہوٹے مرے سوال ہے صورت فقیر کی

پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق
تاثیر اسمین بھی ہے دعاے اسیر کی

غافل نہ مثل برق ہو شادی سے خندہ زن
باران غم سے ہے گل آدم خمیر کی

زنجیر ہو گئی ہین بدن کو مری رگین
کھینچی ہے ناتوانی نے تصویر اسیر کی

دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہے دل
زنجیر مین ہماری صدا ہے فقیر کی

اللہ رے اوس صنم کے بدن کی ملایمت
دیا مہ ہے جسم کا کہ قبا ہے حریر کی

خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے
رنگ اسمین ہے گلال کا بو ہے عبیر کی

وہ سبزہ اوسکا زہر ہون نے میری کر دیا
آواز مہ تشبیہ گئی ہمصفیر کی

وہ لعل لعل لب ہے مرا خزانہ حسن کا
سمعو ہمین جسکے بکتی ہے گدڑی فقیر کی

دیکھا مشیر کار نہ دیوانہ کا کوئی
اس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی

چھیڑا ہے مین نے جا کے برہمن کو دیر مین
لی ہے قسم بتون سے خدا ے کبیر کی

جس تودہ مین شریک ہوئی اپنی خاک آتش
حسرت ہی رنگئی لب معشوق تیر کی

۱۴۵

آتش

[illegible]

بلبل کی طرح عشق جو ہمکو چمن سے ہو	سو جاییے تو خواب مین گلزار دیکھیے
قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین	کیا لوٹیے جو دولت دیدار دیکھیے
چین جبین کے قتل کیجیے انصاف چاہیے	حاضر ہین بیگناہ و گنہگار دیکھیے
عاشق مسیح بھی تمہین کہتے ہین مہربان	حال اوسکا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے
مشتاق دل ہی جنبش ابروے یار کا	چلتی ہے کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے
دروازہ ہی مین سے چلیے سراے حبیب مین	حسرت سے تا بجا بسو دیوار دیکھیے
سودے مین ابروؤن کی ہوئی ہو ماہ ڈھونڈتا	جسمین کہ چاند دیکھ کے تلوار دیکھیے

عالم کی سیر کیجیے آتش ملیگا یار
یوسف چھپا ہین آپ تو بازار دیکھیے

کون سے دل مین محبت نہین جانی تیری	جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہی کہانی تیری
کچھ دہن ہی نہین ہم شعرا کے نزدیک	موسے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری
جسکے آگے سے گذرتا ہی وہ کہتا ہی یہی	دیکھی اے روح روان ہمنے روانی تیری
شیشہ ٔ مے سے کوئی میری زبانی کہدے	خوش نہین آتی ہے یہ پنبہ دہانی تیری
کیا تری شان ہی قربان مین اے عفو کریم	آس رکھتا ہی ہر اک فاسق و زانی تیری
اس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب	جستجو ہمکو ہے اے گنج نہانی تیری
عین احسان ہی مرے صفحہ دل پر مجکو	ایک تصویر اگر کھینچدے مانی تیری
صبح تک شام سے کرتی ہی زبان ذکر جمال	نیند آتی ہے کسے سن کے کہانی تیری

[illegible]

کھنا بیٹے وہ بھوسے نہ ہم ساقی ازل
لغزش نہ پائے آرتش مست الست کھائے

پیمبر ہین نہین عاشق ہون جانی
سلیمان ہم ہین اے محبوب جانی
کھلا سو دیکھین اون لفظون کی ہر کر
یہ کون آتا ہے اسے وقت کشتی کو
وہی دے گا کباب نرگسی بھی
رنگا ہے عشق نے کس در و سرے
مسافر کی طرح روخانہ بردوش
ترے کوچہ کے مشتاقون کے آگے
وہ بیکش ہون دیا ہے قابلہ نے
یقین ہے دیدۂ باریک بین کو
وہ خط ہے یادگار حسن رفتہ
نکلتی منہ سے قاصد کے نہین بات
بہشت خاک ہو مقبول درگاہ
لیے ہین بوسہ رخسارہ کہ مدفنت
سفیدی مو کی ہو گا فور ہر چند

رہی ہوسے ہی ہے یہ لن ترانی
سمجھتے ہین تجھے بلقیس ثانی
پریشان خواب تھی یہ زندگانی
گرے جاتے ہین سرو بوستانی
جو دیتا ہے شراب ارغوانی
ہمارا جامہ تن زعفرانی
نہین جائے اقامت دار فانی
جہنم ہے بہشت آسمانی
جسے غسل شراب ارغوانی
کہ جسے عینک طلب ہے ناتوانی
وہ سبزہ ہے گلستان کی نشانی
مگر لایا ہے پیغام زبانی
ہمسا کو چاہتا ہون مہربانی
چپا ہے جستہ آئینہ کا پانی
کوئی مٹتا ہے یہ داغ جوانی

دیکھتا ہوں بسترِ زخمون کو جو میں آ گیا
خار بھی بسترِ مضمون کا بیابان میں ہیں
کیا شریک حال ہو ویرانہ کفن میں آ گیا
اس قدر مجھے زمانہ کی ہوا سے ہے خلاف
کیا عجب ہو جو خنادہ سے بدن میں آ گیا
حالت بدکا نہیں کوئی زمانہ میں شریک
جسم سان ممکن نہیں ہے پیرہن میں آ گیا
ایڑیاں رگڑین زم آتش چھوڑ کر مر گیا
مثل مجنون تیشہ پاسِ کوہکن میں آ گیا

نہیں دیتا وہ دلبر بوسۂ خال	اگر کاسۂ تلون کی ہے گرانی
نہیں واقف ہم اوس بت کی کمر سے	خدا کے واسطے ہی غیب دانی
رلاتی ہے مثالِ ابر پیری	دکھا کر داغِ طاؤسِ جوانی

مرا دیوان ہے اے آتش خزانہ
ہر اک بیت اسمیں ہے گنجِ معانی

صدمہ ہی دوش پر سر و گردن کی بوجہ سے	ہر اک گناہ بھاری ہے سوسن کی بوجہ سے
ہوش و خرد ہی باعثِ تکلیف آدمی	دیوانہ آشنا نہیں دامن کی بوجہ سے
راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہاں	آگاہ کیا سوار ہی توسن کی بوجہ سے
سارِ سفر کبھی نہوا بار دوش یاں	سمجھا ہیں مال و جنس کو رہزن کی بوجہ سے
سختی بخت و عشق بتاں دونوں قہر ہیں	کم بوجہ سنگ کا نہیں آہن کی بوجہ سے
رندوں کو قید سبحہ و زنار کی نہیں	واقف نہیں ہیں شیخ و برہمن کی بوجہ سے
غماز اپنا ذکر نہ لاوے حضور دوست	گردن جھکی نہ منتِ دشمن کی بوجہ سے
عاشق ملالِ خاطرِ اہلِ جہاں نہوں	غم ہو نہ شاخ بلبل و گلشن کی بوجہ سے

آتش یہ سارے رنج ہیں اس زندگی کے ہاتھ
مردے کو کیا خبر گلِ مدفن کے بوجہ سے

رنگِ چشمِ بو کچھ کہ چاہیں لا کہیں بن میں آ گئے	پائے بوسی کو ترستی تھی وطن میں آ گئے
چشمِ زخم خار سے یارب بچانا تو انہیں	اک رفیقِ حال ہیں رنج و محن میں آ گئے

عہد پیری ہین کہان اب وہ جوانی کی قوت
صاف پہلوی زبان گر گیے دندان خالی

تیزی ورگ کے فقیرون کے لیے اے محبوب
تخت پر اپنی جگہ کرتے ہین سلطان خالی

خال مشکین ہے سکار اہل قلم کو کیسے
کل چلے تیر سے کرتے ہین نیستان خالی

بت کا فر نہین ہوتے جو ہم آغوش نہو
بغل گور ہین ہے جاے مسلمان خالی

ہنستے ہنستے تو کیا قتل گنہگارون کو
رو دیا دیکھ کے جلاد نے زندان خالی

دل بےکینہ کدورت نہین رکھتا آتش
خس و خاشاک سے ہی اپنا بیابان خالی

بند نقاب عارض دلدار توڑ دیے
باغ مراد عشق کی دیوار توڑ دیے

دو درد دوست ہین جو خدا ایک زخم ہے
سو بار ٹانکے کھاے سو بار توڑ دیے

دیکھے ترا جو مصحف رو برہمن کہے
بت کو سلام کیجیے زنار توڑ دیے

بے درد پن مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا
لازم ہے بال مرغ گرفتار توڑ دیے

مرغ ترانہ سنج ہون او من بوستان کا مین
خون بہار ٹپکے اگر خار توڑ دیے

اپنا کچھ اختیار شفا مین نہین طبیب
پرہیز سے نہ خاطر بیمار توڑ دیے

فتراک صید زندہ ہے زلف سیاہ یار
ٹوٹین ہزار دل اگر اک تار توڑ دیے

گردن ہی اپنے دوش پر اپنی وبال ہے
کیا چھین کر حریف کی تلوار توڑ دیے

عاشق کی بیقراری سے اے بت بنا ہاتھ
ٹکر لیے جو سر کو تو کہسار توڑ دیے

بوسے کسیلے چہرۂ رنگین کے لیجیے
اک دن تو پھول باغ سے دو چار توڑ دیے

۱۴۹

آتش

وحشت دل سر بازار لیے پھرتی ہے

خواب مین بھی ہوس یار لیے پھرتی ہے

دوش پر اپنے صبا بار لیے پھرتی ہے

حالتِ غم کو نہ بھولا چاہیے شادی میں بھی
عیبِ الفت سے دز اول ہی مری طینت میں ہے
اپنی رسوائی کے لیے کسکو گوارا ہے یہ رنج
عشق کہتا ہے مجھے رالم اوس بت وحشی کو کر
رات صحبت گل سے ونکو جو مشغلِ خورشید ہے
دیدہ و دل کو دکھایا چاہیے دیدار یار
شکل گل منس منس کے روز جو بلبل کاٹے ہیں بہت
تھی ہنر اپنی جو شادی مرگ قسمت نے کیا
آپکی نازک کمر پر بوجھ پڑتا ہے بہت
اوٹھ گئیں ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں
روز مردم شب کیے دیتا ہے سرمہ پونچھیے

غنچۂ گل دیکھکر یاد اشکِ شبنم کیجیے
داغِ لالہ کے لیے کیا فکر مرہم کیجیے
گھر بنا کر گردنِ محراب کو خم کیجیے
حسن کی غیرت امت سے بچاتی ہے بہت کیجیے
رشک اگر کیجیے تو رشکِ بخت شبنم کیجیے
حسن کے عالم سے آئینوں کو محرم کیجیے
ہجر کی شب صبح رو کر مثل شبنم کیجیے
ہجر میں کسنے کہا تھا وصل کا غم کیجیے
بڑہ چلیں ہیں حد سے گیسو کچھ نہیں کم کیجیے
رونے کسکے لیے کسکا ماتم کیجیے
خون ہوتے ہیں بہت شوقِ حنا کم کیجیے

آئینہ کو روبرو آنے نہ دیجے یار کے
شانہ سے آتش مزاج زلف برہم کیجیے

اثر رکھتی ہے گلگون کی کیفیت کا ہستی ہے
دکھائی دیتے ہیں ہنستے ہی ہنستے جو مجکو خاکون سے
پسند طبع محبوبان دلِ عاشق نہیں ہوتا
وہ دہقان عنبر ہیں سرزمینِ عشقبازی ہوں

او بھر نہیں حباب بحر کی اک جوش مستی ہے
رخ محبوب ہے یا اسلمان کو بستی ہے
نظر میں کب کیسے چڑھتی ہے جو جنس سستی ہے
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہے

ستارہ اپنا گردش میں ہے آتش جوانی پر

۱۵۰

نگہ لطف کی حسرت ہی رہی ہمین تو آئے نصیب
کس طرح سرمہ گھراون آنکھ نہین کر لیتا ہی

یاد رکھتا ہی عدم مین کوئی ساغر کس آئے
ہچکیاں شیشۂ مے شام و سحر لیتا ہے

روح و قالب کی جدائی ہی جدائی تیری
دم نکلتا ہے جو تو نام سفر لیتا ہے

ہجر مین وصل کا ملتا ہی مزا عاشق کو
شوق کا مرتبہ جب حد سے گذر لیتا ہے

غیرت نالہ و فریاد نکھولے آتش
آشنا کوئی نہین کون خبر لیتا ہے

اللہ ری روشنی مرے سینہ کی داغ کی
اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی

ہستی چند روزہ نے تو تنگ ہی رکھا
خواب عدم مین دیکھین گے صحبت فراغ کی

بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے
اک رنگ پر ہوا نہین ہستی ہے باغ کی

نجت سیہ نے کام کیا بعد مرگ بھی
رنگین مرے لہو سے ہی منقار زاغ کی

ظاہر ہوا نہ مجھے یہ بلندی سرو سے
کرتی ہے کام خاک بھی عالی دماغ کی

سوتا ہے پابند کرے باغبان تو کیا
ہمت کے آگے پست ہے دیوار باغ کی

انگر کی طرح سے جو دہکتے ہین داغ عشق
سینہ مین اپنے رہتی ہی گرمی اوجاغ کی

رخ کیا ملا نگار رخ رنگین یار سے
لالہ کو کیا خبر نہین ہی چار داغ کی

ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہی سبز
ٹھنڈی کی ٹٹی ہو گئی دیوار باغ کی

شاعر ہون بوئی سیب زنخدان ہے سخن نکھتا
اصلاح رہتی ہے مجھے اپنے دماغ کی

گم ہونگے ایسے ڈھونڈھے بھی پا نہ نجابانیگے
کھو دیگی فکر ہمکو تمہارے سراغ کی

حلقۂ گوشِ غزالان حلقۂ فتراک ہے	کو سنے سے صیادونے صید افگنی کی اختیار

مروے بہتر ہی نام مرد سیح ہے یہ مثل
پہلوانی ہی سو ہے رستم کی آتش خاک پر

کبھی جو جذب محبت سے کام ہوتا ہے
وہ صبح عید جو بالاے بام ہوتا ہے
بلاے بزم جہان ہی وہ چشم کی گردش
اوٹھاون کس لیے احسان یار پر گردن
خدا کی یاد جوانی مین عنا غلو کر لو
الہی کیون نہین خواہان کوئی صنم اسکا
کسیکو کیا کوئی گھر اپنے دل مین کرنے دے
فرشتے سنتے ہین آوازۂ دور باش کا شور
زیارت اونکی جو کرتی ہین مومنین آسے
ہزار لال ہوے اخگرون سے داغ جنون
کوئی زمانہ سے جاتا ہے کوئی ہی آتا
پھنسا جو زلف مین اوس گل کے مرغ دل بولا
ہمارے حلقہ مین کرتا ہی شیشہ دل خالی
کمندِ شوق ہے درگاہِ عشق کی رہبر

نقاب اوٹھتا ہے دیدار عام ہوتا ہے
یہ صیام مین روزہ حرام ہوتا ہے
نگاہ پھرتی ہی دورہ تمام ہوتا ہے
مراقوا اوسکے تغافل سے کام ہوتا ہے
وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے
یہ دل تو شرطِ وفا پر غلام ہوتا ہے
نگین سے دیکھ لے پر عکس نام ہوتا ہے
کبھی ہمارا خوان اہتمام ہوتا ہے
زبان حور مین اون سے کلام ہوتا ہے
ہنوز پختہ ہے سوداے خام ہوتا ہے
کسیکا کوچ کسیکا مقام ہوتا ہے
نتھی خبر یہ کہ سنبل بھی دام ہوتا ہے
ہمارے دور مین لبریز جام ہوتا ہے
یہ آستانہ بلندی مین بام ہوتا ہے

۱۵۲

آبلون سے خار صحرا ہی نہین سر کھینچئے — بیدرکے ستے بھی مجنون پر ہین خنجر کھینچئے

کیمیا گر روغن گو گرد احمر کھینچئے — ہم تری زلفون کو دھو کر عطر عنبر کھینچئے

ناتوانی کا برا ہو گو اثر ہوتا نہ کچھ — آزمانیکو تو نالے ہم سقر سر کھینچئے

ٹھوکرین کھائین ہین جو ہم بھی تو کیا عشق مین — آب ہو جاتے جو یہ آزار پتھر سے کھینچئے

شاعرونے تیری قد سے دی ہی جو تشبیہ یار — قمریون کو مر دہین سولی کے اوپر کھینچئے

دیکھکر وہ خال رخ ملتے ہین روغن ساز ہاتھ — ان تلون کا تیل کھینچتا تو مقرر کھینچئے

فکر معنے خیز صفحہ کو بناتی صید گاہ — دام ہو کر مرغ مضمون تار سطر کھینچئے

رعشہ پیری ہی وہ جوش جوانی کا عوض — اپنی بدمستی کا خمیازہ نکیونکر سے کھینچئے

بوالہوس عاشق کا جیتے جی نہین بنتا یان قبل — دوست ٹھیرے ہو تو دشمن پہ خنجر کھینچئے

جنبش مژگان سے چل جاتے ہین اہ جان پر — دل شکنجے مین ہین گیسوی معنبر کھینچئے

یاد کرتے ہین تجھے تنہائی مین اے نازنین — معتکف رہتے ہین ہم چلے ہین اکثر کھینچئے

ہجر کی شب مین ہے روز وصل کا انکھون کو شوق — دسترس ہوتا تو ہم دامان محشر کھینچئے

جب سے دیکھا ہی تجھے انکھون نے ای بالا بلند — قد کے سودے مین ہین تصویر صنوبر کھینچئے

زندگی مین سیر جنت کا جو ہوتا دل کو شوق — ہم تجھے اپنی طرف اے حور پیکر کھینچئے

مین اوڑا دیتا ہون انکو دیکے اک خط شوق — دام مین صیاد ہین جو جو کبوتر کھینچئے

پڑھی صورت آئینہ کرتا جو اوس محبوب سے — قبر سے مردہ ترا ہم اے سکندر کھینچئے

روشنی حسن کرتے آتش اپنی گور پر — شمع رویون کو شب آدینہ مر کر کھینچئے

خواب بدر گیا حالت بیداری بھی — کام رو تا کبھی منت کا تھا الصبیون پر مین

چھوٹ کر عشق کے پھندے سے ہون تنگ اے آتش — مجکو آزادی سے بہتر وہ گرفتاری تھی

آئے پریون تک تری جو بلا رسائی ہوئی — گل جو آئی تھی بلا آج ہی آئی

روز ہجران شب تاریک جدائی ہوئی — مرض عشق و طبیعت سے لڑائی ہوئی

قد موزون رخ رنگین جو دکھاتا تو نہین — سرو و قمری گل و بلبل مین جدائی ہوتی

دست محبوب کا مرجان نے دیا تھا دھوکا — پنجہ جیسا تھا جو دستے ہی کلائی ہوتی

چھین کر دل کو دیا خوب کیا ہم نے تحسین — مانگ کر ہم سے جو لیتا تو گدائی ہوتی

دولت اللہ کرتے جو طلب دنیا — نقش طوق نوزیجم طلائی ہوتی

نام رنگین مین تری ہم نے نہ دم مارا یان — کٹ انس اوکوتی ... جو تو صفائی ہوتی

ذات باری کو کیا ظلمتیان نے ثابت
عدل کرتے یہ اگر انکی خدائی ہوتی

چھوٹتے بند محبت سے گرفتار اگر
طوق سے گردن قمری کی رہائی ہوتی

عیش ہوتا کچھہ اگر غمکدہ دنیا مین
روح قالب مین خوشی سے نہ سمائی ہوتی

گھر گرا یا جو مرا سیل حوادث نے تو کیا
چار دیوار عناصر کی گرائی ہوتی

توڑتے آبلہ دیوانہ دست رنگین
خار پر تہمت انگشت حنائی ہوتی

غیر گھورے نگہ بد سے تجھے حیف ہے یار
آنکھ ہمسے جو لڑ آتا تو لڑائی ہوتی

اون عذاروں کی جو پاتی یہ صفا جنت آتش
یاسمین باغ مین پھولے نہ سمائی ہوتی

پیرہن تیرے شہیدون کے گلستان ہو گئے
زخم خندان غیرت گلہای خندان ہو گئے

آرزو ہی دل رہی نا آشنای گوش یار
حرف مطلب اپنے منہہ تک آکے دندان ہو گئے

حسن وہ شے ہے کہ تصویر مین بھی کرتا ہے اثر
چشم عاشق کی طرح آئینے حیران ہو گئے

منزل دل کی خرابی کا الم کیا کیجیے
کیسے کیسے خانہ آباد ویران ہو گئے

سیر نیرنگ جہان دیکھا کئے رندان عشق
شیعہ سنی ہو گئے ہندو مسلمان ہو گئے

عاشقوں سے پھیر رہنے کی سزا آخر ملی
چشم سے برگشتہ تیرے موے مژگان ہو گئے

کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانہ مین ہوا
سیکڑون مجموعۂ صحبت پریشان ہو گئے

آہ بر لب داغ بر دل بیکسی غربت نے کیا
شمع و گل ہم بر سر گور غریبان ہو گئے

موسم گل کر دیا اونکی قبا سرخ نے
چاک تا دامن ہزاروں ہی گریبان ہو گئے

لاش پر لاش نکلتی ہے تری کوچہ سے
بینی یار سے دعوے ہی گل زنبق کو
حسن سے اپنے وہ ناداں ہوا ہے آگاہ
بوسہ کا اوس لب شیریں کی زباں نام نلے
عشق محبوب میں غم ہے گسے مرجانیکا
طلب آرام کی بیجا ہے گرفتاری میں
شب ہجران کی درازی کا گلہ کیا کیجے
گوش وہ ہی جو سنا کرتا ہے افسانہ حسن

کیا تماشا ہے کہ پھر بھیڑ نہیں چھٹتی ہے
بیحیائی سے مگر ناک نہیں کٹتی ہے
آرسی سامنے سے اوسکے نہیں ہٹتی ہے
جان جاتی ہے مٹھائی نہیں کچھ بٹتی ہے
جان جاتی نہیں عاشق کی بلا کٹتی ہے
کب بھلا خانہ زنجیر میں چھت پٹتی ہے
خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہے
وہ زباں ہے جو صنم نام ترا رٹتی ہے

سائل دولت دنیا ہو نہیں اے آتش کیا
گنج قاروں سے بھی اوقات نہیں کٹتی ہے

۱۵۵

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خاک چھانی ہم سبکو جو نے مثل گرد باد
زہر کھا کر اک شکر لب پر موا ہوں دیکھنا
عالم اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن
ناتوانی سے فشار قبر کی طاقت نتھی
تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا
دیدہ و دل نے گھسیٹا کوچہ محبوب میں

خال مشکیں دلبری میں گوی سبقت لیگئے
وادی پر خار سے تلوے سلامت لیگئے
قبر پہ دشمن گھڑے بھر بھر کے نشتر لیگئے
چلتے چلتے آسماں سے ہم بھی خلعت لیگئے
گور میں بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے
صبح کو کوے اوٹھا کر شمع تربت لیگئے
کھینچکر مجھکو فرشتے سوے جنت لیگئے

بال ہیں ہری ... بیکار جواب نامہ قاصد ہو پھر
بعد مردن بھی رہیگا دل کو شوق قصر یار
سایہ بنکر روح پڑ جائیگی مری دیوار سے
عاشقوں کے دل کو بیکل کرتی ہے شوق خرام
وجد اہل حال ہے ... منکشف ہمکو ہوا

زلف مین لعل لب یار کا مشتاق دل
نذر کرتی ہے جو کچھ تو بدخشان پہ چلے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو ہمراہ جنون

قصد ہتا ہے یہی پاؤن نکو بیابان پہ چلے
رہنما جوش جنون ساتھ ہے بہار گل مین
طوق و زنجیر بھی مین تجھے زندان جیسے
زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش
بس بہت دیکھ چکا خواب پریشان چلیے
رنگ آئینہ انسان کی قسمت کا اگر سیدھی
موافق ہے زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدھی
زمین پر پاؤن رکھکر آسمان پر ناز کرتا ہے
مگر ٹھوکر سے چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدھی

١٥٦

شب کی شب مین ہو گئی اس رتبہ رات سنگلی
دم فنا ہوتے ہین دیکھو سے تمہارا بانکپن
غیر سے احوال پرسی یار کرتا ہے مری
دل کو داغ عشق حسن آیا زمانہ مین پسند
بے سبب مشق خرام ناز حضا کی نہین
حسن سے ساقی کے حاصل ہو گی کیفیات عشق
آرزومند شہادت ہون ارادہ ہے یہی
کی نہ جن آنکھون نے بلبل کی نگہ سے سیر باغ
لوٹ لینے کا ارادہ مردم دیدہ کا ہے
حشر کی گرمی مین تو یاد آئیگا اے قصر یار
خار خار دل ہی جاتی ہے ہماری جان پاک
آنکھ رغبت کی اگر میری طرح سے ڈالتا

صبح کو رونی ہوئی شبنم گئی گلزار سے
قتل کرتی ہے یہ شملے کی اٹک دستار سے
گوش گل بلبل کی سنتا ہے زبان خار سے
یہ شگوفہ لیجئے آکر ہم اس گلزار سے
کبک کو سیدھا کرو گی پاے کج رفتار سے
مست ہو کر جائینگے ہم خانہ خمار سے
بھیک مانگون زخم اے قاتل تری تلوار سے
ہمنے یہ جانا کہ نابینا گئین گلزار سے
سامنا تو ہونگہ کا دولت دیدار سے
دھوپ بچ جاتی تھی تیرے سایہ دیوار سے
دور کر یہ غنچہ سا گھونگھٹ گل رخسار سے
پھانسی و لوٹا برہمن کو وہ بت زنار سے

نیند آتی ہے کسے آتش فراق یار مین
خواب کو نفرت ہے اپنے دیدۂ بیدار سے

کوچۂ یار مین چلیے تو غزل خوان چلیے
دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
پاؤن مین تاب ہے رفتار کی طاقت باقی

بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیے

کیفیت صبح وطن [illegible] کرو یا غربت کی رات
آتش گل [illegible] ساتھ [illegible]
[illegible] سو دی ہین کھلا [illegible]
کھیلے [illegible] ہین [illegible]
باغ عالم مین [illegible] سبب [illegible]
[illegible] نخل ان سبب [illegible]
سامنا ہوتا [illegible]
[illegible] دیدہ [illegible]
[illegible] ہین اور [illegible]
دون عاشق [illegible]
[illegible] اندھیری رات ہین اور [illegible]
[illegible]

کوچہ تیرا عیش باغ ارم پایا بڑا یا ہے	چشم اشک آلود عاشق اوسمین ہوتی جھیل ہے
آفتِ جہان سامنا اوسکا ہی انسان کے لیے	خوبصورت جسکو کہتے ہین وہ عزرائیل ہے
معنی توریت سو سائی سمجھتے ہین تجھے	واسطے عیسائیون کے مطلب انجیل ہے
بلبل و قمری ہین نالان راہ کو ہی یار ہین	گل جو ہی سنگ نشان ہی سرو ہی میل ہے
گرد رہتے ہین ستارے رات بھر پروانہ دار	ماہ تابان کو نسے دروازے کی قندیل ہے
جلوہ قربانیانِ عشق کسدن وہ ان نہین	روز اوس یوسف کی کو مین عید اسمعیل ہے
کیا سمجھ کر بلبلونکو حسن ہے اسکے ہی عشق	چار دن مین رنگ رخسار چمن تبدیل ہے
عشقبازی مین ہمین فرہاد و مجنون سے ہی فوق	لیلی و شیرین سے تمکو حسن مین تفضیل ہے
بے سر و پائی ذرہ پایا ہے یہ عالم مین رواج	پا جو ہے بے کفش ہے سر ہے سو بی مندیل ہے
بادشاہِ وقت اوسکی شیفتہ ہین اے صنم	گیسوؤن کا تیری سودا ہند کی تحصیل ہے
شعر الہامی یہ پہنچاتی ہی وہ لاتا تھا وحی	فکر عالی منزلت بھی ہمسر جبریل ہے
راہ پر لاے ہین جب گمرہ ہوا ہی آسمان	بیشتر ہمنے بنایا ہی جو بگڑا نیل ہے
جو کہ دیوانہ ہی حاضر ہو وہی بازیگاہ مین	لڑکون کو چھٹی ہی روز جمعہ ہی تعطیل ہے
عشق کے غم سے کوئی نعمت نہین لذیذ تر	نوش کیجے اس غذا کو جس قدر تحلیل ہے
منتظر ہے چشم روزِ وعدہ دیدار کی	گوش مشتاق صدائے صور اسرافیل ہے

بیشۂ عشق و جنون کی سیر کے قابل ہے تو
شیر کے مانند آتش تجھمین زور فیل ہے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] بو دی ہے [illegible]

آتش
١٥٧

ظلمے اون آنکھون کی ہین پیوند ابروؤن کو شمشیر
خوب صورت شیر جیسے ہو جاتا ہے در محراب سے
جسم خاکی ہو گیا وحشی اگر [illegible] ہین گور سے
کھینچی آخر [illegible] کشتی جہاز گرداب سے
حسن اگر چاہے لگے عاشق نوازی کا چلن
کبک مردہ کا کفن ہو چاند مہتاب سے
جان بخشی عشقبازی مین قطعہ [illegible]
دوستی لکھتا ہے دل اوس دشمن احباب سے
بوسہ دینے کا نہین ہرگز [illegible]
تشنہ لب محروم پھر تا ہے [illegible]
بوسہ [illegible] رخسار روشن [illegible]
[illegible] آتش کیا [illegible]
دل [illegible] اس عالم [illegible]
حافظ [illegible]
گل [illegible] افزون [illegible]
بھول [illegible] تری بو تو تری خو [illegible]
شیفتہ سبزہ خط کا [illegible] دل [illegible]
بسکہ شعور [illegible] آپ سے بو تو [illegible]
ہمنشین

قالب بیجان کے منظور پیراہن میں ہے
یار کی تصویر کھنچواؤن تو کہتا ہے وہ شوخ

بوسے اب سدرہ و کافور پیراہن میں ہے
عطر کا ملتا ہے غافل آخر کار ایکدن

روح قالب مین نہین زنبور پیراہن میں ہے

بچار دیوار چمن ہے یان لباس خستہ تن
داغ کا گل زخم کا انگور پیراہن میں ہے

شبنمہ ہوجاتا ہے مجکو شمع کا فانوس مین
نور کا عالم ترا اے حور پیراہن میں ہے

ناتوانی سے ہے یکسان ظاہر و باطن مرا
تار پیراہن تن رنجور پیراہن میں ہے

عالم نیرنگ ہے بینا طبائع مختلف
تنگ ہے غنچہ تو گل مسرور پیراہن میں ہے

ہمنشین دل نہین اک آبلہ سا پکتا ہے
نہ تو بلبل نظر آتا ہے چمن مین نہ تو گل
کام اک آبلہ کا اسسے نہین ہوتا ہے
بدسرشتون کو نہ نیکون کا اثر ہو ہرگز
گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک اخگر ہے
زاہد خشک سے گے ایمان کا یقین ہو کیونکر
پاخراشی ہے مری کوہکنی سے افزون
باغ عالم مین جو راحت ہے تو پھر رنج بھی ہے
ایک دن دعوت جنازۂ لیلی ہوگی
دیکھتے ہی انہین تلوے مری کھجلاتے ہین
خار خار غم الفت کا اثر کیا کہیے
کیا سمجھ کر انہین خوش چشمون سے نسبت دیجیے
جو نہ دی رنج کسیکو وسی ہوتا نہین رنج

جبین آتا ہے بھرون جیرکے پہلو کانٹے
اک طرف برگ خزان ڈھیر ہین یکسو کانٹے
نہین معلوم ہین کس درد کی دارو کانٹے
صحبت گل سے ہوئین کبھی خوشبو کانٹے
پاؤن سے میرے تہی کرتی ہین پہلو کانٹے
نہ مسلمان ہین ثابت نہ تو ہندو کانٹے
پہلے پیدا تو کرین قوت بازو کانٹے
تا کمر گل ہین تو یان تا سر زانو کانٹے
اسلیے بیچمین مجنون ہی یہ ہر سو کانٹے
اے جنون جانتے ہین کیا کوئی جادو کانٹے
نکلے آخر مرے تن پر عوض مو کانٹے
پھول یہ سوچتے ہین کھاتے ہین آہو کانٹے
پاؤن پر میرے نہین پاتے قابو کانٹے

یارہ واغیارہ کور و پوشی ہے مجسے آتش
گل ہی یان سامنے آتا ہے نہ بر رو کانٹے

وہم سا اک اہی بت مغرور پیراہن مین ہے
شمع ایمن وہ سراپا نور پیراہن مین ہے

نام کو میرا تن رنجور پیراہن مین ہے
داغ سینہ یان چراغ طور پیراہن مین ہے

[illegible]

[illegible]

رسوا جکو رہے ہون سبع اوسکے عشق مین
پھچانتا ہے خوب وہ رنگ قمر مجھے

لب بند ہو گیے لب شیرین کے وصف مین
میسر ادہن ہوا گرہ نیشکر مجھے

کس ست کا خیال ہون پیران پارسا
عینک کی طرح رکھتے ہین پیش نظر مجھے

پیری مین جب سکی جو نہ روٹی تو آئی یاد
دانتون سے کھولنی گرہ نیشکر مجھے

برسون سے مین خراب ہون دل کی تلاش مین
رکھتا ہے شوق کعبہ میان سفر مجھے

سودے سے مین تیغ ابرو خمار یار کے
گردن وبال ہو گئی ہے بوجھ سر مجھے

دونون جہان کی کام کا رکھا نہ عشق نے
دنیا و آخرت سے کیا بیخبر مجھے

واماندگی سے میرے نہ نالان ہوی جرس
منزل مین سب سے دیکھیو تو پیشتر مجھے

معشوق تھے غرور سے آزار تھا تمھین
شکوہ نہین ہے تمنے نہ پوچھا اگر مجھے

حلقون سے زلف یار کے تھرا رہا ہون مین
پھانسی نہ دین کھین یہی رہتا ہی ڈر مجھے

ملتا نہین ہے دل ہی بھی میرا مزاج
صحبت کا تیرے یار ہوا ہے اثر مجھے

طالب نہین ہی دولت دنیا کا دل میرا
اوس سیم تن کا وصل ہے تحصیل زر مجھے

جب دیکھتا ہے یار تو ہے دانت پیستا
ڈوبونگا مین ڈبوئیگا آب گہر مجھے

شمشیر خارجی نہین ہونیکی کارگر
حب علی کی کافی ہے آتش سپر مجھے

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھون مین سیہ ہے
شب تاریک مرقد دیکھتی ہی یار کو دیکھے

چراغ لالہ چشم غول ہی گلزار جنگل ہے
دم آخر ہمارا عاشقی کا روز اول ہے

۱۵۹ آتش

وہی عالم ہے ابتک خاکساران محبت کا
وہی نقش قدم کی خاک پیشانی کا صندل ہے

ہوا ہے آج مجنون عشق مین لیلے کے دیوانہ
پر زنجیر اوسکی گردن مین مرے طفلی کی ہیکل ہے

اندھیری رات مین دیتی ہے وہ عارض روشنی مجکو
فروغ حسن سے کاکل پر نور مشعل ہے

بہار آئی ہے ہنگام جنون کا [illegible]
مسلسل ہون مین دیوانہ در زندان مقفل ہو

تفاوت [illegible] آئینہ و آئینہ رو مین

[illegible]

دور ہون یکجائی پہ بھی صورت فانوس شمع
ہے بغل مین یار پر خالی مرا آغوش ہے

کشور خوبان مین گئے زیست دونون ہین خراب
بار خاطر زندہ ہے مردہ وبال دوش ہے

جان جاتی ہے ولیکن آہ دل کرتا نہین
ناقہ لیلی روان ہے پر جرس خاموش ہے

کوچہ و بازار مین رسوا نکر عاشق کو تو
اے صنم اللہ کو سنتے ہین پردہ پوش ہے

عاقل اتنے تو بکار خویش ہم دیوانے ہین
ہو سہم گل تنگ گریبان پھاڑنیکا ہوش ہے

حال دل سنکر چپکا ہو رہا مین خوش ہوا
نیم راضی کا نشان یعنی لب خاموش ہے

روتے روتے پانی ہو کر بہ گیا آخر کو مین
قصر تن کی ڈھانیکو سیلاب دل کا جوش ہے

ضعف پیری سے نہین ہوتا ہے قد انسان کا خم
توڑتی آخر کمر کو حسرت آغوش ہے

درد دل کہنے کی خو مجکو نہ سننے کی اوسے
عہد مین میری زبان نایاب و عقل گوش ہے

ہون وہ دیوانہ گرفتاری ہے جسکو زندگی
طوق کا حلقہ پری کا حلقہ آغوش ہے

موت کا سامان ہے بے یار سامان نشاط
لب تو ساغر نوش ہین پر دل امل خون نوش ہے

گور مین کیونکر قوی ہووے نہ امید وصال
رات اندھیری ہے چراغ خانہ تک خاموش ہے

ناگوار آتش ہے اپنی ہمت مردانہ کو
باندھنا مضمون غیر اوترن کی پاپوش ہے

فصل گل ہے خون حیض دختر رز کا جوش ہے
گردن قاضی مین دست رند ساغر نوش ہے

یار سے دست و بغل ہوتا ہے عنقا کا شکار
تنگ اوس گل کی قبا سے بھی مرا آغوش ہے

حال دل ہوتے ہین حسرت کی نگاہون سے عیان
میری اوسکی گفتگو مین اب زبان خاموش ہے

مردہ کی بیکس کا دریا مین بہایا جائیگا
چین جاب بحر کو دیکھا سر اپا دوش ہے

گفتگوے اہل غفلت کی حقیقت کچھ نہین
خواب مین چلاتے ہر چند آدمی خاموش ہے

اہل دنیا حال ہمدیگر سے کیا ہون مطلع
مجلس تصویر مین کسکو کسیکا ہوش ہے

یار سرگرم خرام ناز مین محو جمال
گوہر جان گرامی صدقہ پاپوش ہے

خون تیغ زنونکی دم شمشیر سے ٹپکے
کیا کیا نہ کمان دار ترے تیر سے ٹپکے

وہ حسن جوانی ہے نرا طفل کے مانند
دیکھے سے جسے رال لب پیر سے ٹپکے

دیوان مین ہمارے ہی مرقع کا سا عالم
مضمون ہین بس چاندسی تصویر سے ٹپکے

شب باش ہون سایہ ہٰی جسکے مین ملا کبش
شبنم سی وہ چھت شامت تقدیر سے ٹپکے

بیرنگی رہی تذ نظر گو سحر و شام
رنگ شفق اس سقف زمین گیر سے ٹپکے

کٹواتی ہے سر شمع جو ثابت قدمی سے
آنسو بھی نہ اندیشۂ گلگیر سے ٹپکے

وصف لب شیرین جو کرم اپنی زبان سے
یون شیرۂ جان جسکی کہ تقریر سے ٹپکے

آہن کو کیا آب تب حا جنون نے
قطرے ہیسے دانے مرے زنجیر سے ٹپکے

غصہ سی بھی گر تب نجیے سرخ آنکھون کو صاحب
خون بھی مژۂ عاشق دلگیر سے ٹپکے

ہو پ تجھے نہ بھوون پر سے جو رومال پسینا
آب ابروِ خمدار کی شمشیر سے ٹپکے

ب جسنے کہ لکھا او سکو نہایت ہی وہ رو دیا
آنسو مری حالات کی تحریر سے ٹپکے

کٹوائے جو بشاشی سے سر میری طرح شمع
تا دم ہو پسینا رخ گلگیر سے ٹپکے

دیکھے نگہ بد سے جو عیسےٰ نفسون کو
کوڑہی کی طرح شومی تقدیر سے ٹپکے

ہے ہمسے غریبون نے پی سیکڑون جھو
اس تابش خورشید کی تاثیر سے ٹپکے

اوس ہست کو ہو نیمہ نگہ کا جو نشانہ
مے چشم کباب دل نخچیر سے ٹپکے

شکل شفق چرخ وہ مہر آسے لب بام
رنگ اثر اس نالۂ شبگیر سے ٹپکے

گر ابر سیہ جھومتا آتا ہے تو برسے
یہ فیل سیہ مستی کی تاثیر سے ٹپکے

۱۶۱

[illegible]

چلایا جو جرس کی طرح سے پکار ہے
نازک دلون کو شرط ہے آتش خیال یار
شیشہ خدا جو دے تو پری کو اوتارئیے
یار قاتل ہے تو کی موت سے پرہیز ہے
سر تشنق ہے اگر مژگان کا خنجر تیز ہے
توڑیے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آ چلی جوش جنون کا ... تیز ہے
طول عمر خضر دے ہمکو خدا ...
چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہے

چلی ہے ایسی زمانے مین کچھ ہوا اولٹی	کہ سیدھی باتین سمجھتے ہین آشنا اولٹی
بیان حالتِ دل پیش یار ہو نہ سکا	زبان کبھی نہ دمِ عرض مدعا اولٹی
نہ روزِ ہجر ہی کچھ خوب ہے نہ شامِ فراق	گلیم بخت سیہ سیدھی ہوے یا اولٹی
نگاہ ناز ہی ترچھی کچھ اوس صنم کی نہین	خلاف عشوہ و انداز ہے ادا اولٹی
ہمارے خون سے ہو گو دست و پاے قاتل سرخ	نصیب اپنے پھرے قسمت حنا اولٹی
کسیطرح سے نہ ٹوٹا طلسمِ حسرت و یاس	درِ قبول سے ٹکرا کے سر دعا اولٹی
خلاف وضع ہے انسان کے واسطے معیوب	بدن کی زیب نہو وے کبھی قبا اولٹی
شبِ فراق مین مین نے جو منہہ لپیٹا ہے	خیال وصل مین پہرون نہین ردا اولٹی
گلہ ہے حشر کے دن ہمکو سخت جانی سے	ہزار بار پھری آ کے گر قضا اولٹی

نگاہ یار کی پھرتی ہے ہم سے اے آتش
زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا اولٹی

سر شمع سان کٹائیے پر دم نہ مارئیے	منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہارئیے
مقسوم کا جو ہے سو وہ پہونچیگا آپ سے	پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پسارئیے
طالب کو اپنے رکھتی ہے دنیا ذلیل و خوار	زر کی طمع سے چھانتے ہین خاک نیارئیے
برہم نہو مزاج کسی وقت آپ کا	ابتر ہوئی ہین زلفین نہایت سنوارئیے
بیوجہ رنگ زرد نے دی تہمت طلا	اک عمر میری خاک کو چھانین گے نیارئیے
نرگس کو صدقے کیجیے بیمار چشم کے	زلف سیاہ پر سے سنبل کو وارئیے

[illegible]

منزل مقصود تک اللہ تو پہنچا ہی نہین
عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجیے
ظلم کرتے ہین بتان سنگدل پھر نمود
فکر کی وقت سے یان طبع روان آ گئی نہین
بلبل بستان کے نالہ سے آتی ہے صدا
اشک کو شامل ہو خضاب دل پروانع بھی

وقت شب ہم کا ابر ہے صحرے آفت خیز ہے
کوہکن او سپر مرے جو کشتہ پرویز ہے
شہرۂ آفاق خون خلق سے چنگیز ہے
توسن چالاک کو کیا حاجت مہمیز ہے
گوش گل ناآشنا ہی حرف شوق آمیز ہے
الحذر اے آستین یہ آب آتش بیز ہے

تختہ پارہ کی طرح ہی حال دل آتش نبار
بیقراری لجہ دریائے طوفان خیز ہے

کوچہ یار کے نظارہ مین اغیار او لجھے
پائے قاتل پہ الٰہی سر شعبہ درت جھکے
چین جبین پر نہو ہر چند وہ ابرو کج ہون
فرصت وقت ہی تدبیر کی خاطر لازم
باغبان نفس سے ترے شیفتۂ زلف ای گل
جوش اشکون کا یہی ہے تو یقین ہے دل کو
ناتوانی نے یہ دم بند کیا تار نفس
کفر و اسلام سے آزاد ہون دو قید ہو نہین
روئے رنگین سے تری باغ مین وا ہو جو نقاب

سیر گلزار مین دامن سے مرے خار او لجھے
رگ گردن سے مری خنجر خونخوار او لجھے
بھون نہ ٹیڑھی ہو جو زلف سیہ یار او لجھے
پھر سلجھتے نہین جب آنسوؤن کے تار او لجھے
سنبل الطیب کے ہو ہو کے خریدار او لجھے
دامن سیل سے خار سر دیوار او لجھے
سینہ مین صورت موے سر بیمار او لجھے
مجھسے کافر ہی نجھگڑے نہ تو دیندار او لجھے
صحبت گل سے دل بلبل گلزار او لجھے

١٦٣

سیر بام عرش کی دکھلائی ہی دل کی راہ
صاحب تاثیر کو کیا نزدبان درکار ہے
قیمت دل ان بتون سے کیا سمجھکر مانگیے
رہزنون کو مفت مال کاروان درکار ہے
خالی ہاتھ آئے ہین خالی ہاتھ عاشق جائینگے
وان بجز منظور تھا ہمکو نہ بان درکار ہے
ابرو و مژگان معما ہے جو تو سمجھا ہے
ترک حسن یار کو تیر و کمان درکار ہے
شہر و صحرا مین پھرا کرتا ہون اس تدبیر سے
وہ جگہ دیکھون مری مٹی جہان درکار ہے

ناله بلبل

[illegible] کوچۂ جانان مین جو نہین جا خالی
[illegible] فردوس مین [illegible] حور سے خالی
[illegible] مہر و وفا سے نہین دنیا خالی
[illegible] نہین [illegible] خالی
[illegible] عالم بالا خالی
[illegible] تنہائی مین [illegible] صورت دنیا خالی

[illegible] گردش چشم بتان گردش ساغر بھی نہین
نظر آیا یہ مجھے گنبد مینا خالی
[illegible] پہلو مین ہر اک نام [illegible]
[illegible] بعد فنا گور مین بھی جا خالی
[illegible] مجھے [illegible] جلا دین [illegible] ہو نہین
[illegible] مجھی نہین [illegible] عہد مین دینا خالی
[illegible] الفت کی تڑپ سے
سوکھ جاتے ہین کنوئین ہوتی ہین دریا خالی

نالۂ بلبل کو سنکر اف نہین کرتا کبھی
گوش گل کے واسطے آتش زبان درکار ہے

شب برات جو زلف سیاہ یار ہوئی
جبین سے صبح مہ عید آشکار ہوئی

یہ سرخ نشہ مین چشم سیاہ یار ہوئی
زیادہ تر شفق شام سے بہار ہوئی

تپ درون نے رکھا نشان تک باقی
ہمین حرارت قلب آتش چنار ہوئی

گذر ہوا جو کبھی مرقد غریبان پر
گھٹا مین پھوٹ بہین برق بیقرار ہوئی

شب فراق کی ظلمت جو آئی گو مین یاد
سفیدہ صبح کا تاریکیے مزار ہوئی

پیادہ پا جو چمن مین بہار کو دیکھا
ہوا کے گھوڑے پہ اوپر خزان سوار ہوئی

بڑی خرابی و جانکاہی سے لے کاٹا
شب فراق مجھے نیل کا شکار ہوئی

زمین کو زلزلہ آ یگا چرخ کو چکر
ہماری روح لحد مین جو بیقرار ہوئی

شب فراق کی صدمون سے جان بچ جاتی
عنان مرگ نہ انسان کے اختیار ہوئی

وہ کوہ ہو نہین پر کاہ ہے گران جسکو
وہ کاہ ہون کہ کوہ پہ جو بار ہوئی

بھری ہی دل مین ہوس آرزو شہادت کی
تڑپ گیا مین جو تلوار آبدار ہوئی

یہ کیسا تیشہ سے فرہاد نے وا سے کاٹا
بلند و پست بہت راہ کوہسار ہوئی

وفا سرشت ہون شیوہ ہی دوستی میرا
نہ کی وہ بات جو دشمن کو ناگوار ہوئی

سنا ہے قصۂ مجنون و وامق و فرہاد
کسیکو عاشقی آتش نہ سازوار ہوئی

ردیف ی ۱۶۴

[illegible] افلاک سے
[illegible] خالی
[illegible]
[illegible] خالی
[illegible]
[illegible] خالی
[illegible]
[illegible] خالی
[illegible]

[illegible]

اے فلک یہ ہنسنے رونے عیان ہی پیرانہ سر گریہ ہے
نہین رکھتے ہین اسیری کی ہوس مرد فقیر
جوش سے اشکون کے پھر جائیگا سر پر پانی
دیر و کعبہ مین اون آنکھون سے نہین حلقۂ در
فرقت یار مین کرنی ہے قیامت برپا
مرض عشق سے بچ جاوین جو تم دلوا دو
چین لینے نہ دیا درد جدائی نے کبھی
نہین بھولا ہے جنون مین وطن اوڑھانا
نام کو بھی ہے اجباب مین اپنے کہلے

سونپا کیا ہے کفن دزد کا اسباب مجھے
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے
کھینچ لیجائیگا دریا مین یہ سیلاب مجھے
کوئی ابرو سی دکھاتا نہین محراب مجھے
روز محشر سے نہین کم شب مہتاب مجھے
صدقہ اپنے لب جان بخش کا عناب مجھے
کب مین سویا کہ جگایا نہین بد خواب مجھے
یاد ہے بر ہے صحبت احباب مجھے
ذرہ سمجھا ہے وہ مہر جہانتاب مجھے

دل غنی چاہیے کو ہون مین فقیر اے آتش
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

برق بے پردہ اگر چہرۂ نورانی ہے
ایک عالم ہے صنم بسکہ ترا فریادی
دل کے خون ہونے سے اے جان اتنا گھبرا
یار جلادی مین یکتائے زمانہ ہے اگر
حال پر اپنے کسی وقت تو کر چشم کو تر
صورت غنچۂ گل ہے دل بستہ میرا

پردہ پوشی تری تلوار کی عریانی ہے
عرصۂ حشر رعب تو خانۂ سلطانی ہے
ایک دن تو بھی غم یار کی مہمانی ہے
واجب القتل نہین کوئی بہر اثنانی ہے
ہے بھرا اندھا وہ کنواں جس مین نہین پانی ہے
مجکو واشد کی طلب سکر پریشانی ہے

۱۶۵
کلیات آتش

صورت یار مین اے [illegible]
حالت نزع سے مشکل مری آسانی ہے
سر جھکا کر جو ہوئی سمجھ کو پشیمانی ہے
آئینہ دیکھ کے ہوا یار کو حیرانی ہے
دل سا دشمن [illegible]
[illegible] مجھے الفت روحانی ہے

[illegible]

کعبہ سے دیر دیر سے کعبہ کو جا چکے
کیا کیا نہ اس دو راہی مین ہم پھیر کھا چکے

گستاخ ہاتھ طوقِ کمر یار کی ہو کی
حد ادب سے پاؤن کو آگے بڑھا چکے

کنعان سے شہر مصر مین یوسف کو لیگئے
بازار مین بھی حسن کو آخر دکھا چکے

پہنچے تڑپ تڑپ کی بھی جلاد تک نہ ہم
طاقت سے ہاتھ پاؤن زیادہ ہلا چکے

ہوتی ہے تن مین روح پیام اجل سے شاد
دن وعدہ وصال کے نزدیک آ چکے

پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو کہین
ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے

دیوانہ جانتے ہین ترا ہوشیار او نہین
جامہ کو جسم کے بھی جو پرزے اوڑا چکے

ہیوجہ ہر دم آئینہ پیش نظر نہین
سمجھے ہم آپ آنکھو نمین اپنے سما چکے

اوس دلربا سے وصل ہوا دیکے جان کو
یوسف کو مول لیچکے قیمت چکا چکے

اوٹھا نقاب چہرہ زیبا سے یار سے
دیوار و دریان جو تھی ہم اوسکو ڈھا چکے

زیر زمین بھی تڑپین گے ای آسمان حسن
بیتاب تیرے گور مین بھی تاب لا چکے

آرائش جمال بلا کا نزول ہے
اندھیر کر دیا جو وہ مستی لگا چکے

دو ابرو اور دو لب جان بخش یار کے
زندون کو قتل کر چکے مردے جلا چکے

مجبور کر دیا ہے محبت نے یار کی
باہر ہم اختیار سے ہین اپنے جا چکے

صدمون نے عشق حسن کے دم کر دیا فنا
آتش سزا گناہ محبت کی پا چکے

زلزلہ گاہ گہے چشمہ خون جاری ہے | گور پر بھی مری مردی کا قدم بھاری ہے

وصل مین ہجر کا دھڑکا ہے بجا جی کو
چار دن چاندنی ہے چار دن اندھیاری ہے
سایۂ دامن جلا دین ٹھنڈا ہو لون
منزل سخت ہے پشتارہ بہت بھاری ہے
نیست ای پردہ نشین تجھے نہین یوسف کو
قدر اوس کی نہین جو حسن کے بازار کی ہے
دل لگا کا ہک وہ بلا کو ہے خدا خیر کرے
بد بلا حاکم ظالم کی خریداری ہے

١٦٦

گرد پھرنا تیرا ای مت عاشقون کو ہی طواف
دشمن جان سنتی تھے مہر و محبت کا مزہ

ایک بوسہ بھی غنیمت ہی لب جان بخش کا
غیر عاشق دیکھ سکتا ہی تجھے کون ای حسین

قید عفت مین ہی وہ محبوب عاشق جان طلب
کھینچ لائی یار کو بھر دی مرا زخم فراق

عالم محراب کعبہ ابروؤن کی خم مین ہے
چکھ کی دیکھا تو حلاوت شہد کی اس سم مین ہے

وہ کرے تکرار صحبت جسکو بیش و کم مین ہے
ایسی یار آئی نظر کب چشم نامحرم مین ہے

نزع مین بیمار عیسی دامن مریم مین ہے
وہ اثر ہو جذب دل مین جو اثر ہم مین ہے

قالب خاکی کو تو سنتے ہین آتش زیر خاک
کچھ نہین معلوم ہمکو روح کس عالم مین ہے

الہی لفے گیسوے دلستان کاٹے
برنگ غنچہ پژمردہ دل گرفتہ چلے

لگا دے پہلے ہی تیشہ کو اپنے سر کا شق
کہیگا اوس سے پیام زبانی کیا قاصد

منہ آئینہ مین جو دیکھے وہ غیرت یوسف
ہزار بار اگر زندہ ہون سنئے سر سے

نکل چلا ہے حسینون کے قد موزون سے
خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل

تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن مین

اجل کہین مرے پاؤن کی بیڑیان کاٹے
شگفتہ ہونگے نہ وہ دن بھی ہنسی یان کاٹے

بڑا پہاڑ یہ فرہاد خستہ جان کاٹے
جو ذکر سے مرے غماز کی زبان کاٹے

ادھر یہ اور ادھر عکس انگلیان کاٹے
تو پھر بھی مردہ مرا بھر امتحان کاٹے

درخت سرو کو تھوڑا سا باغبان کاٹے
تڑپ تڑپ کے کہان تک یہ نیمجان کاٹے

شہید ناز جو یاد آئے ارغوان کاٹے

تجھ سے خفا ہون رہتا ہون گرفتہ رہا
پہلے وحشت دل ایسی جو صحرا کی طرف
فرش آنکھون کو کرون پای غزالان کے تلے
نیند آتی نہین اک دم اوسے گل کے بغیر
اس قدر دانت مرے قتل پر اوی یار نہ پیس
آسمان میری طرف سے نہ عداوت رکھے

مشق طفلان ہے خط شوق ہمارا آتش
پڑھ سکے یار نہ ہر چند نظر تک پہنچے

ابلیس حسد سے ہاتھ ہے ہر بار میں بسری
تعبیر کیا دخل ہے تقریر میں میری
خال رخ محبوب کے مضمون میں یکتا
نقطہ کی جگہ ابر ہیں تحریر میں میری
معشوق بھی کوئی نظر آتا ہی نہیں
اوقات بسر ہوتی ہے کشمیر میں میری

١٦٩ [illegible]

بدلا لعل لب یار کے اوپر مستی	سرمہ آسیب پری سایہ مژگان کے تلے
لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیرین	ذائقہ بس ہے زبان کا مری دندان کے تلے

بخت بد نے مجھے ہر چند مٹایا آتش
رہ گیا نام مرا گنبد گردان کے تلے

ابھی زندہ ہم اگر یار کے در تک پہنچے	مردہ بھی اوٹھ کی یقین ہی کہ نہ گھر تک پہنچے
شعلہ حسن نے کی ہے یہ حرارت پیدا	آگ لگ اوٹھے جو پردہ کبھی در تک پہنچے
حسرت بوسہ سے پانی مرے منہ میں بھر آے	دہن مور اگر تنگ شکر تک پہنچے
دم آخر ہی دہ کاش آئے گا کچھ نہیں بہر	دوست رخصت کو جو ہنگام سفر تک پہنچے
منت سفلہ اوٹھائیں نہ کبھی عالیجاہ	اوڑ کے کاغور کہ مان داغ قمر تک پہنچے
گرم ہو غنی نکر اے یار کسی سے یہ نہو	آگ لگ کر مرے گھر غیر کی گھر تک پہنچے
موت ہی آئی جو آنسو نہیں تھمتی یارب	دامن خاک ہی اس دیدہ تر تک پہنچے
صورت آئینہ حیرت سے ہوئے ہیں بیخود	سامنے سے ترے پھر کر ہیں جو گھر تک پہنچے
دل خونخوار سے ہوتی ہی کدورت کو کی دور	زنگ شمشیر نہ نکلے جو جگر تک پہنچے
آئینہ آپنے دیکھا ہی تو توڑیں اوسکو	تم سے منہ پھیر کے ثابت نہ یہ گھر تک پہنچے
بان کھینچی کی خوشی ایسی ہو نوبت رکھون	نوبت شام جدائی جو سحر تک پہنچے
رگ گل کہتے ہیں شاعر کبھی تار سنبل	دست کوتاہ نہیں تیری کمر تک پہنچے
خدمت یار میں ہوا پنی رسائی یارب	مہر تک ذرہ جو کو راوڑ کے قمر تک پہنچے

نالان و شکوہ سنج نے ہمیں برباد کر دیا
رنج خمار اوٹھانے کی طاقت نہیں مجھے
بے عشق لوگ کہتے ہیں یاہ چہار دہ
اوس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی
سر سبز نہیں ہوا تجلی سے طور کے
تمام شب فراق سے پیدا ہوئی جو لوگ
اوس شہر کا راہ رو جسم گداز و صاف
افعی ہے زلف خال ہے افعی کی مہر رنگ
آنکھوں میں اپنے رکھتے ہیں اہل نظر اوسے
انعوان و ہر سے عجب اسکا نجات ہے
معنی کے شوق میں جو ہوا دل کو میل فکر
سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا
تنگ ہوتا ہے ہاتھ کا ہوئی جو ای صنم

مثل حباب اوٹھ گئے خیمہ نکال کے
پیتا ہوں میں شراب میں بھی لوٹ ڈال کے
سنگ مقرر ہوئے ہیں تمہارے کمال کے
تو دوست لگائے خاک شہیدان کلال کے
ہم بھی ہیں سوختہ تری برق جمال کے
آئی ہوئی بلا گئی سر پر سے ٹال کے
اللہ نے بنایا ہے سانچے میں ڈھال کے
عقدے کھلے یہ فکر سے اوس زلف خال کے
سرمہ ہوئی ہیں پسے ہوئی تیری چال کے
یوسف کی فکر میں جو پھرے گرد بال کے
تصویر شعر نبکی ہے پتلے خیال کے
ڈھیلے لگاتے ہیں مجھے دیدہ غزال کے
پنجہ میں آفتاب کے ناخن ہلال کے

آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہے صاف
حیران کار ہم بھی ہیں آتش کے حال کے

رخصت یار کا جس وقت خیال آتا ہے
عمر رفتہ کو مجھے یاد دلا جاتا ہے
آتش گل سے کیا ہے مری طینت کو خمیر
دامن باد بہاری سے مجھے بھڑکاتا ہے

۱۶۹

آرزو شمع روا عشق کی بیماری کی تھی
جلتی تھی اسمیں مگر شربت دیدار کی تھی
جائے ہر موی تن ایکاش میں گردن رکھتا
آب ابرو کی ہر اک بال میں تلوار کی تھی
آرزو رہ گئی اوس کوچہ میں پامالی کی
دھوم ہی دھوم فقط چرخ جفاکار کی تھی
دل دیوانہ زبس عشق صنم رکھتا تھا
ہر نفس کاٹی نزل مجھ کو کیا کی تھی
کیا بن ... گلستان شکستہ قفسوں کو صیاد
دل مرغان گرفتار کی تھی

چھپے کنج قفس مین بھی رہی باغ کی مین
تیغ ابرو سے مجھے قتل کیا قاتل نے
مصلحت تھی رہی جو کچھ کہ کیا جس سے سلوک
راہ صحرا مین جنون کیون نہ کھے سرشتہ
شب جو تھی پیش نظر صورت زیبای حبیب
طرہ سمجھا کیے مضمون کو ہم کے شاعر
جو محبت کی نظر سے تجھے خریدار لے یار

سر بلبل مین ہوا تھی وہ جو گلزار کی تھی
وہ سزا دی جو محبت کی گنہگار کی تھی
دل جو تھا یار کا تھا جان جو تھی یار کی تھی
جستجو آبلہ پایون کو تری خار کی تھی
روشنی گھر مین مری چاند سے رخسار کی تھی
چست اس طرح کی بندش تری دستار کی تھی
پھونک دیتی اونہین گرمی تری بازار کی تھی

طور پر بھیجو آتش کو عزیزو تم دفن
آرزو اوسکو بہت جلوہ دیدار کی تھی

ہر دم تیغ درون سی ہم آفت طلب رہے
جاگی ہے تو نے منزل دل مین ہواے صنم
دامان دوست کی ہے سکندر کو آرزو
اللہ ری بے نیازی محبوب آفرین
معدوم جوش گریہ سے کیا ہو بخار دل
مانع تھا عرض حال کا از بسکہ عیب حسن
روپوشی حبیب کا کشتہ ہون چاہیے
عزلت گزین کو عیب لگاتی ہی سرکشی

اے دشمن حیات جگر مین جو تب رہے
آنکھون کا بھی حجاب یہ ہے جیسے اب رہے
باہر کفن سے ہاتھ نہین بے سبب رہے
دل سے قریب ہو کے کوئی دور جب رہے
کچھ گرد تو نہین جو یہ بار ان سے دب رہے
منہ دیکھتے ہی یار کا محفل مین سب رہے
مردہ بھی بے چراغ مزار شب کی شب رہے
دندان وہ بد نما ہی نہ جو زیر لب رہے

کافر عشق عجب کیا جو مسلمان ہووے
قدرت اللہ کی ای بت ہے ترا حسن وجمال
کون سا بال ہے اوس زلف کا کھرا جو نہین
کوئی مجموعہ اتنا بھی پریشان ہووے
دوربین دل ہو صفائے سے جو تماشا دیکھا
آنکھ اسکا ہو وہ آنکھون سے جو پنہان ہووے
چاندنی چھٹکی اندھیرے مین تم اولٹو جو نقاب
حسن کی جوت سے گھر مہ تابان ہووے
چمن آتا ہے کہ لیلی سے شگون عیسی سے
دل بیمار کی مشکل کہین آسان ہووے
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ سدھارے کہ جو مہمان ہووے
کس لئے روح کو آتی ہے صدا
دوست گریان ہو تو دشمن کی بھی خندان ہووے
آس مرنے کی خبر ہوئے کیسا معلوم
اوس سے بہتر ہے جو یہ حافظ قرآن ہووے
عاشق دو گیا بانی اگر انسان ہووے
بے فقیر جراغ ... سو روباب ...
آتش ظہور مہدی نہین ہو فدا کرے

ردیف و

۱۷۰

جان بھی جاتی ہے تو ... نکلے نہ زبان سے کبھی آہ
جا ہے سینہ ترا ... گو رغس بیان ہووے
بیچا کی ہے ... تمہاری قاتل
وہ نہین ہیں ... عریان ہووے
اون ... منظور نظر ... آنکھ
دیکھ اوسکا تماشا جو گلستان ہووے
... مری خیال ... چمن
عاشقون کا ... جو سلطان ہووے

عاشقون کا ... جو سلطان ... کی
... عیب ... عصا ... زندان ہووے
... دیوانون کا زندان ... وہ دیا ...
... وہ نشیبان ہووے
... انسان ہووے آتش
... باغ ... جان
... لگائی ہے
... آرائی ہے
... بلبل مین ... سمائی ہے

اشتیاق

اشتیاق وصلت میں جان لبتک آئی ہے
عشق نے ستایا ہے حسن کی دہائی ہے

در سے نہیں واقف بے خبر ہیں کعبہ سے
قصر یار کے در پر شوق جبہ سائی ہے

عرش سے بھی عالی ہے بام یار کا پایہ
آہ کی کمندون کو عذر نارسائی ہے

مر بھی دیکھیے شاید گور پر وہ شوخ آوے
یہ بھی آخری اپنی قسمت آزمائی ہے

عشق ہے مری دل کو حسن کے نظارہ کا
آنکھ کے پیالے سے حسرت گدائی ہے

بھر رہا ہے آنکھوں میں حسن پردہ سوز اوسکا
بے نقاب یوسف سی جس سے آشنائی ہے

جس قدر بڑھیں انکو چند روز بڑھنے دو
دیکھیے تو زلفوں کی کس قدر رسائی ہے

زندگی ہے وابستہ اس مسیح کے دم سے
مر دکھ فنا انکو یار سے جدائی ہے

سامنے سے تیرے رنگ مدعی اوڑتا
ماہتاب کو منھ پر چھوٹتی ہوائی ہے

اور کچھ نہیں رکھتے اوس پری کے دیوانے
سر برہنگی ہے یان پا برہنہ پائی ہے

مرغ روح قیدی ہے جسم کے تعلق سے
صورت قفس چھوڑا جب اس سے رہائی ہے

جان زار باقی ہے لطف یار سے تسکین
دل شکستہ عاشق کو حق میں مومیائی ہے

دل فریب عالم ہے حسن ایصنم تیرا
دم ترے محبت کا پھر رہی خدائی ہے

روسیاہ زاہد ہے سجدہ ریائی سے
اسکے ماتھے کا گھٹا داغ پارسائی ہے

بھاگتے ہیں ہم سے اوسی ہم سے پہلے ہیں الٹے
وان وہی کدورت ہے یان وہی صفائی ہے

دیوانہ اک پری کی ہے رکھتی ہوا مجھے
زندان سے تنگ تر ہے یہ وحشت سرا مجھے

[illegible] کی طرح رنج ضعیف و قوی سے ہے
[illegible] کام مور بھی دہن [illegible] مجھے
افشان چھپر [illegible] دکھا دیا
ذروں کا آفتاب ہوا [illegible] مجھے
صورت حزین نصیب [illegible] بریدہ ہے
آتش جمال [illegible] بانگ درا مجھے

[illegible] وصل کا نصیب [illegible]
[illegible] میں بھی [illegible]
[illegible]
بندہ جوان ہوں اشتیاق میں [illegible] قضا
سرسبز ہوں [illegible]
پاؤں [illegible] نصیب [illegible]
پیاسا ہوں [illegible] میں [illegible]
تا حال [illegible]
[illegible]
صیاد [illegible]
دل تنگ غنچہ [illegible]
[illegible] لطف تھا [illegible]

کعبہ صحرا کا نقشہ [illegible] مجھ مجنون کو زندان چاہیے
عشق میں [illegible]
[illegible] مہر سلیمان چاہیے
عاشق ہوں [illegible]
تیغ قاتل کا مری گردن پہ احسان چاہیے
[illegible] طلسم [illegible]
خوان نعمت [illegible]
ہم وہ محبوب [illegible]
تا قفس میں بند شوق گلستان چاہیے
روح کو جنت میں خیال باغ رضوان چاہیے
ناقہ لیلی کو مجنون سا حدی خوان چاہیے
گوش گل کو نالۂ مرغ خوش الحان چاہیے

تکلف برطرف یہان لاؤبالی کا رخسانہ ہے
سیاہی کا دور کر دل کی تو پیدا نور عرفان ہو
سر افعی کو کچلا جسنے بال اوسکا خزانہ ہے
بلند اخترِ بلند اقبال قصرِ یار کو کہیے
ہوئے بام فلک تک جو وہ عالی آستانہ ہے
چمن کی سیر مین لطف سکار آنکھونکو اوٹھیگا
تری بے ترنگہ کا بلبل اے گلرو نشانہ ہے
لگے مین اپنے پاہین منتے منتے ڈال سکتے ہو
کرم ڈھونڈھو تمھارا تو بہانہ ہی بہانہ ہے

پھر اتا ہی عبث واعظ اپنا بلبل کے رندون کے
ارہ میمنہ ہے گیسوے مشکین تازیانہ ہے
سمند حسن کو وہ ترک اور ٹادوڑ جی قبر یوں کا
تکلف پر گیسو ہی پیتا وہ زلف تازیانہ ہے
صفا کا اوس رخ زیبا کے ہی حیران آئینہ
عرصہ یار کی ہے محبت غائبانہ ہے
نظر آتی نہین آنکھونکو یار کی کمر
کوئی اگر روا نہ ہو کوئی پیچ روا ہے
ہا مجنون نہ دیوانہ ہو گذر نا لیلیٰ کا

دشنۂ قصاب ہے تیز ہر سو ہی سبزہ
الجنون دیوانہ دستِ حنائی ہون مجھے
کچھ سوا اسکے علاج وحشتِ عاشق نہین
گل چراغِ زندگی کرنی کا ہی دل کو خیال
بادشاہ حسن بھی کہتے ہین عاشق بیمار
کہتے ہین بیمار عشق اوس نعنہالِ حسن کے
دل کو لازم ہے خیال چہرۂ پر نور یار
زلف کا اوس غیرتِ لیلیٰ کے سودا ہو جسے
سو ہم گل کی ہوا ہے یہ اشارہ کر رہی

روز مرہ نکو شغل عید قربان چاہیے
بخیہ ہر جان پے چاک گریبان چاہیے
موسی زنجیر پا مر قد سا زندان چاہیے
جامہ زیبون کی قبا سی بادامان چاہیے
جبین جبین پر آپکو مانند سلطان چاہیے
سو نگہ لینے کے لیے سیب زنخدان چاہیے
چودھوین کی چاند سا اس گھر مین مہمان چاہیے
بیدِ مجنون کی طرح سے مو پریشان چاہیے
اندفون جامہ سے باہر جو انسان چاہیے

اس خرابی کو کیا کرتے ہو تم زیر و زبر
آشکارا ہو وہے آتش گنج پنہان خچاہ۔

تری ابروی پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہے
کفن و زدون مین قبر اہلِ دولت کا نمشانہ ہے
جو دیوانہ ہے صحرا مین وہ بھاگی میری سایہ ہے
گریبان پھاڑ کر دیوانہ نے زنجیر کیون کھینچی
کبھی کچھ ہے تلون ہے کبھی کچھ ہے تلون ہے

کسی استاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہے
تمامی کی ہے چادر بادلے کا شامیانہ ہے
سوارِ شیر مین مجنون ہون افعی تازیانہ ہے
کرسے کیا عقل دخل اسمین جنون کا کارخانہ ہے
مزاجِ یار بھی نیرنگ سازی مین زمانہ ہے

[illegible]

اک نظر للہ ہمکو صورتِ زیبا دکھاؤ
دشت گردی کی نہیں دیوانے کو کچھ احتیاج
چھوٹ سی لگتی ہے دل چنگل سے ہوتا ہے جدا
جوشِ وحشت سے نہیں پہنچا ہوں صحرا تک ہنوز
موسمِ گل آئی ہے نیت سیرِ دیوانوں کی ہو

تشنۂ دیدار جاتے ہیں تمہارے شہر سے
جامہ سے باہر عدو ہے باہر ہو سارے شہر سے
سنگِ طفلاں اکثر کرتے ہیں مجکو اشارہ شہر سے
جانی دانے گور کے پہنچے کنارے شہر سے
میوۂ صحرائی پر ہیں منہ پسارے شہر سے

اب تو آزردہ ہو تو لیکن ملیگا ہاتھ سے
جس گھڑی آتشؔ نکلجاوینگا پیارا شہر سے

دل کو گھر اوس گل کی الفت کا بنایا چاہیے
نرگسِ جادو کو اوس گل کی دکھایا چاہیے
روزنِ دیوار چشموں کو بنایا چاہیے
اوسکے کوچے کی تصور میں غش آیا ہے مجھے
وعدۂ دیدار آتا ہے او لٹتا ہے نقاب
کوچۂ گیسو کی سودے میں فنا ہوتی ہے روح
بھولی ہے بلبل خزاں کے جور سے لطفِ بہار
برہمن کہتے ہیں تیرا مصحفِ رخ دیکھکر
گفتگو اللہ نے موسے سے کی ہے اے نعیم
ساعدِ زیبا تو ہیں الماس کے ترشے ہوے

بوئے یوسف سے یہ پیرہن بسایا چاہیے
سامری کافر کو گوسالہ بنایا چاہیے
خانگی معشوق سے آنکھیں لڑایا چاہیے
آستانِ یار کی ہے سنگ کھایا چاہیے
ٹکٹکی باندھیں یہ آنکھوں کو سجھایا چاہیے
عقدۂ زنجیر میں ایدل در آیا چاہیے
پھر گلستاں چند روزاں کو پڑا یا چاہیے
کفر سے باز آیے ایمان لایا چاہیے
ہمکو بھی آواز پردے سے سنایا چاہیے
اک نظر ساقِ بلوریں بھی دکھایا چاہیے

تمام عمر رفو گر بے رفو گریبان کو چاک کیا
جو دیکھتے تری زنجیر زلف کا عالم
اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے
بیاض گردن جانان کو صبح کہتے جو ہم
ستارہ سحری تکمہ گلو کرتے
یہ کعبے سے نہین بیوجہ نسبت دل یار
یہ بے سبب نہین مردے کو قبلہ رو کرتے

کافر کو نہو سبیل کبھی جانب مصحف	زلف سیہ یار بپھری رہتی ہے رو سے
ہون نزع کی حالت مین جو مین منتظر یار	رگ رگ کے مری جان نکلتی ہے گلو سے
عاشق ہون برابر مجھے اندیشہ جان ہے	بل کھائی ہوئی سانپ سے بکھری ہوئی مو سے
از بسکہ سمجھتا ہون اوسے دشمن جان مین	ہوتا ہے سن مجھے مرتبہ عشق عدو سے

کشتہ ہون مین بیزاری جلاد کا آتش
تلوار نہین رنگ پکڑتی ہے لہو سے

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے	کاسہ سر کو خم بادہ کا سرپوش کرے
کشتہ عالم مین عریانی خوبان ہون فلک	ہے مزا وار جو مجکو نہ کفن پوش کرے
گردش چشم بتان سی نہو کیونکر دل غش	تھک مسافر کو یقین ہے یہ کہ بیہوش کرے
صورت قطرہ شبنم ہون عزیز ہر دل	کھینچی خورشید تو گل مجکو در گوش کرے
عاشقون سے ہے اشارہ یہی ان غمزون کا	نشترون سے ہین بھری گنج لہو جوش کرے
ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی	نشہ حسن الہی اوسے مدہوش کرے
اوس گذرگاہ مین لازم ہے گنہ سے پرہیز	راہ رو چاہیے اپنا نہ گراں دوش کرے
داغ دل ہو وین چراغون کی طرح سے بعد موم	جلوہ فرمائی جو وہ صبح بناگوش کرے
اس تماشے کی ہین مشتاق ہماری آنکھین	کبک ٹیڑھا چلے سیدھا تری پاپوش کرے
دشمن جان بھی تغافل کا نہوے کشتہ	خاطر دوست کسیکو نہ فراموش کرے
آرزو وہ ہی آتش کی خدا اسے زاہد	مجکو غم نوش کرے مجکو قدح نوش کرے

ردیف ی ١٧٠

پا بگل جب ہو گئی ہو مرغِ آزاد ہا پا مثلِ سرو
روز و شب رہتی ہے مرغانِ مضامین کی تلاش
کس قدر آدم کو تھی وابستگی ہوا کی ساتھ
یہ عروسِ فاحشہ دل کو نہیں آتی پسند
ای تیغ تغافل سے تجھے چھوڑ کے بیجان
حسن قاتل سے ازل سے دل کو عشق پاک ہے
دل گذرگاہ حسینان تھا تصور سے کبھی

ہو گئی ہے بدتر گرفتاری سے آزادی مجھے
فکر سے کرنا پڑا ہی کار صیادی مجھے
حسن عالمگیر سے ہی عشق بنیادی مجھے
زال دنیا کی نہیں منظور دامادی مجھے
سامنے اللہ کے بھیجو نہ فریادی مجھے
خوبصورت کی پسند آتی ہی جلادی مجھے
یاد اس ویرانہ کی آتی ہی آبادی مجھے

یعنی فنِ شعر ای آتش پڑہایا ہی تجھے
تجکو شاگردی ہے زیبا اور استادی مجھے

مرغِ دل کو ہدفِ ناوکِ مژگان کرتے
دلِ پر داغ کو مدفون بیابان کرتے
کنج تنہائی میں تنہا ہی نہایت دلتنگ
اور کوئی طلب اپنا ہی زمانہ سے نہیں
بی وفائی کا اگر عیب نہ ہوتا تم میں
قامتِ یار کا عالم اسے دکھلاتے ہم
یار سے وعدہ فردا ہے جو ممکن ہوتا
موج زن ہے جو دریا مری اشکوں کے

کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان کرتے
کسی ویرانہ میں اس گنج کو پنہان کرتے
چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے
مجھپر احسان جو کرتے تو یہ احسان کرتے
ای بتو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے
منکرِ روزِ قیامت کو پشیمان کرتے
شام سے صبح کا ہم چاک گریبان کرتے
سفر اب نہ ہندو نہ مسلمان کرتے

175

آتش

پیدا کی بھنائی ہے عشق یمنی سے
افسانہ سے بدتر ہے جو ہو راز ہو پیدا
اظہار فقیری نہیں اہتر کفنی سے
روتا ہے ادھر ابر ادھر ہنستی ہے برق
گریہ سے کوئی خوش ہو کوئی خندہ زنی سے
طفلی میں اشارہ تھا یہ اوس چشم سیہ کا
ہم آنکھ لڑا بیٹھے تھے غزال ختنی سے
وہ صدمے اوٹھائے ہیں تری عشق میں
اندیشہ نہیں نزع کی اعضا شکنی سے
گردون سے نہ دولت دنیا کا طلبگار
کب فیض کو پہنچا ہے کوئی لعل یمنی سے
افسوس کہ وہ ...
ہم چھوڑ کے جاتے اس تیرہ شکنی
فولادی سیم تن کی ... کرتے ہیں

بال پھیلائے کہ صیاد گلستان روکے
بلبلون کو یہ ہے دام رگ گل کافی
لذت زخم سے محروم نہ رکھے قاتل
ہاتھ کو اپنے نہ جراحت کے انسان روکے
اونچھیان پیچون ترا دست نگارین توڑے
ایک زور اوسکا اگر پنجہ مرجان روکے
شوق سے سینہ پہ تیر رہین کچھ کام نہین
سامنا رخ کا نہ وہ زلف پریشان روکے
دوڑتا ہون بگولون مین آتش مین دیوانہ
زعم مین اپنے مجھے لشکر طفلان روکے

تمت ردیف [illegible] ۱۷۶

دست وہ کیون جو نہ سر پر شمشیران روکے
کوچہ تنگ مین [illegible] کہتا ہو وہ شوخ
[illegible] سرو کی جوانان روکے
[illegible] ہاتھ [illegible] دست گریبان روکے
[illegible] خار مغیلان روکے
[illegible] صحرای جنون [illegible]
[illegible] جنون کی باران روکے

کرتے ہین محبت یار ملامت ہے مجھے آتش
مجبور ہے یہ خاک کا پتلا شدنی ہے

دم شمشیر کی سوج نفس بین یان روانی ہے
چمن مین جاؤ کر آنکھون سے دیکھون داغ لالہ کا
دل نازک نہین تاب جمال یار لانے کا
نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہون یہ غنچہ ہون
عبث کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر جوبن کا
خرابی کا ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا
شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچانے کو
الہی طول عمر خضر دے باد بہاری کو
نہین یہ بے جہت سو باف چوٹی مین آمی کا
ارادہ عرش اعظم کا ہے آہ صبحگاہی کو

گلے تک حسرت جلادین لوہو کا پانی ہے
یہ میرا داغ دل بیداغ لالہ کی نشانی ہے
مجھے یہ درد [illegible] کہ عقوبت [illegible]
وہ گل ہو نہین جیسی شبنم بلا ہے آسمانی ہے
سنی ہین نے بہت تیرا [illegible] کی کہانی ہے
گرا کر قصر تن کو گور کی منزل اٹھانی ہے
سیہ بختی نے کھلی میرے سر پر لا کے تانی ہے
مزار بیکسان پر پھولونکی چادر چڑھانی ہے
تجھے ابر سیہ ہے اور یہی بجلی گرانی ہے
[illegible] باد رس پر [illegible] لگانی ہے

کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہے

سینہ پر سنگ ملامت جو گران جان روکے
عرصہ روی زمین صحن گلستان روکے
نکہت گل ہو نہین کیا مجکو گلستان روکے

گر رستم کو یقین ہے کہ وہ انسان روکے
چار دیوار چمن سارا یہ میدان روکے
بو ہی پیراہن یوسف کو نہ زندان روکے

[illegible]

قدر نعمت بعد نعمت کی ہی کرتا آدمی
زلف کے سودے کو اپنی سر مین جسنے دی جگہ

یہ صدا دیتی ہی خلخال اونکی ہنگام خرام
حسن بے پروا ہی کیا کیا نوجوان زیر زمین قتیل

خوشنما ہی یار کے اندام پہ یون پیرہن
آہ سرد و اشک گرم و رنگ زرد و درد عشق

بخشی جاوینگے گنہگار محبت اے صنم
دیکھیے آغاز الفت کا ہو کیا انجام کار

باغ مین کھلا ہی ہی اپنی نیرنگی بہار
بادشاہ وقت ہے لیلی کا دیوانہ نہین

محو حیرت کر دیا ہے اوس صنم کی حسن نے
عاشق بیخود کو اندیشہ ملامت کا نہین

ہجر کی شب صبح ہوگی وصل کا دن آئیگا
عاشقون سے اوس پری رخسار کا ہی یہ کلام

خط گلعذارونکی رنگین پر ہی پیغام خزان

عہد پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہے
یہ سمجھ لے خانہ زنجیر مین محبوس ہے

خاک مین ملجائیگی جسکو حسرت پابوس ہے
شمع بھی شمشیر عریان ہی جو بی فانوس ہے

روح کو جیسے مرے جسم کا ملبوس ہے
دی جو اس معجون کو ترکیب جالینوس ہے

رحمت اللہ سے کافر ہے جو مایوس ہے
بے وفا محبوب ہے خاطر مری مانوس ہے

کثرت گل سے جو بوٹا ہی دم طاؤس ہے
غلغلہ زنجیر مجنون کا صدائے کوس ہے

دل خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہے
مرد دیوانہ جو ہی بے ننگ و بی ناموس ہے

خواب بد بھی نیک ہی تعبیر اگر معکوس ہے
پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہے

اس گلستان پر قدم اوس سبزہ کا منحوس ہے

سر کو تیرے جیسے سودائے پابوسی یار
ہاتھ ملتا ہون مین اے آتش کمال افسوس ہے

صورت پذیر ہو حسرت کہ ہجر کی کب
بتلا بنا سکا نہ منی احتشام کی
حجت ہے ہر مذہب عشق ایک داغ کی
سینہ مرا کتاب ہے علم کلام کی

فرقت کی شب مین آرزو ہی روز قیام کی

گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے
سرخی پان ہو لعل مسی زیب یار پر
گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند
اچھا نہین ہے صورت عاشق سے بھاگنا
بلبل ہوا بھڑک کی تو کیا دیگا خون بہا
پہنچا وہ عرش پر جو درِ دل تلک گیا
پیش از سوال دونہین نکیرین کا جواب
باغ جہان مین گل کی قناعت ہے چار تنگ
غلمان و حور ہین مری خدمت کو خلد مین
پہنچا نا حق کو چاوہ معصوم کے طفیل
بیمار عشق ہون مجھے عیسے جواب دے
ہوے سیاہ ہو گیے دو روز مین سفید
صرف نگین ہے لعل زمرد یمنی زر و شب
پیدا نہو گا دوسرا محبوب اب خوار
بیماری فراق سے ہی تلخ ہو گئی
اندیشہ بہار سے رنگ خزان ہے زرد
آتش خدا کے واسطے موقوف فکر شعر

قرآن کا سا سنا تھا جو الحمد تمام کی
پھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی
فکر رسا کمند ہے کعبے کے بام کی
صاحب سمجھ لین یہ حرکت ہے غلام کی
خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی
رفعت ہے آستانہ مین اس گھر کے بام کی
ہے التجا زبان سے مجھے اپنے کام کی
عمر دو روزہ ایک قبا مین تمام کی
پروا نہین جہان مین کنیز و غلام کی
زینے سے رہنمائی ہوئی مجھکو بام کی
کانون کو آرزو ہے اجل کے پیام کی
ثابت تھی پختگی ہمین اس رنگ خام کی
حسرت نہین عقیق ہی کو تیرے نام کی
مٹی خراب ہو گی مرے بعد جام کی
شیرینی آب کی نمکینی طعام کی
دہشت لگی ہوئی ہے اسی انتقام کی
طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

۱۷۸

بے روی یار گل نظر آتے ہیں خار سے
توڑوں وہ گل جو سرخ ہو روی نگار سے
سرمہ کا چشم یار کی دل کشتہ ہو گیا
چاہے وہ جس طرح سے کرے مرغ دل اسیر
افسردہ دل وہ ہوں جو مری قبر پہ ہو نصب
اوس بیوفا کی چہرہ سے تشبیہ ہی نہیں
جولان میں ہے سمند یہ کس رشک ماہ کا
خاموش دیکھتا ہوں گل و سرو کی بہار
عشرت کدہ ہے تیغ سے قاتل کی قتل گاہ
کوچہ میں تیری کشتیوں کا رہے ہجوم
اور وں سے کیجے وعدۂ دیدار حشر پہ
بعد فنا قبول نہیں ذکر نیک و بد
سمجھے تو رنج و راحت بلبل ہے مدعا
خط دار عارضوں سے ہوں ناقص نہیں سپید جو
بیہودہ خاک اوڑانے سے کیا حاصل اے صبا
ممکن ہوا نہ خون شہیداں کو دست رس
کشتے ہیں میری اوسکی محبت سے مدعی

صورت ہزار کم نہیں صوت حمار سے
کافو نہیں مشکو جو بڑھے ہے قد یار سے
مارا پڑا ہیں زنگی ابلق سوار سے
صیاد مطلع ہے کمیں شکار سے
مانند جست سنگ تہی ہو شرار سے
بھاگیں گے دو شمع و گل اپنے مزار سے
ہر ذرہ اک ستارہ ہے گرد و غبار سے
حیرت میں ہوں زمانہ کی نقش و نگار سے
زخموں کی بدھی ملتی ہے پھولوں کی مار سے
خالی یہ صید گاہ نہووے شکار سے
مرنا نہیں قبول ہمیں انتظار سے
مٹ جائے پچھلے نام نشان مزار سے
اس مطلع دو لخت خزان و بہار سے
رغبت نہیں مجھے ثمر داغدار سے
ناوک فگن سوار ہے پیدا غبار سے
نکلا نہ پاے یار حنا کے حصار سے
دو دم ہوئی جو ایک ہوئی ذو الفقار سے

[illegible]

ہوتا ہے گل کے سونگھنے سے دونا گرفتہ دل
سمجھا بھی بد دماغ کہ اس بوستان میں ہے

پشت خمیدہ دیکھ کے ہوتا ہوں نعرہ زن
کرتا ہوں صرف تیر جو زور اس کمان میں ہے

دکھلا رہی ہے دل کی صفا دو جہان کی سیر
کیا آئنہ لگا ہوا اپنے مکان میں ہے

دیوانہ جو نہ عشق سے ہو آدمی نہیں
حسن پری کا جلوہ طلسم جہان میں ہے

قفس میں بھی بہار باغ سے حاصل حضوری ہے
چمن کی سیر کر لیتا ہوں میں دل کے حضور سے

خیال سینہ کب آتا ہے دل کو کعبہ و دیر میں
پھرا ہے کون جا کر آج تک اللہ کے گھر سے

عداوت بے شعوروں کی ضرر پہنچا نہیں سکتی
ہوا کس دن دیوانہ کوئی لڑکوں کے پتھر سے

خدائی حسن کا رتبہ کیا ہے عشق پر غالب
جو اوسکو ناز ہے ہے شوق تو مجکو کبوتر سے

پری زادوں کے کوچہ میں ہوئی ہیں گرد اگو وہ
ہمارے پاؤں کو دھوئینگے آب حوض کوثر سے

ہوس بوسہ کی خط پشت لب سے کوئی جاتی ہے
مگس نے شہد کو چھوڑا نہیں زنبور کے ڈر سے

قیامت کی دل مشتاق پر سیر گلستان نے
کوئی بوٹا سا قد یاد آگیا مجکو صنوبر سے

وہ ماتم دوست ہوں رو دیا کیا ہوں اتنے بھر آتش
چراغ گور اگر گل ہو گیا ہے باد صرصر سے

وہی جنونکی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تری آنکھونکی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی نشو و نما ہے سبزہ کی گور غریبان پر
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

تعلق ہے وہی تا حال اون زلفوں کے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی سر کا پٹکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا
وہی راتونکی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

رواج عشق کے آئین وہی ہیں کشور دل میں
رہ و رسم وفا جاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی جی کا جلانا ہے پکانا ہے وہی دل کا
وہ اوسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

نیاز خادمانہ ہے وہی فضل الہی سے
بتونکی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

فراق یار میں جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہوں
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

[illegible]

[illegible]

سرکش کی منزلت ہی سبک پیش خاکسار	وہ تمکنت زمین کی کہاں آسمان مین ہے
سنبل سے حال گل ہو نہین یہ کہکے پوچھتا	کس سلسلہ مین تو ہی یہ کس خاندان مین ہے
دل مین خیال گیسوی مشکین ہے بد بلا	یہ مرغ روح کی لیے سانپ آشیان مین ہے
حکمت سے ہی یہ خاک کا پتلا بنا ہوا	نور آنکھہ مین ہی اسکے تو مغز استخوان مین ہے

آتش بلند پایہ ہے درگاہ یار کی
ہفتم فلک کی رفعت اسی آستان مین ہے

طفلی مین بھی شادی متوحش ہی ہم سے	چھٹی نہ ملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے
ہاتھ آنا تعجب نہین اوس رشک پری کا	چل جائے تو کیا داغ جنون کم ہی درم سے
وہ گرم رو بادیۂ عشق جنون ہون	جلتا ہی چراغ آج مری نقش قدم سے
دکھلائے نہین دانت وہ ہنسکے نہین دکھاتی	چشمک زنی برق غضب ابر کرم سے
ہو حسن کا عاشق جو مری طرح برہمن	زنار کو دو تار بلین زلف صنم سے
ہستی مین مری فکر رسا باندھ کی اکثر	مضمون کمر یار کی لاتی ہے عدم سے
آنکھون کو رہی مد نظر مشتری دل	دلال خریدار لگا لاتے ہین دم سے
کعبہ مین بھی بتخانہ کی شکلون کو بھولا	یاد آگئی ابرو تجھے محراب حرم سے
وہ رشک پری ذکر جو کرتا ہے ہمارا	کہتی ہے صبا آکے سلیمان کی قسم سے
گالی نہین زیبا لب شیرین سے تمہارے	یہ تھہار کہ وہ تلخ نہ آمیزش سم سے
میراث سمجھتا ہے جو فردوس برین کو	فرزند وہ آدم کا ہے حوا کی شکم سے

ردیف الشین 1161

گرم جوشی محبت کا وہی انداز ہے
داغ و دل سے ربط سوز و جگر سے ساز ہے
خانۂ صیاد کی ایسی ہوا ناساز ہے
روح بلبل کی قفس سے مائل پرواز ہے
مرد میدان وجد کرتے ہین جو سنتے ہین کبھی
[illegible] نالۂ شمشیر کی آواز ہے
سونگھتا گیسوئے مشکین کا [illegible]
کون سا سودا نہین سر کے لیے ناساز ہے
اوڑتی پھرتی ہے ہماری خاک ہمراہ صبا
بے پر و بالی مین بھی اپنی وہی پرواز ہے
بادشاہ وقت ہے دیوانہ تیرا اے پری
[illegible] بتخانہ کی آواز ہے
[illegible]

اونگلیان کانون مین دیتے ہین وہ میرے ذکر پر
کاٹتا اپنی زبان کو دانت سے غماز ہے

بے مئے گلرنگ فصل گل مین کیفیت نہین
سنگ سے پیدا ہو جو تو اسکو تو آہی دل ساز ہے

لپٹے جاتے ہین ہم اوس سے ہین وہ بھاگے گئے
اس طرف ہے ہی نیاز اور اوس طرف سے ناز ہے

روہی روشن کم ید بیضای موسی سے نہین
سامری ہے قت وہ چشم فسون پرداز ہے

باندھتے ہین شعر مین مضمون چشم و لب تیرے
ایک مصرع ہے فسون اپنا تو اک اعجاز ہے

محو رہتا ہون مین یاد حسن عالمگیر مین
ذکر سلطان مجھ فقیر مست کا دمساز ہے

دل کو رکھ دیتے ہین یہ کہکر کماندار و نہین ہم
اس نشانہ کو اوڑا دے جو وہ تیر انداز ہے

رمز کی تقریر ہمیشہ پیش جاہل کی نہین
بات اپنی بھی کنایہ ہی جو ای طناز ہے

ڈھونڈھتا ہون اک حسین قاتل نظر آتا نہین
صید گاہ عشق مین قحط شکار انداز ہے

مرغ دل عاشق کا چشم یار سے بچتا نہین
تیز پر شاہین سے بھی اوسکی نگہ کا باز ہے

فصل گل ہے شیشہ و پیمانہ کا ہے دور دور
خانقاہ مین بند ہین میخانہ کا در باز ہے

لعل سے لب در سے دندان کہہ کے مضمون باندھتا
مرد شاعر تو نہین آتش مرصع ساز ہے

خرمن عمر جلی تیرے لب خندان سے
برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے

زلف سے چھپکے نگہ اولجھی رخ جانان سے
لیگئی کعبہ کو قسمت مجھے ہندوستان سے

الحذر گردش چشم سیہ جانان سے
درہم اک خلق ہے برہم زن مژگان سے

روز مولود سے ہے اصل حقیقت کا خیال
بو ہی خون آتی تھی دایہ کی مجھے پستان سے

صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے
ایک تہ خانہ کو دیکھا بلند ایوان سے
ہاتھ آتا ہے کفن وزد کو کیا عریان سے

سجدہ آدم کو فرشتوں نے کیا خوب کیا
شمع کافوری کی حاجت نہیں کچھ مدفن پہ
نالہ کش جیسے تری حسن کو مطلوب ہی ہو
بخت خفتہ کو جگا کر اوسے نوکر رکھون
کونسا لطف تری رو ہی کتابی مین نہین

قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی انسان سے
دل منور ہی اگر روشنی ایمان سے
عشق گل ترک ہوا بلبل خوش الحان سے
خواب کا روکنا ممکن ہو اگر دربان سے
رطب ویابس کوئی باہر نہین ہی قرآن سے

شیر ہم او رنیستان ہے حیرا ہی آتش
سلسلہ فقر کا اپنے ہے شہ مردان سے

کام آخر ہوا اپنا صف مژگان سے
وصل کی بعد کھلا ہمکو غم ہجران سے
حیف ہی خاک کا پتلا اگر ہے یاد اوسکو
زخم خندان سی تری تیغ کی کچھ فرق نہین
رگین زنجیر ہین مین روح ہون قالب ہے
کعبہ و دیر مین نافہمی سے پھرتا ہی خراب
قسمت مرغ گرفتار کی اللہ رے بدی
پیکہ رکھتا ہی ادسی دوش پرا ہی قاتل تو
طرفہ گرمی مری محبوب قباپوش نے کی
سائل صبر و سکاوت ہون خدا سے شب و روز

حسرت تیر لیے جاتے ہین نرگستان سے
نہین ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے
الفت اللہ کو کس مرتبہ ہی انسان سے
عشق بلبل کا سبب ہے یہ گل خندان سے
ملک الموت چھڑا وی گا مجھے زندان سے
نہ سمجھا ہی جسے ہے وہ قریب انسان سے
دام کو دانہ کا محتاج کیا دہقان سے
مثل گردن ہی تری تیغ خم اس احسان سے
شمع کشتہ کو فروزندہ کیا داماں سے
منصب فقر ہی مطلوب مجھے سلطان سے

مرد میدان کی حرارت ہی شجاعت کی دلیل
داغ ہی شیر نیستان کیلیے اک تب سے
کنج تنہائی مین آسکے خفقان ہوتا تھا
اپنی پرچھائین کی صورت سی بھی نفرت اب ہے
وصل کی شب بھی وہ کافر نہیں عریان ہوتا
مثل گل پیرہن یار مگر قالب ہے
عشق نے حسن کا دیوانہ کیا ہی مجھکو
زلف زنجیر ہے زندان مجھے کنج لب ہے
ایک سے ایک کیا ہوں مین یان بالا دست
زیر لب ہی جو ذقن زیر ذقن غبغب ہے

حسن نیت نے مجھے عشق سی نعمت دی ہے
یاد محبوب فراموش ہو ووسے اے دل
زندگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے
فرقت یار میں رو رو کے بسر کرتا ہوں
روح کو جسے فلک پیر کی طاقت دی ہے
جسم کو زیر زمین بھی وہی ہے چھوٹے جانا
عمل جس کی بہت ہیں تو بھی دعوت شی ہے
آہ کا لپٹ نہ فتیلہ نہیں کس آن جلا
خاک ری ہیں تو ہی مجھے دولت دی ہے
نبوی الکریم غنی دل نہیں رکھتے ایسی

زیر پاپوش سر مار و سر عقرب ہے	سوزن عین کا بھی ہی یہ خاک کا پتلا سوزی	دیکھے کو تنہ آنکھوں میں بصارت دی ہے
کس قدر ابلق ایام براسر کب ہے	شہسواروں کو گراتا ہی یہ پشت زین سے	لطف دلبستگی عاشق پیشہ کو پوچھ
بیشتر ورنہ پسینے سے او ترتی سب ہے	حیف ہی سوزش دل کا نہوا کچھ بھی علاج	دو جہاں سے اس اسیری نے فراغت دی ہے
مدعا مہر و محبت ہے وفا مطلب ہے	دوست ہو جائے جو دشمن مرے اشعار سنے	کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش
جلوۂ حسن جہانسوز بھی فصلی تب ہے	مرض عشق سے اک خلق خدا ہی رنجور	زلف خوباں کی رسا تمکو طبیعت دی ہے
سیر کر دل ہی میں دنیا کا تماشا سب ہے	کون سی شی ہے زمانہ میں نہیں اچھی میں	
کسکو معلوم ہے فردا ہی قیامت کب ہے	حشر پر وعدۂ دیدار نکر عاشق سے	
روح کو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امر رب ہے	جسم کو جانتے ہیں صنعت دست قدرت	
عید کے روز سے اول رمضان کی شب ہے	روے انور سے مقابل ہی ترے زلف سیاہ	
قطب تارہ جسے کہتے ہیں مرا مرکب ہے	مجکو لغزش نہو ہر چند زمانہ ہل جائے	
گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہوں مرا قالب ہے	روح کی طرح سے مہمان رہا کرتا ہوں	

زور قوت سے ڈراتا ہی یہ کسکو آتش
میں بھی شمشیر علی ہوں جو ہماد و مرحب ہے

اوسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہے	اے صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہے
کچھ گران جانی ہی کچھ موت نے فرصت دی ہے	تیغ بے آب ہی بازو سے قاتل کم رو
نہ نشان مجکو دیا ہی نہ تو نوبت دی ہے	اس قدر کس لیے یہ جنگ و جدل اے گردون
کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہے	سانپ کی کاٹے کی لہریں ہیں شب و روز نہیں

نفس شعلی بھی روح کی ہمراہ تن میں ہے
یوسف کے ساتھ گرگ بھی اس پیرہن میں ہے

۱۸۴

جنت تھا ایک جو کہ نشیمن چمن میں ہے
اپنے نشیمن میں ہے
شمشاد بہشت کا ... دونوں سے الگ جا چمن
دیوانہ ... سرو ... سمن میں ہے
زندہ ... صاحب نسب ہے
عاشق کو ... دیوانہ ... جان میں ہے
ماسرح ... سوالی ... ہے
طفل ... کو ... بدن میں ہے
... بچھا کیا عجب ...

دیکھا

دھو کا نہ دیگی کی سے مجھے رنگ یار کا
سُرخی نہین سفیدی اگر یاسمن مین ہے

حسن و جمال کا ترے شہرہ ہی دور دور
آب حیات حسرت چاہ ذقن مین ہے

ابرو ہر اک صنم کا ہی رشک ہلال عید
خوشوقتی ہے تو بتکدہ برہمن مین ہے

فرقت مین دل جلاتا ہی شوق وصال یار
اک آگ سی لگی ہوئی آتش بدن مین ہے

تازہ ہو داغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہے
اوس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہی

قینچی نہین چلوائی مرے نامہ نے کسیبر
پرواز کبوتر ہو جو عنقا ہی تو یہ ہی

کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست
شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہی

ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے
غیرت کا اب اپنی بھی تقاضا ہی تو یہ ہی

اہی نور نظر معجزہ حسن سے تیرے
اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی

محشر کو بھی دیدار کا پردہ نکرے یار
عاشق کو جو اندیشہ فردا ہی تو یہ ہی

بینا ہون جو آنکھین تو رخ یار کو دیکھین
نظارہ کی قابل جو تماشا ہی تو یہ ہی

مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے
لاحل جو مضمون مین معما ہی تو یہ ہی

گہ یاد صنم دل مین ہی گہ یاد الٰہی
کعبہ ہی تو یہ ہے جو کلیسا ہی تو یہ ہی

معشوق دمی و خانہ خالی و شب ماہ
عاشق کے لیے حاصل دنیا ہی تو یہ ہی

دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے
سرکار جنون کا جو سراپا ہی تو یہ ہی

دل کی لیے ہے عشق تو دل عشق کی خاطر
حق ہے تو یہ ہی اور جو بینا ہی تو یہ ہی

پیشتر صبح شب وصل سے ہم گذرینگے
[illegible] خوش اقبالون سے
مست ہاتھی ہے ترا ہی چشم سیہ مست ای یار
صف مژگان اوسے گھیرے ہوئی ہین بھالون سے
روئے خوبان سے بلکا ہمین بوسہ کہ نہین
حال ان شکلون کا کچھ پوچھیے رہا لون سے
عارضی حسن سے نفرت یہ ہوئی ہے دل کو
بستہ زلفون کو نہین کرتے ہین کچھ جالون سے
خط شبگون نے نکلکر عبث اندھیر کیا
کافرستان تو وہ روے آگے ہی تھا کالون سے

[illegible]

ظاہر ہوا ہمین یہ تمھاری حجاب سے
یوسف چھپا رکھتا تھا منھ کو نقاب سے

اپنا دماغ خشک بھی تر ہو شراب سے
طاؤس و حید کرتے ہین ساقی سحاب سے

یوسف ہین اور یار ہین اتنا ہی فرق ہے
اوسکو چھپایا اسکو نکالا نقاب سے

حیرت کی جا ہے خط رخ آتشین یار
نکلا ہے سبزہ بغل آفتاب سے

ای شہسوار پاؤن کا تیرے خیال ہے
آنکھون نے حلقہ دام لیے ہین رکاب سے

اوس بحر مین کھلاتی ہے غوطے مجھے قضا
ٹکرا کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے

بیخود ہوے نہ رند چڑھا کر خم و سبو
چکر مین چرخ ہے قدح آفتاب سے

یاد آگیا ہے بوسہ چشم سیاہ یار
وحشت ہوئی ہے مجکو ہرن کی کباب سے

گلہاے زخم کے لیے خوشبو ضرور ہے
اے ترک اپنی تیغ کو بجھوا گلاب سے

دیوانے روز حشر کو پوچھے نہ جائینگے
خارج ہے سرنوشت ہماری حساب سے

گریہ سے اپنے اوس گل خندان کو آیا رحم
تسخیر قلب کرتے ہین ہم نقش آب سے

ہووے اگر حقیقت آدم سے مطلع
شیطان ہو منفعل عمل ناصواب سے

کہتے ہین ہاتھ دیکھ کی اوس بت کا برہمن
تم عاشقون کو قتل کروگے حجاب سے

عمر دوروزہ ہوگئی اک حال پر بسر
خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے

باتون مین بند ہوگیا غماز ہوج گو
ٹیڑھے سوال رد ہوے سیدھے جواب سے

روتا ہو وہ تو ہنستی ہے یہ اوسکی حال پر
نفرت ہے مجکو صحبت برق و سحاب سے

آتش کو جنکے قتل کیا اوسنے اسلیے
ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے

[illegible]

یہ وہ بلا نہیں ہے جان کے لیے جو ٹلے
جمال چہرۂ خورشید بھی ہی کیا نعمت
نظارہ کے لیے ہے قحط حسن نوخیزان
نہ بیٹھ پھول کی تو شاخ گل پر اے بلبل

یقین صبح کا کسکو شب فراق سی ہے
کرورون ذرہ ہوا سیر اک طباق سی ہے
کمال تنگ دل اب اس کہن رواق سی ہے
خرابی ہی خس و آتش کی اتفاق سی ہے

خدا کیواسطے گستہ مے کو لا ساقی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سی ہے

خواہان تری ہر رنگ مین اے یار ہمین تھے
بیداد کی محفل مین سزاوار ہمین تھے
وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہوتا
کنگھی تری زلفون کی ہمین پر تھی مقرر
نعمت تھی تری حسن کی حصہ مین ہمارے
سودا زدہ زلفون کا نتھا اپنے سوا ایک
تو اور ہم اے دوست تھے یکجان و قالب
بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی
بے اپنے بہلتی تھی طبیعت نہ کسی سے
اک جنبش مژگان سے غش آتا تھا ہمین کو
جب چاہتے تھے لیتے تھے آغوش مین تمکو

یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے
تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے
آئینہ دکھاتے تجھے ہر بار ہمین تھے
تو کان ملاحت تھا خریدار ہمین تھے
آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمین تھے
تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمین تھے
اک مستحق شربت دیدار ہمین تھے
دلسوز ہمین تھے تری غمخوار ہمین تھے
دو نرگس بیمار کے بیمار ہمین تھے
مجبور سے رہ جاتی تھے مختار ہمین تھے

ردیف ے

نافہ پر تری ہو کیونکر نہ نگاہونکا ہجوم
دل ہمین داغ ہی سینہ مین تماشا ہووے
جسم بے روح ہے ... کیفیت عشق
... اگر معرکہ الفت مین
روز و شب چرخ ہنڈولی کی طرح پھرتا ہی
کس طرح ... نہ زمانہ تہ و بالا ہووے
حشر کا روز گذر جاے ...

دل کو خوش رکھتی ہی ... تماشا ہووے

سر کاٹ کے کر دیجیے قاتل کے حوالے
ہمت مری کہتی ہے کہ احسان بلا لے

ہر قطرۂ خون سوز دروں سے ہے اک اخگر
جلاد کی تلوار میں پڑ جائیں گے چھالے

یون دیتے ہیں وہ عاشقِ بے صبر کو بوسہ
جیسے کوئی صدقہ کرے بھوکے کے حوالے

شمشیر بھی اے ترک نہیں تیغ یہ تیری
سیفی ہے مرے سر کی بلا کو جو یہ ٹالے

نادان نہو عقل عطا کی ہے خدا نے
یوسف کی طرح تمکو کوئی بیچ نہ ڈالے

نقاش ازل نے تری تصویر میں رکھے
انداز رخ و زلف زمانہ سے نرالے

ہستی کی اسیری سے شتر رسی ہیں ہوا تنگ
چھوٹے تو ادھر پھر کے نہیں دیکھنے والے

سالک کو یہی جادہ سے آواز ہے آتی
پامال جو ہو راہ وہ منزل کی نکالے

کچھ اور لب یار کی تعریف کروں کیا
وہ لعل کہ دیکھے سے پڑیں جان کے لالے

گر رخ زیبا ہیں کیونکر نہ وہ زلفیں
وہ سانپ حفاظت کو ہیں اک گنج کی پالے

صیاد چمن ہی ہیں کرے مرغِ چمن ذبح
لبریز لہو سے بھی درختوں کے ہوں تھالے

پیغام اجل ہوتے ہیں اس عشق کے صدمے
یالانفس سر دے الله نہ ڈالے

دشمن سے سمجھتے ہیں ہم اوس دوست کو بدتر
مشتاق کو منھ اپنا دکھا کر جو چھپا لے

مضمون ہی نو تشبیع رخِ یار کا آتش
شاعر نے اسی فکر کے سانچے میں جو ڈھالے

آبلے پاؤں کے کیا تو نے ہمارے توڑے
خار صحرائے جنون عرش کے تارے توڑے

ذقن و رخ میں نہ جا بوسوں سے باقی رکھی
ثمر و گل چمنِ حسن کے سارے توڑے

[illegible]

بیدردودرد مند کا احوال کھلگیا
ہنگامہ حسن وعشق کا یون ہی ہیگا گرم
مالوف یار مجھسی ہین شیدائے یار ہون
خون جگر سے پرورش شیر تشنے کی

بیمار تندرست سی ناشاد وشاد سے
فتنے نہ بار آئین گے شر وفساد سے
مشتاق ہمد گر ہین وہ دل اتحاد سے
فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے

دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا
آتش نہ کم سمجھ اوسے ابن زیاد سے

یکس رشک مسیحا کا مکان ہے
خدا پنہان ہے عالم آشکارا
دل روشن ہی روشنگر کی منزل
تکلف سے بری ہے حسن ذاتی
پسیجے گا کبھی تو دل کسیکا
برنگ بو ہون گلشن مین ہین بلبل
شگفتہ رہتی ہے خاطر ہمیشہ
چمن کی سیر پہ ہوتا ہے جھگڑا
بہت آتا ہے یاد اے صبر مسکین
الہی اکیدل کس کس کو دون مین
یقین ہوتا ہے خوشبوئی سے اسکے

زمین یان کی چہارم آسمان ہے
نہان ہے گنج ویرانہ عیان ہے
یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے
قبا سے گل مین گل بوٹا کہان ہے
ہمیشہ اپنی آہون کا دھوان ہے
بغل غنچہ کی سیر آشیان ہے
قناعت بھی بہار بے خزان ہے
کمر سیدھی ہے دست باغبان ہے
خدا خوش ہے کہ تجکو نوجوان ہے
ہزارون بت ہین یان ہندوستان ہے
کسی گلرو کا غنچہ عطردان ہے

189

ظاہر بازی ایام ہے باطن سے خلاف
دانہ ہوتا ہے عیان دام نہان ہوتا ہے
وعدۂ شب ... مہر لقا [illegible]
جلوہ گر رات کو خورشید کا گمان ہوتا ہے
باتین کرتا ہون نگاہون [illegible]
دیدۂ شوق سے پیکان [illegible] زبان ہوتا ہے
ابروے یار سے قوت [illegible]
[illegible] کمان ہوتا ہے

پردۂ غیب کا احوال عیان ہوتا ہے
سبزۂ دل سے [illegible]
حسن ہیتا نہیں [illegible] خزان ہوتا ہے
حسرت انجام جہان گذران ہی [illegible]
پیالۂ زمزم وہ زنخدان کا گمان ہوتا ہے
صورت کعبہ دکھاتے ہین [illegible]
ابروے [illegible] بہشتی کا گمان ہوتا ہے
حسن کو داغ لگا [illegible] نسیم گلزار
تن نازک مین رگ گل کا نشان ہوتا ہے
فرش گل پردۂ نزاکت سے [illegible]
[illegible] کمان ہوتا ہے

فصل بہار آئی خزان بار ہا ہوئی
انکھون مین سب سنوز ہماری شراب ہے
دیوان گان عشق گرفتار حال ہین
تو لے پری اسیر طلسم حجاب ہے
تصویر یار دیکھی ہے فردای حشر کو
اتنا تو ہم کہین گے دہن لاجواب ہے
شاعر پسند حسن پر آشوب ہے ترا
دیوان روزگار کا تو انتخاب ہے

چشم تر عالم نیرنگ دکھاتی ہے مجھے
زیر دیوار جو بیٹھون تو حسد ہے میرے

برج آبی مری رہنے کا مکان ہوتا ہے
سایہ سر پر سے دبے پاؤن وہان ہوتا ہے

جا ہے نا مرد نہین بزم مین اپنے آتش
مصرع تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

خدا محفوظ رکھے دل کو اوس افعی کاکل سے
نہین ممکن سلامت چھوٹنا مو ہی کی جنگل سے

شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر
چمن سرسبز ہے باران رحمت کی تفضل سے

اگر بام آوری مقصود ہے نیکون سے صحبت رکھ
ہوا ہے شہرہ آفاق لفظ طیب سنبل سے

پری لاتی ہے صندل گھسکی مجھہ دیوانے کی خاطر
جو سر مین درد ہوتا ہے کبھی بجنیر کی غل سے

اوٹھائی آستین جو چشم دریا بار سے اپنی
بنے گرداب دور دامن اشکون کے تسلسل سے

چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دل کو ہوتی ہے
طبیعت کو خفا کرتی ہے صحبت خار کی گل سے

خدا پر رکھہ نظر طالب اگر ہے دین و دنیا کا
یقین ہے دولت کونین حاصل ہو توکل سے

ضرر پہنچاتی ہے معشوق کو بیتابی عاشق
پھٹے ہین پردہ ہا گوش گل فریاد بلبل سے

اثر پیدا کیا گردش نے اسکے دور ساغر کا
تری آنکھون نے کیفیت اوٹھائی ساغر مل سے

منغص کی طبیعت یار بن سامان عشرت نے
دماغ اپنا پریشان ہو گیا مینا کی قلقل سے

شب مہ مین جو دریا کی کنارے جا کے روتا ہون
گذر جاتی ہے کشتی مار کر ٹھوکر سر پل سے

قیامت مین بھی کوئی حال کو اونکے نپوچھیگا
کیا ہے کشتہ تو نے جنکو شمشیر تغافل سے

نہایت بہشت خاک آتش بیکس کو حسرت ہے
کبھی دامن تلک پہنچی صبا تیرے توسل سے

[illegible]

ستے نہین ہین سامنے سے اشک ایک دم
آتش ہمارا تشنہ دیدار آب ہے

تنگ دنیا کی خرابی مین ہون نازک خو بہر
ماہ نو دیکھ کی دکھلایے ہم صورت یار
سیر گلشن مین ہوا یار برابر جھگڑا
قسمع بید و بہ آئینہ بے زنگ ہو وہ
حسن کافر کو کیا ہے مطلع الاسلام
غسل کرے ہین دریا مین نہانیکو نہجا
لب جان بخش سے ہے چشم فسونگر کا سوال
جس قدر ہووی دراز اسکو صنم ہونی دے
نہین معلوم ان انکھون کا ارادہ کیا ہے
زخم خندان ہی بعینہ گل خندان ہر ایک
صورت جام سبو ہجر کی شب گھبرا کر
سونگھا منہ کو تری سونگھا تو بد تر نکلی
دیکھا چشم سیہ کو تری کہتے ہین عرب
حور نکیر مرے پاس آیا ہے عزرائیل
رحم کر واسطے اللہ کے خاموش آتش

درد سر ہونے لگا فاختہ کی کو کو سے
ہر مہینے مین ہوا عید کا چاند ابرو سے
مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے
کم نہین خوبی مین کچھ ساق صنم آلو سے
بوسہ خال لیا جز یہ لیا ہندو سے
مچھلیان لپٹین گی ای یار تری بازو سے
زندہ اعجاز سے ہو وہی جو مری جادو سے
سنبل باغ کو بڑھ چلنے ندی گیسو سے
کچھ اشارے ہین تو مژگان نے کہا ابرو سے
بوی خون آتی ہے اس باغ مین ہر جو سے
خم گردون کو مین توڑونگا دم یا ہو سے
دہن غنچہ کی بو گندہ بغل کی بو سے
شتر مست کو اندیشہ ہے اس آہو سے
مردہ ہون عشق مین کہتا ہون زخم سرو سے
پردہ گوش جلے نالہ آتش خو سے

191

نامہ بر ہون کان دل غنیمت جانتا ہون عشق مین
خار زار دل کی اس رستی کا نشانہ ہے
زلف و دو دار کی اسکی بیاض صبح پر
نہنے لکھنا چاہیے بیت ابرو جانانہ ہے

غالب آئینہ رکھتا ہی صفا سے دل مرا
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے
قتل سے مجھ سخت جان کے منکر ایقان ہو
حجت قاطع تری تلوار کا دندانہ ہے
واسطے ہر شے کے دنیا مین مقرر ہی محل
شہر مین جنگل ہے مجنون کنج ہے ویرانہ ہی
باغ عالم مین نہین اوس سرو رعنا کوئی حسین
گل ہے اپنا یار یوسف سبزہ بیگانہ ہے

[illegible]

حاضر ہے مرغ دل جو در گوش یار کے
اک سنت پر عزیز نہین اس یتیم سے

تو شاہ حسن ہے تیرا فقیر یار
خط سیہ اشارہ سمجھ لے گلیم سے

دل داوہ حبیب ہون کہ مری جان آ گئی
آواز آشنا تھی گوش کلیم سے

بیدار بخت ہون ہین وہ مومن جو ہی لیے
آتی ہے جو خواب مین باغ نعیم سے

یاد آ گئی بوے پیرہن یار باغ مین
پھرون ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے

اور بھی انکو زیادہ غصہ ورنہ ہے
دو باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے

کشمیر و طوس لیگیے آ کر دو شالہ باف
کچھ پشم جھڑ گئی تھی ہماری گلیم سے

کھلوایا بیڑا علیے سے کھائی جو اوسنے پان
بند ہوائی منہ ہی پاؤ نہین ست گلیم سے

خوش ہو نہ دیکھ کر قد و زلف دہان یار
حرف الم عیان ہی الف لام میم سے

پھندے مین عشق کی نہین جسکا کہ دل پھنسا
نکلے گی جان اوسکی عذاب الیم سے

صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال
شرمندہ بوے گل کی نہین ہم نسیم سے

مر جاؤن پر نہ راز محبت ہو آشکار
واقف نہو کوئی مری حال سقیم سے

اگلی بہار مین تو مجھے یار او تارو ہے
کشتی سے دو آبہ امید و بیم سے

سائل ہین آسمان سے لب نان کی کون لگ
گل کھانیکو تو ابھی نہ لین ہم لئیم سے

دنیا کو تھوکتے نہین دیوانگان عشق
یان طوق ہی طلا نہ زنجیر سیم سے

اک مشت استخوان پہ نہ اتنا غرور کر
قبرین بھری ہوئی ہین عظام رمیم سے

بیقدر ہی سخن جو سخندان کوئی نہین
قدر اس گہر کی ہوتی ہے گوش فہیم سے

اجتک واقف نہین کوئی ہمارے حال سے
سامنا آئینہ کا ہی عالم تمثال سے
پھینکے او سمین مرغ جان چھوڑ کے گون جال کے
اپنی دلجمعی ہوئی زلف پریشان حال سے
سامنے سینہ کے او دل وہین سے خال کے
بیٹھی ہے بندوق کی گولی کہین بھی فال کے
زخم سے کیا اثر رکھتا ہے مضراب کا سی کے
کچھ خبر رہتی نہین صوفی کو اپنے حال کے

۱۹۲

[illegible]

دل اولجھتا ہے نہایت دیکھیے ہوتا ہے کیا	زلف پیچان کچھ اشارہ کر رہی ہے حال سے

عشق تنگ ہو وے نہ وہ ناوک [illegible] شہید
دون جسے تشبیہ اپنے نامۂ اعمال سے

خرام ناز مین شمشیر عریان کی سی روانی ہے
ہر اک شعر اپنا معشوقون کو پیغام نہانی ہے
وہ ایسا کونسا معشوق ہے جسکو نہین چاہا
ترقی حسن کی کھینچی نہین دیتی شبیہ اوسکی
خوش الحان نالہ کش مجھسا نہو گا باغ عالم مین
ہوا سے اوڑ کے پہنچا اوس پری پیکر کے کوچے مین
سنا لی چار دن مجھکو گیا جس عزیمت مین
ترے ہی فرقت مین ہے یوسف قلیل قیمت عاشقون
خیال آیا ہے مجھکو انہون مضمون گیسو کا
جسے دیکھا وہ ماہ چار وہ مطلوب ہے اوسکو
فقیر مست ہون نعمت مری حاضر ہے جو چاہے
نہین بنے کا سودا ہے اس بازار عالم مین
نگہ پھرتی ہے اوسکی یک بیک دیوانہ ہوجائیگا
ستارہ آجکل چمکا ہوا ہے اپنا آتش

تری پاپوش ہے ترک ستمگر سیف خانی ہے
دلیل اسپر ہمارے نظم کا کاف بیانی ہے
یہ فردین جتنی ہین اپنے ہماری بھی نشانی ہے
ادھر بہزاد عاجز ہے ادھر مجبور مانی ہے
فدا اسیری دو زبان گندم داؤد خانی ہے
وہ مجنون ہون جسے تخت سلیمان ناتوانی ہے
کہان پیری ہی ہین ہون جو ہی میری جوانی ہے
غم و اندوہ حرمان کی ہمیشہ میہمانی ہے
زمین شعر پر نازل بلا سے آسمانی ہے
عزیز دل نہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہے
کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے
عداوت کی ہے ارزانی محبت کی گرانی ہے
پری سمجھا ہے دل جسکو بلائے ناگہانی ہے
موافق ہے فلک اوس ماہ رو کی مہربانی ہے

193

گھر مین آگ لگا کے ہولی ابراری کی
یقین کو
دکھا دی سینا صفا کی دن اپنی دیوانی کی
عجب نہین پر جنون کی بدزگواری کی
آ وڑون کان کو مجنون کی کرش طفل شرماری
وہ دل سے یا جو ملیگا تو جان نثاری
وصال شاہد مقصود ہوگا بعد فنا
کسو کو تھا سورۂ یوسف زبان قاری
جمال دوست [illegible]
سبو غنچہ شراب معمور و جام گل لبریز
بلند گرد ہوئی [illegible] سواری
[illegible] گریبان تری سواری

[illegible]

رقیب کو تری تلوار نہ بجان رکھے
ہماری خاک سمجھنا اوسے ہماری بعد
تری دہان و کمر کا ہی ذکر ورد زبان
چمک سی ہی بہت برق سی بلاؤن گا
تمنا ہے جسن ہین اوسکو خدا روان رکھے
سوال بوسہ پہ انکار جبر کرتا ہے
ہرا بھرا رہے اے باغبان ترا گلزار
اکیلا پاسکے نہین چھوڑیگا یہین ہمکو
حقیقت چمن دہر سے جو ہوا آگاہ

جو سر فراز ہو عاشق تو زخم کاری ہے
رہی جو گرد نہ پیچھے تری سواری ہے
ہمیشہ بحث ہی فرضی و اعتباری ہے
ترے دوپٹے کی اوتری ہوئی کناری ہے
قلم نے پاؤن نکالے ہین سر گذاری ہے
کنارہ کرتے ہو کیا امر اختیاری ہے
و داغ تازہ رہین نکہت بہاری ہے
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری ہے
گل مراد جو غنچے تو ہر اک کیاری ہے

وصال یار نہین تو وصال گور ہی ہو
جو کچھ کہ ہونا ہو آتش ہوا ہو زاری ہے

عاشق جانباز کی گردن پر احسان کیجیے
وصل کی شب عیش و عشرت کا یہ سامان کیجیے
اپنی صورت دیکھنے سے اکدم فرصت نہین
کم نہین خورشید سے داغ جنون مین روشنی
راہ مین اکثر کنوان کھواتی ہین لوگ آپ بھی
منہہ تو دکھلا دے خدا ایسا اگلون سے بیشتر

طشت و سر موجود ہے شمشیر عریان کیجیے
خود بھی عریان ہوجیے اوسکو بھی عریان کیجیے
توڑ کر آئینہ اوس خود بین کو حیران کیجیے
صبح ہو جائے جو چاک اپنا گریبان کیجیے
فی سبیل اللہ یہ چاہ زنخدان کیجیے
چاک لے صبح بہار اپنا گریبان کیجیے

وہ قد جو الف سا تھا سو اب دال ہوا ہے
مقبول ہر سخن قول سے قوال ہوا ہے
صوفی کو غزل کا مری حال ہوا ہے
اون پاؤن سے آوازۂ خلخال ہوا ہے

اے ابر کرم تو ہی جو سفید اسکو کریگا	ہر سو ہین سیہ نامۂ اعمال ہمارے

جو ناز کرے یار بنا دار ہے آتش
خوشتر و خوش اسلوب و خوش اقبال ہوا ہے

یہ کمانداری ہے دم تک عاشق دلگیر کی
وا ہوے ہرگز نہ وہ عقدہ ہو جو بھی تقدیر کی
بسکہ قامت سی ہے آثار قیامت آشکار
آشنا معنی ہے بھی ہو جائیگی صورت پرست
ایک میری قتل ہے دو لطف ہے قاتل ہوا ہے
کھائی ہین وہ چار گل خوبان گل رخسار پر
بوسہ لیتا ہون تو کہتا ہے طمانچہ مار کر
گفتگو تونے غرور حسن سے اے بت نکی
شہرہ ہے گیسوی پیچان کا تمہارے ہر طرف
جنبش مژگان ہے وہ خونخوار کھیلے گا شکار
اپنے دیوانون کو صحرا سے عدم پہنچا دیا
آجکل ہے حسن پر وہ ناز ہین نازان نہین
قہقہے کرتے ہین مثل کبک نالون کے عوض
دولت دنیا سے آتش ہمنے جب پھیری نگاہ

اس نشانہ کو اوڑا گر پر لگ گئے تیر کے
سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے
فتنے ہوتے ہین مرید اس کافر پیر کے
دیکھ لینگے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے
زنگ دل تیرا اٹھا جوہر کھلے شمشیر کے
داغ چند اس عشق مین تجھ ابھی بھی لینگے
دیجیے تعزیر اسے قابل جو ہو تعزیر کے
رہ گئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے
غلغلے ہین چارسو اس دو صد انہ زنجیر کے
صید کے تو وہی لگا وینگے یہ دستے تیر کے
چیر ڈالا آرہ سے مانگ اوس پری چہرہ کے
عاشقون پر پیسکر توڑے ہین دندان شیر کے
عاشق شیدا تمہارے ہین جانسی تصویر کے
جس طرف آنکھ اوٹھ گئی تو وہی لگے اسیر کے

فرقت یار مین جامہ سے ہون باہر رہتا
بیخودی رکھتی ہے مجھے ہی منزل خالی
تیر سے دم سے ہین بجا ستخوان خستہ
اوٹھ گیا تو تو ہوئی یار یہ محفل خالی
جنگ جو یار کا اصلاح پر آیا نہ مزاج
غفلت سے ہوتا ہی نہی الوا عجی جاہل خالی
کعبہ مین ہمکو ہے مقصود بہار فردوس
دل مین جا ہے تری اے حور شمائل خالی
دل سے کے بہار ینکو گلزار مین آنکلا ہون
شور عشق دل خالی

جان شیرین تلخ ہے کھو بیٹھے ہین کیا کیا چاہ کر
بام کیتو نکو

جز اعتبار ایسی دولت نہیں ہے کوئی
جان سے عزیز دل کو رکھتا ہوں آدمی ہو
کیونکر کہوں کہ مجکو حسرت نہیں ہے کوئی
یوں بد کیا کرو تم یوں مال بیچ سمجھے
ہمسایہ بھی خیر خواہ دولت نہیں ہے کوئی
میں پانچ وقت سجدہ کرتا ہوں اوس صنم کو
مجکو بھلا ایسی دیسی خدمت نہیں ہے کوئی
ما و شما کو وہ کرتا ہے ذکر ترا
اس آستان سے خالی صحبت نہیں ہے کوئی

[illegible]

تیرے کشتوں کو نہیں پروائے جنت آخرت
ہو نہ ممکن تو شہیدوں کو کفن کیا چاہیے

میں گدائے حسن ہوں صورت ہی میری ہے سوال
پھر عرض مدعا مجکو دہن کیا چاہیے

دل جلا لینا کہیں تیری طرح سے اے چراغ
ہمکو بالین مزار و انجمن کیا چاہیے

جامۂ عریانی ہے سے تنگ میں دیوانہ ہوں
پھاڑ کھانے کو بدن کی پیرہن کیا چاہیے

تو تو سودائی نہیں میری طرح سے زلف کی
دخل روغن میں تجھے اے یاسمن کیا چاہیے

جان کھونے کے لیے لازم نہیں ہے عشق حسن
ڈوب مرنے کے لیے چاہ ذقن کیا چاہیے

تیوری ہتی ہے چڑھی کچھ تمکو سودا تو نہیں
اس جبین پر گیسوؤں کی سی شکن کیا چاہیے

یہ اشارہ کرتی ہے غربت میں شمشیر قضا
کہلے کتنا ہو جو کچھ اے بیوطن لیا چاہیے

فکر رنگین ہمکو دکھلاتی ہے گھر بیٹھے بہار
منت بلبل نالہ کرنیکو پہ چمن کیا چاہیے

چومتا ہوں پاؤں اے آتش تو کہتا ہے وہ بت
مرد مومن کو طریق برہمن کیا چاہیے

صورت سے اوسکے بہتر صورت نہیں ہے کوئی
دیدار یار سے بھی دولت نہیں ہے کوئی

آنکھوں کو کھول اگر تو دیدار کا ہے بھوکا
چودہ طبق سے باہر نعمت نہیں ہے کوئی

ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
ایسی دلیل ایسی حجت نہیں ہے کوئی

یہ کیا سمجھ کے گرویدہ ہوتے ہیں آپ ہمسے
پی جائیگا کسکو شربت نہیں ہے کوئی

میں نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
معذور رکھیے وقت فرصت نہیں ہے کوئی

ہم کیا کہیں کسی سے کیا ہے طریق اپنا
مذہب نہیں ہے کوئی ملت نہیں ہے کوئی

ردیف التاء

[illegible]

رہ جانا پیچھے جسم کا جان سے عجب نہیں
اس کارواں کی گرد پس کارواں تھی

نافہمی کی دلیل ہے یہ سجدہ سے ابا
ابلیس کو حقیقت آدم عیاں تھی

عاشق کے ساتھ ہی سودائے کوے یار
مومن نتھا وہ جسکو ہوای جناں تھی

بانگ جرس سے آگے ہر اک کا قدم رہا
گرد اپنے کارواں کی پس کارواں تھی

افسوس کیا جوانی رفتہ کا کیجیے
وہ کون سی بہار تھی جسکو خزاں تھی

نالوں سے ایک دن نہ گئے گرم گوش یار
آتش نگر تمہارے دہن میں زباں تھی

لخت جگر کو کیونکر مژگان تر سنبھالے
یہ شاخ وہ نہیں جو بار ثمر سنبھالے

دیوانہ ہو کے کوئی پھاڑا کرے گریبان
ممکن نہیں کہ دامن وہ بخیہ گر سنبھالے

تلوار کھینچکر وہ خونخوار ہے یہ کہتا
منھ پر جو کھاتے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے

اسد ناتوان کو دے طاقت توانا
ہیکل کا بوجھ اونکی نازک کمر سنبھالے

تکیہ میں آدمی کو لازم کفن ہے رکھنا
بیٹھا رہے مسافر رخت سفر سنبھالے

اکدم نہ تھمنے دیتی اونکی تنک مزاجی
رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے

وہ نخل خشک ہو ہمیں اس گلستان جہاں میں
پھرتا ہی باغبان بھی مجھپر تبر سنبھالے

اوڑتے ہیں ہوش تیری دیکھی سوای بر بر
ممکن نہیں حواس خمسہ بشر سنبھالے

حرف درشت سنکر ہیں کان دل دکھاتی
اپنی زبان فرادہ رشک قمر سنبھالے

ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی
لاتا جواب خط کو اہی نامہ بر سنبھالے

کبھی نور اوہر بھی تیری بوی پیرہن مجھکو
اوٹھا پردہ دوئی کا شاہد توحید کی نظر سے

گل رخسارہ صیاد سے بو عشق کامل ہو
قفس میں آشیانی کی ہوا مرغ چمن مجھکو

ابتدا

چھوڑ سکے نہ منھ کو سزاوار تھی بات تھی
غنچہ دل کو نہ ملنا تھا تری صورت سے
نہ ملاقات تھی جبتک کہ ملاقات تھی
اب ملاقات ہوئی ہے تو ملاقات نہیں
در تری درگاہ میں کس روز نہ خارات تھی
انتہا بخت کی وقت ملاقات نہیں
صبح تک شام سے یا ہو سے سوا بات تھی
دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات تھی
حواس خمسہ زائل ہوں جو یا تجنن مجھکو
الٰہی اکسے آتش دعا سے مرد مومن ہوں
وطن میں ہوں اگر مجھکو میں یاران وطن مجھکو

ابتدا سے تجھے سو جو دیکھتا تھا مین	سیر سے تیرے کبھی پہلو کی ملاقات تھی
اے نسیم سحری بہر اسیران قفس	تحفہ تر نکہت گل سے کوئی سوغات تھی
جن دنون عشق رلاتا تھا ہمین صورت ابر	کونسی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات تھی
کیا کہون اوسکے جو مجھپر کرم پنہان تھے	ظاہری یار سے ہرچند ملاقات تھی
جسنے باندھی ہوے گاتی تجھے دیکھا پھر کا	دلربا تھے تمہی جان تری گات تھی
خاک مین ملگئے اے شاہ سوار اہل نیاز	ناز معشوق تھا توسن کی تری لات تھی
لب کے بوسے کا ہے انکار عجب اے یار	پھیر ہی سائل سے جو منھ کہ وہ تری ذات تھی
کمر یار تھی ازبسکہ نہایت نازک	سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات تھی
جن دنون ہوتا تھا گھر مین ہمارے شب باش	روز روشن سے کم اے مہر لقا رات تھی

بے شعور ونے نسمجھا تو سمجھا آتش
نکتہ سنجون کے لطیفے تھے تری بات تھی

نازو ادا ہے تجھسے دلارام کے لیے	یہ جامہ قطع ہی ترے اندام کے لیے
وحشت مین کعبہ کو جو گیا کوسے یار سے	لتے جنون نے جامۂ احرام کے لیے
عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا	حاجت قصور کی نہین الزام کے لیے
کیا کیا بجے گی کیسا دے گی زبان اوسے	تسبیح ہنسنے لی ہے ترے نام کے لیے
طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ	آغاز ہی مین روتے تھے انجام کے لیے
اچھا نہین مقابلہ اوس چشم شوخ سے	اک دن شکست فاش ہی بادام کے لیے

[illegible]

کس کس ستارے نے شب ہجران دکھائی آنکھ
گل چاک چاک کر رہے ہیں اپنے پیرہن
صانع ہے وہ یہ صورتیں ہیں اوسکی صنعتیں
ہمکو بھی قید غم سے چھڑاوے گلے لگو
لگ چل نہ گلرخون سے نسیم چمن کی طرح
اے بت اسیر عشق نکر زاہدون کو تو

پیر فلک کا لاکھوں ہی فتنہ مرید ہے
شاید قبا ہے یار کی قطع و برید ہے
اللہ ہے قدیم یہ عالم جدید ہے
زندانی چھوٹتے ہیں تصدق میں عید ہے
بوسے حسین انہیں تو خوے یزید ہے
قید نماز ہے نہیں قید شدید ہے

تحسین سمجھتا ہوں جو یہ نفرین کرے مجھے
انصاف ان قبروں سے آتش بعید ہے

ہر چشم کو دیدار ترا مد نظر ہے
اوس خال اوس ابرو کی ہمیں خوب خبر ہے
موہی رگ گل ہے کہ وہ باریک کمر ہے
بیکار بنائے نہیں آنکھوں کے پیالے
قالب کی طرح روح دکھائی نہیں دیتی
گردش ہی اشارہ ہی سے ترے ہفت فلک کو
سو نگھی جو اوسے سانپ کے سونگھے کا ہو عالم
دید کمر یار کی مشتاق ہیں آنکھیں
یہ صدمے اوٹھاتی ہیں جدائی میں کسیکے

جو گوش ہے مقصود اوسی ترے خبر ہے
یہ گوے سعادت ہے وہ چوگان ظفر ہے
میں ہیچمدان ہوں مجھے کیا اسکی خبر ہے
دیدار کا سائل ہو جو یار آئے نظر ہے
نہان یہ مسافر ہے عیان گرد سفر ہے
چشمک زنی انجم کی سمجھے مد نظر ہے
اوس زلف کی بو میں سم افعی کا اثر ہے
ہستی میں تماشا ہی عدم مد نظر ہے
دو قطرہ خون میں نہ تو دل ہے نہ جگر ہے

میہمانوں میں ہیں اس خوان فلک کے ہم بھی
اپنی قسمت کی بھی ہے شان جوں تھوڑی سی
ہرگز اون ہونٹوں سے کرتا نہ صفا کا دعوی
آبرو تیری بڑی اسکے در شمن تھوڑی سی
عفو ہو جائینگے ہرچند کہ لاکھوں ہوں گناہ
یہ عطا ہے تری رحمت کی قرین تھوڑی سی
چار دن لپٹے محبوبوں سے محبت کرتے
لذت عشق بھی چکھتے بہ حسین تھوڑی سی
الجھوں تنگ نہ ہو وسعت کونین کو دیکھ
ہمیں تھوڑی سی جگہ ہے تو ہیں تھوڑی سی
[illegible]

گوش زد ہو وہ کہ جو [illegible]
یقین اپنی بھی جو ارباب [illegible] تھوڑی سی
توبہ کرنی ہی گناہوں سے [illegible]
ورنہ فرصت ہے دم بازپسین تھوڑی سی
[illegible]

قدرت العمر ہے اک چشم زدن کا وقفہ	گر لین ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی

فکر رنگین سے لگا اسمین بھی اک باغ آتش
ربع مسکون سے الگ ہے یہ زمین تھوڑی سی

موت کو سمجھے ہین گبر و مسلمان آئی	روح قالب مین ہے دور زندان آئی
بوے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب	عقد الحمد صبا مصر سے کنعان آئی
ہم سے دیوانے بھی ہو ونگے پر یہ سائل	اس طرف ہے جو سواری سلیمان آئی
آئینہ نے رخ انور پر اجارہ باندھا	شانہ کے حصہ مین وہ زلف پریشان آئی
یہ صفاتین ہین کہان کتم عدم سے باہر	جسم کی طرح تری روح ہے عریان آئی
ڈھونڈین اپنے لیے معشوق کوئی گرما گرم	فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی
گلشن دہر بھی ہے کوئی سراے ماتم	شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی
جو گنہ وصل مین سرزد ہوئے تھے عفو ہوئے	فارغ البال ہوا مین تب ہجران آئی
خط کا آغاز ہوا اوس رخ نورانی پر	چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی
سر شوریدہ کو اوس زلف کا سودا ہین خوب	اس بلا مین تو پھنسا شامت افسان آئی

عشق بلبل مین اثر ہے تو قفس مین آتش
بوے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

بادبان کا کام کرتی ہے گھٹا برسات کی	کشتی مے سے موافق ہے ہوا برسات کی
جھومتی آتی ہے مستانہ گھٹا برسات کی	ساتھ کیفیت کی چلتی ہے ہوا برسات کی

ابر مین بے نشہ کے الدم رہا جاتا نہین
حسرت ساقی مین روتا ہون جو مین ... ہوا برسات کی
خوف بدمستی کا رکھتی ہے عذار ...

ردیف الیا

آتش

گرد پھرنے کا ترے سودا ہوا ہے ہمکو یار
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہے

دائرہ مین عشق کے جسنے کہ مارا ہے قدم
صفحہ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہے

خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین
نکتہ مین یہ ہے وہ آسمان گردش مین ہے

جستجو مین تیرے انجم کی طرح اے ماہ حسن
ذرہ ذرہ ہو کے خاک عاشقان گردش مین ہے

گنبد گردون سے نکل جس طرح سے ہو سکے
ڈر ہے گر پڑیگا آتش یہ مکان گردش مین ہے

ماسوا تیرے نہین رہنے کا کچھ یا باقی
جو ہے فانی ہے تری ذات ہے الا باقی

نوجوانی کی ہے پیری مین تمنا باقی
موسم گل کی گئی پر بھی ہے سودا باقی

دل کو اک سرو سے قد کی ہے تمنا باقی
روح کو ہے ہوس عالم بالا باقی

دیکھ لین ہے جو قیامت کا تماشا باقی
ہو چکے وہ بھی جو ہے صحبت فردا باقی

تنگ غنچہ سی دہن گو کہ ہے اوس گلرو کا
پھر بھی ہے بوسہ عاشق کی لیے جا باقی

رقص کرتی ہین جو بسمل تو یہ کہتا ہے وہ ترک
مجلس آخر ہوئی لیکن ہے تماشا باقی

جان پر بنگئی دم گننے لگا مین شب ہجر
گنتے گنتے نہ رہا جب کوئی تارا باقی

ساقیا گردش ساغر مین تامل کیا ہے
خم و خمخانہ ہے باقی مے و مینا باقی

میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجکو
اوٹھتے اوٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی

عشق کی شرط ادا کرتے ہین انشا اللہ
کوئی دن ہے یہ محبت کا تقاضا باقی

آخر کار ہے میلے سے جہان کی چلنا
سیر کرتا رہے کوئی تماشا باقی

مشکل نزع بھی آسان ہوئی جاتی ہے
نفس یہ جنگل ہے روح کو ایذا باقی

اس قدر سینہ غم عشق سے معمور ہوا
نہ رہی دل مین مرے حسرت دنیا باقی

دہن یار کی شہرت سے دہن ثابت ہے
نام باقی نہین گو نا کہ ہے عنقا باقی

ٹکڑے ٹکڑے ایسا مجھے قاتل نے کیا ہے کہ نہین
گور مین جا کو جدا ہونے کو اعضا باقی

حسن ہے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے
روے گل دی شبنم ودی ابر و نظر آیا مجھے

راز دل افشا نہوا یدل کہی کہتا ہون مین
تیری تلوار اوسکو سمجھا مین اوسے مشتاق زخم

دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کی طرف
دل شب فرقت رہا سینہ مین مرده کی طرح

کہکشان نے ساق بازی یار کا دھوکا دیا
سا سناخ کا تر ہے گل نے کیا تھا ایک روز

خال مشکین کا ترے جس رات افسانہ سنا
اے فراق اب عہد وصل دائمی ہے یار سے

جب ترے روے عتاب آلودہ سے تشبیہ دی
تو وہ گل ہے باغ عالم مین کہ جسکی واسطے

حاجیون کی طرح سے میں نے لیا اوسکا طواف
تو نے دکھلائی صنم برقع کی جالی جو آنکھ

وصل کی شب کر دیا بیکار رعب حسن نے
مہرہ کی وصلی سے تھا وہ صفحۂ رو بسکہ صاف

چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے

پیش پیغمبر ترا گیسو نظر آیا مجھے
سرو باغی قد لی بازو نظر آیا مجھے

پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے
جب کوئی تشنہ کنار جو نظر آیا مجھے

یوسف اس بازار مین ہر سو نظر آیا مجھے
گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے

ماہ تابان کاسۂ زانو نظر آیا مجھے
رنگ اوڑا ایسا گل خوشبو نظر آیا مجھے

سو گیا تو خواب مین ہندو نظر آیا مجھے
بیطرح سمجھا اگر پھر تو نظر آیا مجھے

لالۂ آتش رنگ و آتش خو نظر آیا مجھے
گل بھی آوارہ برنگ بو نظر آیا مجھے

کعبہ سنتا تھا جسے وہ کو نظر آیا مجھے
دام مین پھنسا کے آہو نظر آیا مجھے

دست و پا ہر ایک بے قابو نظر آیا مجھے
قطعۂ ابو بتاوہ چار ابرو نظر آیا مجھے

سامری نا واقف جادو نظر آیا مجھے

کیا کہیے کہ ہے سوزش و داغ جگر ایسی
سنتا نہیں وہ غیرت شمشاد قمر ایسی

کوشش کا ارادہ ہے رہ مہر و وفا میں
پھر کھل نہ سکے بازوے [illegible] کمر ایسی

پیری میں جاتا ہے جو دل داغ جوانی
پنبہ سے بھی گرمی نہیں کرتا شرر ایسی

نازکی ہے رگ گل سے فزون [illegible]
دیکھی نہیں البتہ کسی نے کمر ایسی

ردیف ی ۲۰۲

[illegible]

جان بخش لب کا یار کے رتبہ بلند ہے	فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہے
مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہے	اقبال ساغر و خم و مینا بلند ہے
بالا ہے بام تمانہ وہ بالا بلند ہے	گردن وہ ہے جو بہر تماشا بلند ہے
پروانے جلتے ہیں تری برق جمال کے	شمعوں کے سر سے آتش سودا بلند ہے
بیداغ ہونے سے رخ رنگین یار کے	داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہے
دو ساغر شراب ہیں دو چشم مست یار	گردن مثال گردن مینا بلند ہے
خال سیہ ہوا ہے جو رخسار پر وہ ماہ	کیا اندنوں زحل کا ستارا بلند ہے
طوفان نوح ہو مرے اشکوں کے جوش سے	مرغ ہوا سے تا ہے دریا بلند ہے
افضل نہو گا بڑہ کے تربت قدسی سے باغ	کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہے
باغ جہان میں فتنۂ محشر سے کم نہیں	بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہے
دل کا مرے بخار نکالا ہے آہ نے	شعلہ شرر سے تا بہ ثریا بلند ہے
سبزہ سے روے یار کے ہے ابروؤں کو نور	فرمان کے خط سے منزل طغرا بلند ہے
بحر جہان میں حالت مجنون بنا ہے	ہر اک حباب محمل لیلے بلند ہے
پوشاک سرخ پہنے ہیں وہ بام پر کھڑے	اپنی نظر میں طور سے شعلا بلند ہے

آتش یہ جان لے جو سر مو سفید ہو
شب ہے اخیر صبح کا تارا بلند ہے

مجھے مستی میں جو ہو شیشہ و ساغر ٹکڑے	ساقیا کیجیو میرے بھی برابر ٹکڑے

۲۰۳

نامہ شوق کا عاشق کی ہو ...

برابر ذرے خط ہوتا ہے بازو کبوتر ٹکڑے

سر فرہاد کے تیشے سے یہ آئی ہے صدا

جڑ دیے ... دست قدرت نے یہ الماس کیونکر ٹکڑے

زخم کاری کا جو سائل ہوں کسی ترک سے میں

نان نعمت سے کہ کھاتا ہے مقدر ٹکڑے

در سلطان کا گدا ہوں ...

دل عاشق کی طرح ہونگے منور ٹکڑے

خوشخطون پر جو طبیعت مری آئی ہوتی	مجھسے وصلی کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی
آنکھ آئینہ سے تمنے جو لڑائی ہوتی	رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی
تار سنبل کوئی کہتا ہی رگ گل کوئی	کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی
عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتا ای یار	اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی
خواب مین وہ قد دلکش جو نظر آجاتا	جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی
کمر یار بھی آنکھون کو دکھائی دیگی	ناف تک تو ہی نگاہون کی رسائی ہوتی
صاحب ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا	دو جہان مین نہ محبت کی سمائی ہوتی
چشم بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے	بوے گل پیرہن یار سے آئی ہوتی
میرے گریہ کا فسانہ وہ پری رو سنتا	گوش گل تک در شبنم کی رسائی ہوتی
ہنسنے چوما ہی یار کو گستاخی سے	مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی
کلیان آب گہر کی بھی جو خوشتر کرتے	تیرے دانتون کی جو دانتون مین صفائی ہوتی

سہل چھٹنا نہین اوس راحت جان کا آتش
روح قالب مین ہی مشکل سے جدائی ہوتی

تیغ مین جوہر کہان وہ ابروِ خمدار کے	زخم دکھلائی نہین دیتے ہین کس تلوار کے
ڈال دیتا ہون جو مین اوسکو گلے مین یار کے	بوے یوسف آنے لگتی ہی گلون سے ہار کے
رہگیے مشتاق طالب جلوہ دیدار کے	مار ڈالا اوس پری پیکر نے جھپٹ مار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے	جن چڑھا ہی اوسپر جو ٹھہرا ہی سایہ مین دیوار کے

خار و گل دونون بغل پروردہ ہین گلزار کے
کس طرف بھجوای ہمکو دیکھے سلطان عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین یہ اس سرکار کے
خال لب جب شفا ہے واسطے بیمار کے
دیکھکر آئینہ کہتا ہے دوا بیمار کے
طرہ کے قابل ہی سر گردن ہی لائق ہار کے

ردیف ی ۲۰۴

باغ مین پی ہے شراب اوس نے جگہ جگہ بارہا
چھینٹے اکثر کیے ہین لالہ کی دستار کے

کعبۂ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کے

نافہمی اپنی پردہ ہے دیدار کے لیے
ورنہ کوئی نقاب نہین یار کے لیے

نور تجلی ہے ترے رخسار کے لیے
آنکھین مری کلیم ہین دیدار کے لیے

فدیے بہت اوس ابروے خمدار کے لیے
جوہر کی کچھ کمی نہین تلوار کے لیے

قول اپنا ہی یہ سبحہ و زنار کے لیے
دو پھندے ہین یہ کافر و دیندار کے لیے

لطف چمن ہے بلبل گلزار کے لیے
کیفیت شراب ہے میخوار کے لیے

سیری نہو گی تشنۂ دیدار کے لیے
پانی نہین چہ ذقن یار کے لیے

اوتنی ہی ہے نمود مرے یار کے لیے
شہرہ ہے جس قدر مرے اشعار کے لیے

دشت عدم سے آتی ہین باغ جہان مین ہم
بیداغ لالہ و گل رخسار کے لیے

شمشاد اپنے طرے کو بیچے تو لیجیے
اوس لالہ رو کی لٹ پٹی دستار کے لیے

دو آنکھین چہرہ پر نہین تیرے فقیر کے
دو ٹھیکرے ہین بھیک کے دیدار کے لیے

سرمہ لگایا کیجیے آنکھون مین مہربان
اکسیر یہ سفوف ہے بیمار کے لیے

حلقہ مین زلف یار کی موتی پروسیے
دندان ضرور ہین دہن مار کے لیے

گفت و شنید مین ہون اسیر دن بہار کے
گل کے لیے ہے گوش زبان خار کے لیے

بے یار سر پٹکنے سے ہلتا ہے گھر مرا
رہتا ہے زلزلہ در و دیوار کے لیے

ردیف ی ۲۰۵

زنجیر و طوق جو کہ ہے بازار دہر مین
سودا ہے اوس پری کے خریدار کے لیے

دولت سرا ہے یار کی دیوانگی کے لیے

معشوق کی زبان سے ہے دشنام دلپذیر
شیرینی زہر ہے تری گفتار کے لیے

جان سے عزیز تر ہے مرے دل کو داغ عشق
مہتاب ہے لحد کی شب تار کے لیے

وہ مست خواب چشم ہے کوئی بلا سے بد
آفت ہے فتنۂ بیدار کے لیے

آنکھیں تمہاری پھر گئیں آئینہ دیکھ کر
آخر غرور حسن سے باہر نکل چلے
آسودہ سیر ہو کے ہوئے بد لے [illegible] چلے

سونیکی پتے ہو وہین ہر اک گل کی کان میں	مقدور ہو جو بلبل گلزار کے لیے
گلہائے زخم سے ہوں شہادت طلب نہال	توفیق خیر ہو تری تلوار کے لیے
اندھیر ہے جو دم کی نہ او سکے ہو ر روشنی	یوسف ہر اک چراغ ہی بازار کے لیے

احسان جو ابتدا سے ہے آگے قسم وہی آج
کچھ انتہا نہیں کرم یار کے لیے

ٹھہرے نہ پھر جو راہ میں تیر نکل چلے	غسل ہو گئی جو پاؤں تو ہم سر کے بل چلے
جوبن سے اپنے زیب وہ باغ فرح کل چلے	رنگ ان گلوں کے چار ہی دن میں بدل چلے
پھیلا کینگے بہار کے خط شوق یار تک	قاصد سے کم نہیں ہیں جو آنسو نکل چلے
خط یادگار چھوڑ چلے گیسوان یار	یہ سانپ چلتے چلتے بلا زہر اگل چلے
ارہ کی پیچیں کھکے انہیں کاٹیے ذرا	شمشاد و سرو قد سے تمہارے نکل چلے
ساقی معاف رکھ مجھے ساغر کشی سے تو	ہے کیا پیے وہ دو وہ جو بیکار اوبل چلے
درگاہ یار سے یہ کرامت نہیں بعید	کھلی ہیں پاؤں راہ میں اوسکی جو شل چلے
سر ہاتھ پر لیے ہوئے ہیں کشتی کھڑے	وہ تیغ ناز آج چلے خواہ کل چلے
جو کچھ عذاب زیر زمین ہو عجب نہیں	ساتھ اپنے گور میں بھی ہماری عمل چلے
کی والوں نے شوق کی تکلیف کو یار	لیکن مجھے بہشت میں حسن عمل چلے
اتنی شکارگاہ جہان میں ہے آرزو	ہم ساتھ نئے ہوں اور تمہاری رفل چلے
اوٹھتے ہی تیرے ہونے لگے منتشر حواس	دو کوہ تھی جو صبر و تحمل وہ ٹل چلے

ویرانہ شہر ہوں تری شمشیر ناز سے
وہ زخم تیغ عشق ہوں میں روزگار میں

اے ترک جیسے منزل سودا ہو سر مرا
گہ تیر بنتی ہے کبھی خنجر کبھی سنان

ہوں کہنہ عاشق رخ محبوب آئینگے
رہتی ہے فکر تازہ مضامین کی منتظر

رخسار خط نکالے گا اوس شاہ حسن کا
قید نقاب و قید حیا و حجاب و شرم

آباد ہو وین گنج شہیدان نئے نئے
منہ سے سے لگے ہین جسکے نمکدان نئے نئے

گیسو ترے ہوے تھے پریشان نئے نئے
لائی ہے ساتھ یار کی مژگان نئے نئے

سوہم ہین سیری حافظ قرآن نئے نئے
اس گھر مین آ نکلتے ہین مہمان نئے نئے

پیدا اگر کیا مور سلیمان نئے نئے
یوسف ہمارا رکھتا ہے زندان نئے نئے

کیا باغ کوے یار ہے سیر اسکی کیجیے
آرایش شگوفہ پھوے لیتے ہین یہان نئے نئے

جوہر نہین ہماری ہین صیاد پر کھلے
شیشے شراب کے رہین آٹھو پہر کھلے

کچھ تو ہمین حقیقت شمس و قمر کھلے
انصاف کو ہین دیدۂ اہل نظر کھلے

رنگریز کی دکان ہین بھری ہوں ہزار رنگ
کیا چیز ہے عبارت رنگین بین شرح شوق

جو چاہین یار سے کہین اغیار غم نہین

لیکن قفس کو اوڑ گئے رکھا جو پر کھلے
ایسا گھرے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے

کس کجکلہ کے عشق مین پھیری ہین سر کھلے
پردہ اوٹھا کہ پردۂ شمس و قمر کھلے

طرۂ وہ ہے جو یار کی دستار پر کھلے
خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے

خواجہ کو ہین غلام کی عیب و ہنر کھلے

۲۰۷

شرم تجکو بہت اے آئینہ رو آتی ہے
میری صورت سے مگر عشق کی بو آتی ہے

صبح تک دیدۂ تر سے نہین آنسو تھمتے
پانی کرنیکو شب ہجر لہو آتی ہے

موسم گل کی ہوا نے کئے ساقی بیکار
بط مے اوڑ کے لب سبو کو چھو آتی ہے

فصل گل باقی ہے کر لونگا گریبان پھر چاک
آنے دو سوزن اگر بہر رفو آتی ہے

پاکدامانی معشوق کا سودا ہے جنہین
نیند اونکو نہین بے قید وضو آتی ہے

کونسا نقش قدم چاند سی تصویر نہین
اوس صنم کو روش خامۂ مو آتی ہے

سانس کی طرح رہا کرتی ہین عاشق نالان
چھیڑ طرفہ تجھے اے عربدہ جو آتی ہے

خون دل آنکھون مین اسطرح سے بھر جاتا ہے
جام مین جیسے کہ صہبائے سبو آتی ہے

قد مین اوس حور کے طوبا کا ہے سارا انداز
زلف سے سنبل فردوس کی بو آتی ہے

کمر یار کی قمری ہے مگر دیوانی
غیب سے پہنے ہوے طوق گلو آتی ہے

دور پہنچا ہے کمال اوسکی صفا کا شہرہ
دیکھنے حور وہ آئینہ رو آتی ہے

کرم حق سے ہے گلزار توکل سرسبز
کشتکی دریا سے مری باغ مین جو آتی ہے

خوش تماشا ہی وہ نہین جامۂ عریانی کی
اسمین کب نوبت پیوند و رفو آتی ہے

یار جانی کا ذبیحہ ہیں جلا لے اے موت
قبض کرنیکو مری روح جو تو آتی ہے

مے سے کرتا نہین لبریز اسے کیون ساقی
قالب جام مین یہ روح سبو آتی ہے

سرو قد کا ترے سودا جو سنا ہے قمری
میرے سر بار نکو طوق گلو آتی ہے

حلقۂ ناف سے یہ عقدہ کھلا اے آتش
کمر یار کو بھی پیچش مو آتی ہے

بتوفیق خدای جہان آفرین و روزی بخش آسمان و زمین نسخہ

دیوان آتش

در مطبع نامی منشی نولکشور بطبع مزین مطبوع جہان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشق ہے شیدا علی مرتضیٰ کا ہو گیا
دل مرا بندہ نصیری کی خدا کا ہو گیا

قرب حق حاصل ہے اوسکو مرد عارف ہے وہی
یا علی پیر و جوب تجھسے پیشوا کا ہو گیا

ساختہ پرداختہ تیری ہی ہے ساری کائنات
حکم حضرت سے وجود ارض و سما کا ہو گیا

وقت مشکل میں کہا جس وقت یا مشکلکشا
سہل مجھکو اگر فتار بلا کا ہو گیا

کون تجھسا ہے ولی اللہ ای مولا مرے
کعبہ ہے پیدائش سے تیری گھر خدا کا ہو گیا

ولہٗ

وہ رنگ سرخ ہی کیف شراب سے ہوتا
ظہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا

غرور حسن ذی نازان کیا اونہیں ورنہ
نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا

نزاکت بدن نازنین یا نپوچھیہ
کمر میں درد ہا پیچ و تاب سے ہوتا

شراب تھوڑی سی پینیا نہ اسپ آپکو ہی
ستم بہت ہی تمھارے حجاب سے ہوتا

چکور رہوتے ہیں رخسار یار کو صدقے
بکمال ماہ ہے حسن شباب سے ہوتا
کھلا یہ روئے مخطط سے یار کے ہمکو
یہ مدعا نہیں حاصل کتاب سے ہوتا
قریب ہے کہ کرے آفتاب حشر طلوع
بحال تنگ ہی یوسف نقاب سے ہوتا
وہ گلعذار نہ ڈالتا ہے خط نو رس کو
چمن کھلا سبزہ ہی خارج حساب سے ہوتا

صفحہ ۲۱۰

یہی رہا وقت یار دیکھکر افسوس
اچک کے کہتے ہم اسمین اگر کنوان ہوتا

جواب رکھتا نہ گیسوے یار کشتی مین
بلا کے پیچ یہ کرتا جو پہلوان ہوتا

یقین ہے مرد مسلمان بھی سجدہ کرتا اوسے
ترش کے بت جو ترے سنگ آستان ہوتا

مہ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہے
خدا کا بندہ ہر مومن ہے میہمان ہوتا

نہ پوچھ علم محبت سے کیا کھلا تجکو
یقین ہوا وہ کہ جسکا تھا گمان ہوتا

وہی ہی صدر نشین بزم خاکساران مین
صدف خیال مین جسکا کہ ہے مکان ہوتا

او واس قالب خاکی مین روح رہتی ہے
مکان سے تنگ ہی مشتاق لامکان ہوتا

فراغ حال ہی دشوار خوش نوایون کو
قفس سے تنگ ہی بلبل کا آشیان ہوتا

تری شہید کا دھوکا تھا دیکھا ای ترک
جو کربلا سے ہیلے مین ارغوان ہوتا

ہنسا نے یار کو ہم حال زار دکھلا کر
یہ رنگ زرد تماشا ہے زعفران ہوتا

زیادہ چشم سے لازم ہی روشنی دل مین
خیال یار ہی اس گھر مین میہمان ہوتا

گلو سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھون
زبان کا درد نہین گوش سے بیان ہوتا

جو کرتی آتش سوداے زلف یار اوسے زرد
یقین ہی مشک سیہ فام زعفران ہوتا

یہ جو ہی آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی
محیط خون تری شمشیر سے روان ہوتا

لباس سرخ سے کرتا ہی یار خونریزی
حسینون مین بھی ہی مریخ سا جوان ہوتا

گرا دیہ سے بنے کو سوداے زلف مین لیتے
کوئی جو خانۂ زنجیر سا مکان ہوتا

خدا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے
نہ مہر ہوتی ہے اسیر نہ ہے نشان ہوتا

حقیقت دہن یار عقل سے یہ کھلی
اسی محل مین خموشی کا ہی مکان ہوتا

بقدر حوصلہ جو چاہے سے لے داغ جنون
بہار گل مین یہ سودا نہین گران ہوتا

کہین جگہ تری مردود کو نہین رہتی
ہر اک طرف سے ہی اوسپر کمان کمان ہوتا

نقاب اوٹھا کے وعدہ دیدار عام کرتے ہین
قیامت آتی اگھا ہی دو جہان ہوتا

ساقی زلال و درد جو توفیق ہو سو دے
مستون کو پھر ہوش کہان امتیاز کا
ہو جاے حسن معنی سے صورت ظہار
رو سے حقیقت اوسکے جو پردہ مجاز کا
آنکھین ہین بحر یار مین لبریز اشک سرخ
سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا
ہر جمعہ کو ظہور کا رہتا ہون منتظر
مشتاق ہون امام کے پیچھے نماز کا
ہجران یار مین تن خاکی سے تنگ ہون
ایذا سے مرغ روح کو چنگل ہے باز کا
سودا ہے عشق مین تری شان خواجگی
محمود بندہ ہوگا حسن ایاز کا

ہوتا ہے شہید دکن ترے آسمان سفید
اور ہے سرخ رنگ چہرہ نیرنگ ساز کا
کیونکر وہ نازنین نکرے بے نیاز ناز
اندازے ... بھی حوصلہ عالی ہو ناز کا
ظاہر ہے گرم جوشی پروانہ کا اثر
روشن ہے حال شمع کو سوز و گداز کا

دیکھیے کرتے ہین کب تک وہ ہمین
امتحان ہوتا ہے تا چند اپنا
اے پری رو ہون تری دیوانے
دیکھین سودا جو خرد مند اپنا
کیا ملائیگا وقن ہے تیرے
نہ رہ و سیب ثمر قند اپنا
کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز
کسکو پیارا نہین فرزند اپنا
سیر رکھتا ہے وہ گل ہنس ہنسکر
رزق ہے شہد شکر خند اپنا
سر کو سودا ہے کسی کاکل کا
دل ہے زنجیر کا پابند اپنا
شجر قدس ہین ہم عالم مین
اس چمن مین نہین پیوند اپنا
تیغ قاتل سے اوڑینگے ٹکڑے
بند سے ہوگا جدا بند اپنا
ناصحا چپ نہ بس اب بکبک کر
سر پھراتی ہے تری پند اپنا
دور بھاگینگے نہ ہم آپ کی طرح
پاس تمکو نہو ہر چند اپنا
سر ترا ہمکو ہے مصحف کی جگہ
ہے یہ ایمان تری سوگند اپنا

دولت فقر سے رکھتا ہے غنی
ہمکو آتش دل خرسند اپنا

پامال سب کیے نہین رفتار ناز کا
طاوس و کبک رکھتے ہین دعوی نیاز کا
لکھتا ہون وصف اون مژہ ہای دراز کا
لیتا قلم سے کام ہون نیشتر باز کا
ساقی سمائے اسمین ہزارون خم شراب
کشتی مے کو ظرف خدا دے جہاز کا
اللہ رے صفای بیان حدیث دوست
دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا

ردیف ...

پہلو سے ... [illegible]
... [illegible] عشق
ساحل ... [illegible]
طوفان ... [illegible] اسلام ...
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible] عشق ...
... [illegible]
طفل ... عشق ... [illegible]
... [illegible]

[illegible]

مجھ رند کو حلال ہی کوئی حرام ہو	پیر مغان کا حکم ہے اسمین جواز کا

آتش جگہ نہ دل مین ہوا و ہوس کو ہو
کم زہر سے اثر نہیں اس شہد آز کا

حسن ہی دنیا مین دل کو عشق پیدا ہو گیا
بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو
موسم گل کی ہوا کرنے لگی ناز پر ہی
ہوش اوڑ ائے صوت آباد جہان کی دید نے
دل تصور کا ترے مسکن ہوا ہی بحر حسن
جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین
سچ ہی جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہے پیش
اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو
فی الحقیقت روشن آئینہ کو کرتا غبار
تو جو آنکلا چمن کی سیر کو لے شنک حور
آنکھین دکھلانے غزال آئے جو مجنون کو ترے
آگ پر رکھوا کے جلوا نا تھا فرعون کو
تمکدے مین عالم طفلی کی کیفیت ملی
تیغ سے وہ ابرو خمدار ہے خونریز تر

آکے اس بازار مین یوسف کا سودا ہو گیا
جسکو نا پیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہو گیا
سکہ بازار جنون کا داغ سودا ہو گیا
پتلیون کو دیکھکر محو تماشا ہو گیا
نبد جذب عشق سے کوزے مین دریا ہو گیا
تونے جس جامے کو پہنا تجھکو زیبا ہو گیا
عشق کو بدنام کرکے حسن رسوا ہو گیا
کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہو گیا
خاکساری سے ہمارا دل مصفا ہو گیا
گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہو گیا
ایک تختہ نرگس شہلا کا صحرا ہو گیا
پنجۂ شانے سے بھی رشتہ رگ دست ہو گیا
شیر دایہ میکشون کو خون مینا ہو گیا
جوہر ادراک سے حل یہ معما ہو گیا

[illegible]

۲۱۳
آتش

سنا جو حال دل زار یار نے تو کہا
بسبب عشرت ہوئے کا ہی چارہ کیا کرتا
ہلال عید کا ہر چند ہو جہان مشتاق
تمھاری ابروون کا سا اشارہ کیا کرتا
حقیقت دہن یار کھولتا کیونکہ
نہفتہ راز کو مین اشکارہ کیا کرتا
قدم کبھی پیچھے رہ خوف ناک عشق مین رکھ
یہ پہلے دیکھ لے دل کو اشارہ کیا کرتا
زخم شکست نے مجھ مست
کنارہ آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا
بہار تجھی جو وہ گلچہرہ یار بھی ہوتا
لطف چمن کا نظارہ کیا کرتا
پڑی ہے فال رخ یار پر نظر دیکھین
اثر شتابہ مشکین ستارہ کیا کرتا
گداز موم ہے استخوان کو پاتا ہون
جگر اور سوزش دل کا اشارہ کیا کرتا
ہی خوار علاقہ ہے گلشن الفت
مری طرح کوئی اسمین اجارہ کیا کرتا
شرار

قائل رہا کرینگی شب جمعہ ... کا
کوچہ مین تیرے دھوم ہو تیرے شہید کا
صورت کی طرح ہمکو بھی دیدار کا ہی شوق
آنکھون کو حوصلہ ہی تجلی کی دید کا
صورت کو تیری دیکھ آئی ہین ... مین
رخ پر یقین ہے او نہین شکل سعید کا
چسپان بدن سے یار کے ہو گر قبائی ناز
جبران کار رکھتی ہے قطع و برید کا

شراب عملد کی خاطر ذہن ہو رکھتا صاف	وضو مین ورنہ یہ زاہد عزارہ کیا کرتا
شکستہ دل نہو اوس پیچے نازسے کیونکر	سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا
بہار گل مین پیالہ لگا لیا غنچہ سے	شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا
فقیر کو نہین درکار شان امیرون کی	سر برہنہ سر گوشوارہ کیا کرتا

بہار گل مین تھا جامہ سے باہر آج آتش
نکرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون تمیں ور نسی مشتاق دید کا	دکھلا دے جام ہی مین مجھے چاند عید کا
موقع ہوا نہ اوس رخ روشن کی دید کا	افسانہ ہی سنا کیے ہم صبح عید کا
افسانہ سینئے یار کا ذکر اوسکا کیجیے	مقصود ہی یہی مری گفت و شنید کا
شیدائی حسن یار کس اقلیم مین نہین	محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعید کا
حاضر ہے چاہے جو کوئی نعمت فقیر کی	شیرین کلام اپنا ہے توشہ فرید کا
مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار مین	پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا
حجت وہان یار مین کیونکر نہ کیجیے	منظور ہے ثبوت ہمین ناپدید کا
لیتا ہی بوسہ دیکے وہ سیمین عذار دل	یہ حال عاشقون کا ہی جو زرخرید کا
آراستہ اونکی قتل کرے ہمکو بیگناہ	درکار مہندی گندھنی کو ہو خون شہید کا
نہ دیجیے یار کے عقد ہے ہون لاکھ قفل	گستاخ ہاتھ کام کرین گے کلید کا
دل ہیچیے ہین عاشق بیتاب کیجیے	قیمت وہ ہے جو مول ہو مال مزید کا

[illegible]

فی الحقیقت ترے زلفون کی جو ہوتی خوشبو | مشک ملتا نہ کسیکو نہ تو عنبر ملتا
واہ ری پستی و بلندی رہ الفت اسمین | کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا
خلعت بال ہما دیکے روانہ کرتے | نامہ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا
نقش بند نقش محبت سا نہوگا کوئی | سیکڑون مہرہ گل ہے مجھے ششدر ملتا
سامنا آنکھ اوٹھا کر نہین نرگس کرتی | جھک کے اوس سرو رواں سے ہی صنوبر ملتا
دل بہت سینہ مین بیتاب ہے اسپر رکھتے | صبر سے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا
عید کا روزہ ہے مسکین ہین فطرہ لیتے | خیر خم ہمکو بھی ساقی کوئی ساغر ملتا
لب شیرین سے وہ دشنام دیا کرتی ہین | زہر ہو کر ہے مجھے قند مکرر ملتا
بادشاہ حسن نے اسے یار بنایا ہے تجھے | خطبہ پڑھتا ہون ترا مین جو ہی منبر ملتا
ہم بھی اللہ سے دولت کی تمنا کرتے | سیمبر یار جو کوئی عوض زر ملتا
کیا تو نے تعین ہی مکان کا ورنہ | دل مومن مین سمجھتا جو ترا گھر ملتا
ابر نیسان کا کرم رہتا ہی ہر سال اسپر | تیرے دندان سا صدف کو نہین گوہر ملتا
کیا مجھکو اوسی اخوان نے کنوین مین پھینکا | خوبصورت نہین یوسف سا برادر ملتا
نالہ بلبل کا نہ سنتا یہ غرور آجاتا | گوش گل کو جو تری کان کا زیور ملتا
وحشت دل کا تقاضا ہی نکل چلنے کا | تنگ ہو گنبد گردون کا نہین در ملتا
اے پری شیفتہ ہوتے ترے جن و انسان | عشقبازو سے سلیمان کا لشکر ملتا
تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آئینہ حسن | آئینہ کو بھی ہے اقبال سکندر ملتا

۲۱۵

جلا تو بتکدہ کی سیر کو مؤذن ہے
یقین ہے موت عاشق ہے اونکو وحشت ہے
لبون تک آئی ہوئی بات پی گئی سو بار
دکھا کے حسن زنخدان یار کا عالم
شراب ابر مین کیونکر نہین تہ اے ساقی
گلے مین ڈالتی ہے پوست کی طرح لپٹی
بنایا جب تری تیلے کو دست قدرت نے
مرید کر کے مجھے پیر عشق نے اپنا
ہوا ہون اہل دول سے کہا ہے داغ ہی یین
چلین گے باغ اگر ہمکو بھی سفارت نے
چکھا کے خوان کا اپنے نمک توکل نے
فطر پڑا کئی دن سے نہین ہے دایرہ کچ
ہوا ہے سامنے جب تیری روے رنگین کے
جو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے چودھوین کا چاند
بہت مرے دل صد چاک سے الجھتی تھی
تپ فراق سے جان اپنی جا چکی ہوتی
صفا مین تیری سی چمکے ہوئے نبائے دانت

ہلا دیا جو بتون کو پہاڑ ڈال دیا
فسون سرمہ نے ہے دیدہ غزال دیا
زبان کو دل نے نہ اذن بیان حال دیا
ہماری آنکھون نے دل کو کنوئین ڈال دیا
ترے کرم سا ہے ہمکو شفیق حال دیا
قبا کے سانچے مین اندام یار ڈھال دیا
ہر ایک عضو بدن اوسکو بے مثال دیا
مشاہدے کو اک آئینہ جمال دیا
جنون نے صدقہ حسن پری ہے مال دیا
رفیق سیر چمن کوئی نونہال دیا
زبان کو مزہ لقمہ حلال دیا
یہ چھپا ہے جب سے دکھائی نہین ہلال دیا
صبا نے گل کو ہے آزار گوشمال دیا
شباب حسن نے ہے یار کو کمال دیا
تمھاری زلف کا شانہ نے بل نکال دیا
صنم نے راہ خدا شربت وصال دیا
لبون کو رنگ تری لعل سے بھی لال دیا

نکلتا ہے جو وہ خونخوار او سچی بنکہ
کچھ احتیاج نہین مجکو حرز بازو کی
مری فغان سے ہی گیسوے یار بل کھاتا
بہار آینہ دکھلا رہی ہے حیران ہے
کیا ہے زرد یہ سودای خال مشکین نے
چمن کو چہ قاتل اگر ہے سمجھا تو
یہ شوق بوسہ ہی منہہ اوسکا چوم لیتا ہون
مجھے وہ روشنی خانہ یاد آتا ہے
جواب ای لنکے نکیو نکر مین اوسکے بدلو دون
رسائی دیر مین ہوتی جو برہمن کی طرح
اون ابرؤنکو مین شاعر بھی کہہ رہی کچھ کچھ
کہون مین بال جو اوسکو تو بال شیشہ کا
فراق یار کو اے صبر زود تو نہ جتا
قضا کے تیر کو دیکر نشانہ بنتا مین
قصور مجسے ہوا ہو جو کچھ معاف کرو
جفا و جور و ستم مین مقابلہ کرتا
یہ چل رہی ہے ہوا باغ دہر مین کیسی

ہر اک طرف سی ہون آواز الامان سنتا
اجل کو لپٹے ہون اپنا نگاہ بان سنتا
ملال ہوتا ہے کافر ہے جب افغان سنتا
ہزار کیسے نہین ایک باغبان سنتا
وہ رنگ ہے کہ جو تھا رنگ زعفران سنتا
شہید تجکو ہون ای نخل ارغوان سنتا
زبان سے جسکے تو رخ مین ہون دہان سنتا
کسیکے گھر مین جو ہون دوست میہمان سنتا
اگر ہی مرے لیے ہے گوش بے زبان سنتا
بتون کو چھیڑکے دو چار گالیان سنتا
کسی سے تیغ کسی سے ہو نہین کمان سنتا
کمر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا
پچھاڑتا ہے یہ جسکو ہے پہلوان سنتا
کوئی جو ابروے خمدار سی کمان سنتا
خفا مزاج تھا آ ہون مہربان سنتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان سنتا
نہ گل سا رخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان سنتا

۲۱۷

شباب کھو کے گئی جان رنج پیری کی
بہار لوٹ کے گلشن سے باغبان نکلا
کہا جو شاعرون نے اوسکو چشمہ شیرین
دہانہ تنگ کبھی بوسہ لب شیرین
مزہ نہ مہر و محبت کا مہربان
جنون عشق مین کی کوچہ بتان کی جو سیر
بلند کعبہ سے گہر کا آستان نکلا

جا کر قفس میں عاشقِ صیاد ہو گیا
بلبل کا حال قابلِ فریاد ہو گیا

تو روشنی عالمِ ایجاد ہو گیا
ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا

سختی ہجر یار سے دل میں ہوا جو درد
موم ہماری آہ سے فولاد ہو گیا

حافظ رخِ کتابی محبوب کے ہیں ہم
یہ احسن القصص ہے ہمیں یاد ہو گیا

اللہ کے سوا نہ کسی نے کبھی سنا
نالہ مرا غریب کی فریاد ہو گیا

پھر آئے رنگ رفتہ جو رخ پر عجب نہیں
اکثر ہے چہرہ نظری صاد ہو گیا

وہ شب ہے کونسی کہ نہیں لطف تو شبہی
فکر سخن عروس میں داماد ہو گیا

زلفوں کو رکھ کے بارہ سودا ہو وہ شوخ
دو پر لگا کے یار پری زاد ہو گیا

ساقی یا ہر ونے پلائی شرابِ عشق
تفریح روح کو ہوئی دل شاد ہو گیا

دکھلایا آسجو نے چمن میں جو آئینہ
گلچیں باغ حسن وہ صیاد ہو گیا

سایہ کی طرح سے مری پھرتا ہی ساتھ ساتھ
عشق اوس پری جمال کا ہمزاد ہو گیا

حکمِ حکم شرع ہے نہیں ایامِ حسن بھی
بیجرم بیقصور وہ جلاد ہو گیا

کپڑے رنگے جو خون احبا سے یار نے
عیرنگ چرخ کشتۂ بیداد ہو گیا

سرمہ سے چشم یار نبی ہفت خون کی ہر
لب رنگ پان سے ظلم کی بنیاد ہو گیا

رنگوایا بلبلوں کی جو خون سے بہار میں
گلزار رشکِ خانۂ صیاد ہو گیا

خورشید سے زیادہ ہوئی اوسمیں روشنی
جو ذرہ تیری راہ میں برباد ہو گیا

اہی سوزِ عشق نرم دل سخت یار کر
اکسیر ہے جو کشتۂ فولاد ہو گیا

پھر سے نیں ڈھونڈھتے نظر آتا نہیں کہیں
کوے بتان بھی گلشن شداد ہو گیا

زنجیر اس بہار میں پائی اگر کڑا ہی
پارہ اپنا طوق گردن حداد ہو گیا

مژگان کی طرح گردش چشمان یار سے
زیر و زبر ہی عالم ایجاد ہو گیا

تحصیل علم روح کی شائق ہوئی جو روح
شاگرد کر کے مجکو دل استاد ہو گیا

دیتی ہے شب کو چھڑی چلتی تھی ای خورشید حسن
لعل لب کے جس سے مضمون فہل لگھر کر اوسکی گہر
جامہ زیبی مین نہ ہی تشبیہ مین نے یار سے
اینڈ تا تھا تیری ستون کی طرح سے باغ مین
بوی گل کی طرح گرد راہ دکھلائی نہ دی
مردم دیدہ تر ار ورکے جب کرتی تھے ذکر
یار او تر اوصاف بحر بیکنار عشق سے
دیدہ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا
چشم نامحرم کو برق حسن کر دیتی تھی بند
ساتھ دی سکتے تھے صحرا نوردی مین مرا
تیری کوچہ کا چمن سے دل کو آجاتا تھا شک
صید بندی کا تجھے جب شوق تھا ای شہسوار
جسم گل کھائی ہوئی ساعد ترے چھلونکی تھے
جامی آب اوس مست کو ملتی ہی انگوری شراب
جب رولاتا تھا تصور لالہ رویون کا ہمین
عالم تشبیہ مین کہتا صنوبر کسکو مین
رات بھر تھا چشم غول آنکھون مین اپنے ہر چراغ

جو ستارہ تھا سوا مریخ سے سفاک تھا
ان نگینون کو تراشا جسنے وہ حکاک تھا
وہ خوش اندامی تھی گل لاکھہ خوش پوشاک تھا
صاحب کیفیت اپنے سلسلہ مین تاک تھا
یار کا گلگون نسیم صبح سے چالاک تھا
اشک جو تھا دانہ تسبیح خاک پاک تھا
روتے روتے مر گیا جو ہجر مین تیراک تھا
مظہر نور الہی حسن ہشت خاک تھا
دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا
جوش وحشت مین غزالون سے بھی مین چالاک تھا
سنبل و گل اپنی آنکھون مین خس و خاشاک تھا
حلقہ دام محبت رشتہ فتراک تھا
غیرت صبح بہار اوس آستین کا چاک تھا
اعتقاد پاک ہی جو خوشہ جبین تاک تھا
طفل اشک ایک ایک مست نشۂ تریاک تھا
یار کا بوٹا سا قد موزون تھا وہ کاواک تھا
شہر بھی بے یار اک صحرای وحشتناک تھا

۲۱۹

کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبۂ دل یار کو
نالہ و افغان سے جو تھا بااثر کوئی نہ تھا

کونسی حلقہ مین ون زلفون کے تھی اک دو دل
خانۂ زنجیر سا آباد گھر کوئی نہ تھا

تیغ کے جوہر دکھاتی تھی وہ ابروے نعین
آشنا گردن سے اپنی اپنی سر کوئی نہ تھا

دیدۂ دل تھی منور تیرے نور حسن سے
جلوہ فرما ہو نہ تجسمین وہ گھر کوئی نہ تھا

رکھتی تھی زلف رسا ہر بار ہر اک سو دراز
کون ہے قصہ کو کہتا مختصر کوئی نہ تھا

عہد پیری مین جوانی تھی نہ اوسکی و لولی
محفل شب مین سی ہنگام سحر کوئی نہ تھا

بلبل بتصویر تھا باغ جہان مین کسی طرح
باوجود بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا

معرکہ مین عشق کی سر ہاتھ پر رکھے ہوے
دیا مین دم تک تو مجھسے پیشتر کوئی نہ تھا

یار آنکلا تو تھا صورت دکھاتا مین کسے
جھٹ پٹے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا

عشق کسکو حسن کلش سے نہ تھا ایجاد جان
فکر سے غافل تری جن و بشر کوئی نہ تھا

چاشنی دونون کی چکھی ہے جو حق حق تو یہ ہے
اون لب شیرین سی شیرین نیشکر کوئی نہ تھا

لیچلے ہستی سے داغ عشق آتش شکر ہے
منزل ملک عدم کا ہمسفر کوئی نہ تھا

۲۲۰

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا
مشتاق نہایت ہے یہ شیشہ ہے پری کا

انداز کہان یہ روش حور و پری کا
دم بند ہے ٹھوکر سے تری کبک دری کا

ہنگامہ گل و لالہ کی ہے جیب دری کا
دیوانہ ہوا چاہیے شیشہ کے پری کا

ساقی کی نگاہون نے مری ہوش اوڑائے
آنکھون سے دیا جام مے بیخبری کا

پایا نہ کہین نقش قدم رہگذری کا
اک گل کی جدائی ہے شب و روز رلاتی
مژگان نہین گرد آنکھون کے سبزہ ہے پری کا
لکھتا ہون جو مین شرح تری خوش روشی کی
بنتا ہے سر خامہ قدم کبک دری کا
کرتا ہون جو مین حسرت پرواز تو نالے
صیاد کو غم ہے مری بے بال و پری کا

[illegible]

اک سال میں سو ان بھی جسے غم نہیں ہوتا
وہ شہر ہے جسمیں کہ محرم نہیں ہوتا

سنبل میں تری زلف کا عالم نہیں ہوتا
یہ پیچ نہیں ہوتے ہیں یہ خم نہیں ہوتا

کعبہ میں رخ یار کا عالم نہیں ہوتا
محراب میں ان ابروؤں کا خم نہیں ہوتا

اک جام میں کھلتا ہے طلسمات جہان کا
مستی میں کسے مرتبہ جم نہیں ہوتا

نشتر کی طرح چھیڑتی رہتی ہیں وہ مژگان
کس چاہنے والے کا لہو کم نہیں ہوتا

تلوار کی موت اوسکے نصیبوں میں نہیں ہے
ابرو کے اشارے سے جو بیدم نہیں ہوتا

بے عشق سے زنہار نکر تذکرہ حسن
کہتے نہیں راز اوس سے جو محرم نہیں ہوتا

اک رشک مسیحا کے تصور میں یہ حال ہے
آنکھوں میں ہے جان اور فنا دم نہیں ہوتا

فرقت میں تری کونسی شب کو نہیں روتا
کب سینہ زنی سے مری ماتم نہیں ہوتا

پیدا کرے گو موم کی وہ جسم گدازی
زخم دل احباب کا مرہم نہیں ہوتا

آتی ہے یہی معرکہ عشق سے آواز
یان کشتہ نہو جو وہ مسلم نہیں ہوتا

کم موت کے آنے سے نہیں یار کا جانا
قالب میں جو ڈھونڈھو تو کہیں دم نہیں ہوتا

اوس زلف کی بو سونگھی ہے جسنے وہی جانے
افعی سیہ رنگ میں یہ سم نہیں ہوتا

مقبول ہے جو ذرہ کہ درگاہ کا تیرے
وہ ملتفت نیر اعظم نہیں ہوتا

شیشے میں جو ہے روشنی بادۂ گلگون
فانوس میں یہ شمع کا عالم نہیں ہوتا

مصروف لٹے دولت دیدار شب و روز
معشوقوں میں ایسا کوئی حاتم نہیں ہوتا

زنجیر کا اوس زلف کے سودا ہو کہ نہو
یہ سلسلہ درہم و برہم نہیں ہوتا

۲۲۱

پیر سروی پیشوائی لازم ہے
رو سیہ منکر امامت کا

مرد میدان کا حال کیا جانے
راہرو کوچہ سلامت کا

حسن سے عشق ہے ہیں ازلی
ہم بھی دم بھرتے ہیں قدامت کا

واہ رے عاشقوں کی دلجوئی
کس سے وعدہ نہیں قیامت کا

وصل میں ہجر کی خبر بھی کسے
تھا نہ معلوم روز شامت کا

[illegible]

فرقت کی شب میں جانسوز دل سخن بھولا
[illegible]

[illegible] کس کے بھول لکھام کرین چشم حور کا
[illegible] قدم سے بار کے فردوس باغ ہو
[illegible] یون عمل یہین کشف قبور کا
[illegible] ون کو عاشقون کی نہ کھو چشم نا
[illegible] نے کام کیا دی شعور کا
[illegible] مین وہ ز جو بیرو نظارہ ما
[illegible] ہے پیوست ہزار دین محور کا
[illegible] زگس کے کلاہ کو زینت ہوئی پسند
[illegible] ہے قد بر او سکی بور کا
[illegible] کے ساقی پا جو بار ا ہی پاس
ولہ
اوس ہمای حسن کا عنقا مقابل ہوگیا
حق جو کچھ تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہوگیا
عاشقون کو رتبہ پروانون کا حاصل ہوا
تو فروغ حسن سے جو شمع محفل ہوگیا
دلبرون کی انجمن مین حال بسمل ہوگیا
تیغ سی ابرو کو دیکھا جس کی قاتل ہوگیا

مج رکھہ نہ پا کو جا دل سے غافل	بھیر اوسنے کھایا جو راہ بھولا
زنار ڈالا تسبیح پھینکی	عشق صنم مین اللہ بھولا
غور نے گرایا اوسکو نظر سے	جو ذرہ تیری درگاہ بھولا
زلف رسا کو سمجھا جو افعی	جو کا وہ قصہ کوتاہ بھولا
دیکھے سے تیرا روے منور	ہم مہر بھولا ہم ماہ بھولا
محروم رکھا ساقی نے ہمکو	اپنے گدا کو جم جاہ بھولا
بتخانہ چھوڑا باز آے بت سے	وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا

شرط وفا کی کس بیوفا سے
آتش سا عارف آگاہ بھولا

مشتاق اس قدر ہون خدا کی حضور کا	سجدہ کرون جو بت بھی ہو سنگ طور کا
دکھلا کے جلوہ آنکھون نے اک شمع نور کا	گل کر دیا چراغ ہمارے شعور کا
موسم ہوا بہار حسین سے سرور کا	آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا
شب کو خیال رہتا ہے اک رشک حور کا	ظلمت مین دل مرا متلاشی ہے نور کا
منھ کو چھپا ہے نہ مری قتل کے لیے	شمشیر بے نیام ہے پردہ حضور کا
کرتا ہے نغمہ صورت داود عندلیب	عالم ہوا ہے دفتر گل پر زبور کا
گردن ہی اپنی پھانسی کے قابل نہین ہنوز	کیا شکوہ اونکی زلف رسا کی قصور کا
کس کس کو خاک مین نہین ملوایا آپنے	کشتہ ہے کون کون تمھاری غرور کا

۲۲۶

[illegible]

قطع ہو جادہ یکی گام چند میں سختی راہ
نکہتِ زلف اوس پری کی جو کبھی لائی صبا
کر دیا تیری توجہ کے گرم نے بے نیاز
شب کو دم دیدہ بکے لیجا تا کو ہی یار میں
جنبشِ ابرو نے رکھ لی آبروے تیغ یار

خضر ہے جب آگے آگے شوقِ منزل ہو گیا
حاصل تا تارِ دیوانوں کو حاصل ہو گیا
دولتِ حاتم سے مالا مال سائل ہو گیا
میں تو تھا ہی مجسے بھی مرشد مراد دل ہو گیا
نیم بسمل رہ گیا تھا جو وہ بسمل ہو گیا

شاعروں میں کوئی آتش سا نہو گا حسن دوست
خوب صورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا

تو ہی دماغ ہی بلبل خوش الحان کا
پھرا ہے ہمسر رخ اوس بادشاہ خوبان کا
اون ابرو وں سے اشارہ ہی ہے مژگان کا
ہنسا وہ گل تو یقین ہے چمک گئی بجلی
دکھا بیگا اگر چہرہ کتابی آپ
جگہ ہے دل میں ترے داغ عشق کی خالی
قفس میں نالہ بلبل سے یہ صدا ہے بلند
دکھائی دی مجھے یوسف کی شکل آنکھونکو
نقاب اوٹ کے دکھایا چہرہ رنگین
وہ اپنی زلفوں میں گھڑیوں ہے کرتی کنگھی

قفس میں بھی ہے وہی چہچہا گلستان کا
کچھ اعتماد نہیں ہے مزاج سلطان کا
کمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا
لبوں کے کھلتے ہی پردہ کھلیگا دندان کا
ثواب بخشیے کا ہمکو ختم قرآن کا
جو سرفراز کرے تو یہ گھر ہے مہمان کا
بہشت ہے جو تصور رہے گلستان کا
حجاب ٹوٹے تو دروازہ ٹوٹے زندان کا
کبھی تو کھول دے دروازہ اس گلستان کا
خیال جو کبھی آتا ہے مجھ پریشان کا

بر تو کثرت میں یقین ہے کہ چھری بھی پھری
زخم کاری کی تری تیغ نے بسمل جاتا
رقص کرتا ہوا دیوانہ ہے اللہ ری خوشی
راہ بھولے ہوئے جاتی ہے جھلکتا ناحق
طرفہ رکھتی ہے خرابات مغان کیفیت
ہوشیار ہم کہ سے اس بزم میں غافل جاتا
راہ میں نشان کرتی ہے تری بھی
پھر کے خالی کبھی در سے جو سائل جاتا
لے صبا تو ہی اور اگر رخ لیلیٰ دکھلا
در مجنون نہیں ناپردہ محمل جاتا
کون سی راحت جان کی ہے یہ تخفیف
کیا کیا ازدحام ہے وہ رونق محفل جاتا
آہ بار کی کمان سی زہ جو تیر
کھلا سینے سے تو آنکھوں کی طرف دل جاتا
باران کی طرح لطف و کرم عام کیجیے
آیا ہے جو دنیا میں تو کچھ نام کیجیے

[illegible]

ساہی بھی بین نہیں ہیں گل میں
[illegible]

یار اپنا ہے بہن یار میں وہ شام سحر جاتا
خدمت یار سے حاصل ہو تو مقابل جاتا
[illegible]

کیسا کسر ہیں نہیں چھٹا زبان کا چسکا
کسیکے پاؤن مین ہوا درد مفہوم ا جھٹکا
کیا ہے باد بہاری نے بلبلوں کو مست
ہوا ہے پھول کے ہر گل شراب کا مٹکا
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا
شب فراق مین اوس غیرت مسیح بغیر
اوٹھا اوٹھا کے مجھے درد دل نے دی پٹکا

وصال کی گئی تا خو دکھا ہو ھٹکا
تیرے نام کہ ٹکا
اپنی جو دے پا بحر کا جھٹکا
عشق مین مارا پڑا ہوا دل بھٹکا
[illegible]

غمزہ نے اے سرو گل اندام کیے جا
اے نرگس خود کام ملے خاک مین کوئی
کاکل کا اشارہ بھی اوس رخ سے ہے ہتا
مرغ دل احباب خدا واوڑاو رکے پھنسے ہین
مژگان بہی اوس چشم سیہ کو ہین سمجھاتین
رکھتا ہے اثر شوخ کا اظہار ہی غافل
عاشق کا جنازہ ہی ملا راہ مین پیارے
نقصالو ہی لب کو کبھی تا کا تو وہ بولے

جو کام ہے معشوق کا وہ کام کیے جا
تو پیروے گردش ایام کیے جا
مشتاق سے اپنے سحر و شام کیے جا
اے زلف سیہ کشمکش دام کیے جا
چشمک طرف نرگس و بادام کیے جا
یار آئے ہی گا نامہ و پیغام کیے جا
تو بھی تو شیت کوئی وہ گام کیے جا
ملنے کا نہین کچھ طمع خام کیے جا

اولٹی ہے سن اونکی تجھے بوسہ ہی ملیگا
آتش حرکت قابل دشنام کیے جا

صحرای مغیلان کا اگر مرحلہ آیا
استادہ کمر باندھے ہوے راہ مین ہین ہم
سودا ہی رہا گیسوے پیچان کا تمھارے
یا قوتی لب کی ترے اللہ ری تفریح
ہر چند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار
اک دم نہ جدا ہوتی تھے پا بھر ون ہوئے
فرہاد کو بھی سے نہ سمجھ بے اثر ای بت

پھوٹی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا
لوٹا او سے یوسف کا اگر قافلہ آیا
شانہ کی طرح ہاتہ نہ یہ سلسلہ آیا
پیری ہی مین جوانی کا مجھے ولولہ آیا
دانتوں سے ہی کاٹا جو زبان پر گلہ آیا
کیا اسکا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا
کہسار کو ان نالوں سے ہے زلزلہ آیا

بس اپنی ہستی کو گردش ہی چشم ساقی کی
خدا کو حشر کے دن منہہ دکھائیگا تو کیا
مرے یار مین پہنچین گے ہم لگا کے کمند
کلاہ کج کا ہے طرہ قبا سے چسپان پر
نہ تیغ عشق کی منہہ پر چڑہ ولا خدا سے ڈر
اوڑائی ہے تری رنگین ادا یونے نیند
نہ پہول بیٹھہ کی بالا سے سرو اہی قمری
پری سی چہرہ کے اوپر نہین ہین لہراتی
یہ جانتے تو تمھین ہم یہ باندھنے دیتے
عجیب بھول بھلیان ہے غفلت ہستی

ہمارا پیٹ نہین ہے شراب کا مٹکا
بہی جو شرم پرای مت ہے طرہ گھونگھٹا
بلند بام سے رتبہ ہے اوسکی چوکھٹ کا
جوان آج نہین ہے تری سجاوٹ کا
اسی گڑھے مین تو جی چھوٹتا ہے جیوڑ کا
عمس کے دل کو ہے [illegible] کا کھٹکا
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہی نٹ کا
یہ منہہ چڑھاتے ہین گیسوے یار گھونگھٹا
کمر کے ساتھ لپیٹے گا ناف کو پٹکا
جسے کہ راہ ہو کی اس سے خوب ہی بھٹکا

عجب نہین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چسکا

عزیز روح کے دم تک ہی قالبہ گل کا
لہو سے سرخ رہے رنگ تیغ قاتل کا
بہار آئی ہے دیوانے وجد کرتے ہین
رخ ملیح کے خالون سے یہ ہوا ظاہر
عجب نہین شرف خواجگی مری خاطر

خراب حال ہے دماغ جب ہوا چھلکا
وہ ترک اور تماشا ہو رقص بسمل کا
سرو کی ہے صدا غلغلہ سلاسل کا
نمک کے ساتھ مزا ہے سیاہ فلفل کا
ذلیل ہیندہ ہون جیسے غریب دل کا

[illegible]

۲۲۵

کریم رو نہین کرتا سوال سائل کا
رعد کا شور ہو موزون کی صدا سے پیدا
جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا
[illegible] جنون خار ہون صحرا کی ہوا سے پیدا
[illegible] اپنے کف پا سے پیدا
[illegible] یہ دنیا کی ہوا سے پیدا
[illegible] ناله [illegible] درا سے پیدا
[illegible] شفق [illegible] پیدا

سلیم ہوتا ہے پر و بال ہما سے پیدا
[illegible]

شک بو زلف کا ہو لطف رخ رنگین پہ
سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا

شاہد گل کو ہو مقصود شکار سنبل
تتلیان باغ مین ہوتی ہین حنا سے پیدا

پا برہنہ سر عریان و تن گرد آلود
ہے کرامات گدا حال گدا سے پیدا

حسن بت سے جو نہی جان پہ اپنی تو کھلا
حال ہوتا ہے یہی عشق خدا سے پیدا

فی الحقیقت ہو اگر چشمہ حیوان وہ دہن
سیکڑون خضر ہے ہوجائینگی بقا سے پیدا

بوسہ بازی ہو مری ہوتی ہے ایذا اونکو
منھ چھپاتے ہین جو ہوتی ہین حیا سے پیدا

عہد پیری مین جوانی ہے بہت یاد آتی
کیجیے زور کمان پشت دوتا سے پیدا

اب نقاب اولٹی ہوا بھی تو نہین کچھ ہوتا
تمنے کرلی ہے بڑی آڑ صبا سے پیدا

مجکو ڈر ہے کہین طوق کمر یار نہون
حلقے ہوتی ہین بہت لطف رسا کے پیدا

بند کردیگی تری برق جمال آنکھون کو
ہونے شربت دیدار کے پیاسے پیدا

دیکھکر آئینہ ہزار ہو صورت سے
ہوتے ہین جوش جوانی مین جہا سے پیدا

بندہ عالم نہین ہوسکنے کا بیدل جو نہی
بت گمراہ کرین راہ خدا سے پیدا

لب شیرین کی تری چاشنی جمکو نہوئی
رس سے شکر ہوئی شکر ہی تماشے پیدا

اے نشہ حسن تر عشق مین مرنیکی لیے
لڑکی ہوتے ہین فقیرون کی دعا سے پیدا

غور ہو موسم سرما کی قربیا ہے آتش
کیجیے ربط کبھی مہر لقا سے پیدا

ردیف بائے موحدہ

ہر حال مین ہے اپنی مرا یار دلفریب
گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب

۲۲۷

اللہ نے دیا ہی رخ آتشین تمھین	وہ کم ہیان ہو رہا ہون جو منزل آفتاب
چالاک چمن مین نہ کچتے کہ میوہ ہا خام	ظاہر ہین رخ سے کیسے آثار آفتاب
پیدا ہوا ہون عشق رخ یار کے لیے	دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب
کھلتا ہے حال رخ لب جان بخش یار سے	ہین لیتے صبح سے اخبار آفتاب
سیر جہان کیا کرے دل کو غرض نہین	شب کو ہمارے گھر مین ہوا قرار آفتاب
گرمی حسن کا ہے اشارہ یہی ہمین	وہ کام کیجیے کہ جو ہو کار آفتاب
بندھتی ہین یار ٹکٹکیان آپ ہی طرف	آتے ہین دیکھنے تجھے نظار آفتاب
پہونچی فلک سے کم نہین مشتون کو سجدہ	ہے آفتاب ساغر سرشار آفتاب
ایسا گھر ایک سکہ ترے داغ عشق کا	کھوتا ہے جسکے سامنے پندار آفتاب
ہنگام صبح تم بھی جو بالاے بام ہو	آنکھون مین رہ رہون کی ہو تکرار آفتاب
رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے	غوا ہان ماہ ہون طلبگار آفتاب

اندھیر اپنی آنکھون مین آتش کی ہو روشنی
دیکھے روے یار داغ ہی رخسار آفتاب

روشنی اوس رخ کی کرجاتی ہی کار آفتاب	حسن سے پیدا کیا ہی اعتبار آفتاب
سامنا اوس آتشین رخسار کا اندھیر ہے	ہم تھے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب
ہجر کی شب مین سب ہی اشتیاق روز وصل	رات بھر رہتی ہین آنکھین انتظار آفتاب
نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترے	کونسا گھر ایسا نہین جسمین گذار آفتاب
منھ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پرنور سے	کیجیے اپنی گیت پاکو دو چار آفتاب

کیا مصرع برجستہ ہی بالای قیامت
شاعر ہون ہی عاشق تحسین کہون کیا
جنت کی نہ دوزخ کی ہوس ہی واے قیامت
دونون سے علاقہ نہ رہا [illegible]
بیدار سے کے سوکون کو سوداے قیامت
وا غفلت تری جلوہ نمائی کی [illegible]

چلتے ہو جو تم ناز سے اٹکھیلی کی چالین		ہر گام دکھا دیتی ہی رفتار عجب روپ

کھل جائین تجھے معنے توحید اگر آتش
پھر دیکھین تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

بل کھائینگے نہ صورت گیسوی یار سانپ		ٹورے مڑوڑے اپنی بدن کو ہزار سانپ
احول کی آنکھ سی ہوں مین سودائی دیکھتا		دو زلفین یار کی نظر آتی ہین چار سانپ
کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھیکو نہین پیرہن		سودای زلف یار مین ہی تار تار سانپ
افشان چھڑک کی یار نے زلف سیاہ پر		دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدار سانپ
موذی بھی متفق اثر حسن سے ہوگئے		کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ
ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہی بال بال		کاکل ہے ایک یار کی رکھتی ہزار سانپ
دھوون کی زلف یار کی باقی نہ سمت		کف لا کے زہر او گل کے ہوی شرمسار سانپ
اوس زلف مین ہے جیسے مرا داغ وار دل		طاوس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ
سودا ہے زلف مین ہی جو کچھ حال کیا کہون		رہتا ہی رات دن مری سر پر سوار سانپ
روی صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف		بو پا کے یاسمین کی ہی بے اختیار سانپ
موذی کو چاہتا ہی تو ہی آسمان جون		یو جا بنا کرتا ہے یہ بدشعار سانپ
آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہی		رخسار گنج ہین نہ تو گیسوی یار سانپ

ردیف تاے قرشت

قامت سی دکھا یار تماشاے قیامت		ہو آج ہی ہونا ہے جو فرداے قیامت

فرداے قیامت
رحمت سے تری [illegible] نہین ہرچند کہ ہوئی
کرتی ترى خفگی [illegible] کی آواز سے ہے
نہ سنا جائیگا غوغاے قیامت
دو گام جو تم [illegible] غوغا ہین ہم
پامال ہوے فتنۂ محشر پہ خرام روش ناز
اوس قد کشیدہ کا مشتاق ہو اپیل [illegible] صحراے قیامت
اللہ نہ دکھلاے تماشاے قیامت
فریاد بتون کی نہین اللہ سے کرتے
ہو یا ہو ہمکو نہین پرواے قیامت

۲۲۸

[illegible] سودای قیامت
اعضا جو [illegible] انداز قیامت
[illegible] زندہ جاوید
کرتی ہے تری [illegible] قیامت
آتش ہون محبت کا [illegible]
اودن کو [illegible] قیامت
آتش نہین [illegible] صورت
[illegible]

[illegible]

وہ عاشق ہون مری آگے ہے آتا
نیا کر حسن خوش اسلوب صورت

مبدل صبر بیتابی سے ہو جاے
اگر دیکھین تری ایوب صورت

اوڑے کا شوق سے پیدا کریگا
کبوتر کی مرا مکتوب صورت

سر بازار تمسے جبکہ چاہے
بلاے یوسف یعقوب صورت

ہلا دین دل نہ کیونکر شعر آتش
صفا بندش ہے معنی خوبصور

لب شیرین تک اونکے آئی بات
بن گئی قند کی مٹھائی بات

دہن یار مین نہ آئی بات
شاعرون نے بہت بنائی بات

دامن اوس گل کا کیا چھوئیگی صبا
یہ سینے ہے جھوٹ اوڑائی بات

قصہ کوتہ وہان یار کا تھا
جستون نے مری بڑھائی بات

کھیل زلفون کو ہے اولجھہ پڑنا
اونکی آنکھون کو ہے لڑائی بات

نہ کسیکو کڑی کہی ہمنے
نہ کسیکی کڑی اوٹھائی بات

دہن تنگ یار مین کیا کیا
تنگ ہو ہو کے ہے سمائی بات

درد دل کہنے مین ہی کیا پس وپیش
کہی جاتی ہے منہہ تک آئی بات

تازگی فکر کی کبھی نہ گئی
جب سنائی نئی سنائی بات

دم ہے چین جبین یار سے بند
کرنے دیتی نہین رکھائی بات

چشم پوشی ہے قہر اون آنکھونکو
سرمہ نے بھی نہ یہ سمجھائی بات

٢٢٩

ردیف تای ہندی

[illegible]

پھرا کرتے ہین گھر گھر چاند سورج

رہین روشن نہ کیونکر چاند سورج

سپید و زرد اکثر چاند سورج

گو ہر آبلہ ہوئے تو چلے کیا عجب جو وہ گیسو سرہنگ جانتے ہین کہ فوج جنگی سے	لیین گے دیوانو خار صحرا لوٹ لیین متاع دل اچٹا لوٹ نہین سردار بھید لیتا لوٹ

کام مردون کا ہے یہ اے آتش
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

وصل کی شب نہین عاشق سے مزا اپیٹ مثل گل تونے جو پہنی ہو قبا ای محبوب جان پر بنتی ہے ہو جاتا ہو اک ہو واسا قتل پر میرے اوٹھایا ہے جو بیڑا تو نے داغ عشق آپ ہی کہا اسکو نکھا والقصہ چاند سے منہ کو دکھا ابر سیہ زلفون بھیڑ سی بھیڑ رہا کرتی ہے دروازے پر خط مشکین سے رخ یار کی اوپر دید کھلا نشان مریخ بھی کھلا جگر قاتل محبوب کو آمد آمد کی الہیا کی جو سنتی ہین خبر کالی ابرو کا اشارہ ہو مجھے ای قاتل یہی بازار جہان مین ہے تمنا آتش	نیند کا حیلہ نکر منہ کو نہ ای یار لپیٹ لالہ کی طرح سے بھی لیتا ہی دستار لپیٹ دل کو لیتی ہین ترے گیسوے خمدار لپیٹ خوب کس کر کمر ای ترک جفا کار لپیٹ ساتھ اپنے نہ جگر کو بھی دل زار لپیٹ کبک طاؤس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ رکھے کس کس کو تیری قصر کی دیوار لپیٹ روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ اوس خوش اندام کو ای جامہ گلنار لپیٹ منہ کو لیتی ہین کفن سے تری بیمار لپیٹ خون ناحق مین مرے اپنی نہ تلوار لپیٹ جنس دل اکوئی خوش ہو ساتھ خریدار لپیٹ

صفا ایسا ... چاند سورج

بلال ... چاند سورج

وہ بالون مین ... آتش

اوٹھاے عشق پیچان کی طرح سے
ہوا اوس زلف پیچان کا جو سودا
جواب خط خبرداری سے لانا
تری زلفون کا دھوکا ہاں دیگا
نہین دم باز ہم ہمکو نہ دم دے

گلستان جہان ہین پیچ پر پیچ
سمجھ لے اپنی قسمت کا لکھا پیچ
نہ پڑنے پاے کچھ اسی نامہ پر پیچ
سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ
کرے جو پیچ لے یار اوس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچھاڑا چل گیا آتش اگر پیچ

رہِ الفت ہین نقدِ عمر کر خرچ
کہان اب طاقت صبر و تحمل
وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جسکے
نہین ہیہ یار گیسو سی پچکتی
خدا دے دولتِ قارون تو کیجے
وہی دیگا لب شیرین کا بوسہ
ہم اپنی نقد جان پر کھیلتے ہین
جنون عشق ہے غارت گر ہوش
رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی
چلو دنیا سے داغ عشق لیکر

کہین ہر چند یہ ممسک بجا و زر خرچ
یہ دولت ہو چکی ہے پیشتر خرچ
تماشے ہین ہوے ہین گنج زر خرچ
نزاکت کرتی ہے اونکی کمر خرچ
نہ جانا تم نے کیا اس قدر خرچ
ممنون کرتا ہے جو رازق بشکر خرچ
ترا ہوتا ہے کیا اے سیم بر خرچ
کرے کیا عقلمندی یان اثر خرچ
کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ
یہ توشہ ہے یہی ہے بہر سفر خرچ

شرابخانہ مین کرتا ہون سیر دریا کی
دکھایا کرتا ہے گھر آب باصفای قدح
بلند بعد فنا ہوگی قدر مستون
بنی گی خشت سر خم کی خاک پاے قدح
سبو و شیشہ و خم سب کو کی تہ پابوسی
کسنے منھ نہ لگایا مجھے سواے قدح
عوض طبیب کے بیکش بگڑ ڈھونڈھتا ساقی
ہوا ہی خفقان صراحی سے انتلاے قدح

٢٣١

جہان کی سیر دکھاتا ہے نشہ صہبا
دماغ رکھتے ہین جمشید کا گداے قدح
اون آنکھون ہین جو کدن ہے سرخ ہوگا
ہوا ہون ہمکنار نشہ کا دور و تسلیم میں ملک قدح
مجاب دور کیا کیون ہے اوس بت کا
تو ای تیز دو ساقی تجھے خداے قدح
وہ چشم مست کہان ساقی ہے وصف سے مقصود
کیا یہ تو ہو گئے ہین ہم نثار قدح
کیا شراب عشق کی پیہم بی ہوش او رہے
کرا ابتدا مین ہوا حال انتہاے قدح

فراق

فراق یار میں دوران سر ہی دور شراب یہ جلوہ مہ خورشید سے کھلا آتش	اٹھا کے شیشہ سے توڑوں یہی ہے سزائے قدح ہنوز باقی ہے دور فلک میں جائے قدح

ردیف خائے معجمہ

لگا دی پھر رہی اے گنج زر شاخ
ہوا ہے دست خالی بے ثمر شاخ

چمن کی سیر کو مے پی کے پیجیے
بہار آئی لدی پھولوں سے ہر شاخ

یہ خوش چشموں کو سودی میں ہوں سچ کہا
ہرن کی بھی نہ سوکھے اس قدر شاخ

قدم سے تیرے اے ابر کرامت
پھلے پھولے برابر خشک و تر شاخ

قد ہوں کی جدائی کم الم سے
ہوا ہوں سوکھکر بے برگ و بر شاخ

کھڑے سایہ تلے جسکے ہوئے تم
نکالی اوس شجر نے شاخ در شاخ

تماشا نخل ہے نخل تو کل
ہر اک میوہ ہے رکھتی اوسکی ہر شاخ

جوانی کو غنیمت جان غافل
ہری ہوتی نہیں پھر سوکھکر شاخ

نہال حسن جو ہمنے کہا ہے
لگائی جاتی ہے واں شاخ پر شاخ

سراپا یار کی منقل میں جلتی
درخت عود کی ہوتی اگر شاخ

وہ نخل خشک ہوں ہر ایک جسکے
ہرے ہیں جس سے ہے مشتاق تبر شاخ

مقدر میں اگر ہے میوہ چکھنا
ملے گی جھک کے آتش بار و شاخ

ہوا ہے حسن سے خال سیاہ جانان سرخ	نگر سکا رخ کافر کو نور ایمان سرخ

ترے شہیدوں کے آگے نہ رنگ پائیگا
ہزار رنگ سے ہو لالۂ گلستان سرخ
سفید کپڑے پہنتا نہیں وہ غیرت حسن
چمن میں لالہ و گل ہنستے ہیں گریبان چاک
دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامان سرخ

شیرین لبون کی کیون نہ گوارا ہون گالیان
ملنے سے قند کی نہین ہوتا گلا تلخ

بھنتا ہی جبکہ عشق کی آتش مین دل مرا
ٹپکے ہے اشک صورت اشک کباب تلخ

شیرین ادائیون سے جو محظوظ تو کرے
شکر کو مور شہد کو سمجھے زہراب تلخ

وصلت کی شب مین ہوتا ہی ہر بات پر ترش
عیش و نشاط کرتا ہے اوسکا عتاب تلخ

غافل نہو مزی سے محبت کے آشنا
یہ چاشنی ہی آتش خانہ خراب تلخ

ردیف دال مہملہ

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سلہ سے اوسکے ہو وہی سارا چاند

تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
لو اوترو بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

نقاب اولٹ کے رخ رشک ماہ دکھلا دو
اندھیری رات مین ہی ایک ایک تارا چاند

وہ ماہ آج جو آیا تو کل گیا غرہ
نشاط و عیش مین گذرا کبھی سارا چاند

وہی ہے خوب جسے جو پسند خاطر ہے
نگاہ کبک مین سورج سے ہے پیارا چاند

ہلال بدر ہے ہر چاند مین ہوا ہر چند
نکر سکا تری ابرو کا یار اشارا چاند

شراب پیکے کرو گی رخ صبیح کو سرخ
حرارہ لائیگا خورشید کا تمھارا چاند

فراق میں کوئی حسین نہین بھاتا
گران ہی مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہو اوڑ جاے بنکے پارا چاند

تری غلامی کا دعوی ہی یارا سکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیر اعظم ہوا اسد ہارا چاند

ہر ایک شہر خریدار ہے دل و جان ہے
اوتار سے پڑے ہے ادہار اگر بسیار ہین ایکی
نگاہ اپنی ہے دلبستگی کے سودے مین
نگہ مین اپنے سماتا نہین ہر ایک حسین
ہوا ہے جب سے کہ ساقین یار کا سودا
ہوئی ہے خانۂ دل مین حضور ... منظور
گناہ عشق کا جب سے کہ مرتکب دل ہے
نہ دور کھینچ کے ملا ہمکو خاک مین اوبت
خیال یار کا رہنے لگا ہی اسمین بھی
نہ طفل ہن نہ ولا محو حسن صورت ہو

وہ جنس حسن ہو تو جو ہے وہ دو ر پسند
برہنگی کی قبا ہے جنون عور پسند
بسمرون کی کچھ اسمین نہین ضرور پسند
پری سے چہرہ کو اوپری چشم حور پسند
زیادہ تر سے مجھے ہیر ایسے ہی بلور پسند
کیا ہی آنکھون نے اپنے چراغ طور پسند
زبان کو ہے مرے ذکر یا غفور پسند
سنا نہین ہے خدا کو نہین غرور پسند
ہوا ہے دل کو بھی آنکھون کی طرح نور پسند
کھلا نے ... کرتے ہین ذی شعور پسند

دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیچتا آتش
کرین جو آپ ایسے بے صرف ... پسند

رتبہ رکھتے ہین ترے ابرو ہی خدا بلند
کیا کہون کہتے ہین جو مضمون قد یار بلند
دیکھیے کسکو شرف ہو تری پابوسی کا
گوش گل تک ہو قفس مین سے رسائی کیسی
ایک سر سنگ مین ہین نہ اسے ڈھا ہو گا

طاق کعبہ سے ہین یہ طاق خوش آثار بلند
سرو شمشاد سے ہین مصرعۂ اشعار بلند
رکھتے ہین دست دعا کافر و دیندار بلند
تری آواز ہوا مرغ گرفتار بلند
محتسب لاکھ کرے گنبد دستار بلند

شعلہ کی طرح ہوئی آہ شرر بار بلند
تشنۂ رحم ہے دل ... کب کرتی ہے
پا طلب ... سیرت ہی تلوار بلند
روے سیاہی کو جو کرتا ہو تو بیہ باران سفید
اون لب و دندان کی کچھ تعریف ہو سکتی نہین
لعل سے لب ... الماس سے دندان سفید
خوش ... ہین ... دیوانہ ہین
ہون مبارک بادشاہون کو ایوان سفید

ردیف (د)
۲۳۴

حسن ... یار کی ... ہین ہر دل ... سفید
... تابان سفید
... سفید
... سفید
... سفید

مول اک نگاہ ہی جو ہو دل یار کی پسند	بڑھ کر جو ہوئے تو آگے خریدار کی پسند
ای قصر یار خوب ہی پشتو کے واسطے	مٹی مری جو ہو تری دیوار کی پسند
عالم فریب حسن دلآویز یار ہے	سکہ کھرا ہے کیون نہو بازار کی پسند
ہوتا ہے صبر فرقت جانان مین ناگوار	کڑوی دوا ہمین دل بیمار کی پسند
حسن و جمال کو بھی طمع سیم و زر کی ہے	احسان ہوا ہے یار کے رخسار کی پسند
قاضی نے حکم قتل دیا تو کہون گا مین	جلاد خوب رو ہے گنہگار کی پسند
سودے مین اسکے شیخ و برہمن ہین ایک سے	وہ دلربا ہے کافر و دیندار کی پسند
مردود نیک و بد جہین دہر مین رہے	مقبول گل ہوی نہ تو ہم خار کی پسند
چن چن کے عاشقون کو ملاتی ہی خاک مین	چل یار دیکھ لی تری رفتار کی پسند
دل خانۂ خدا جو سنا تو یقین ہوا	وہ گھر بنا کہ ہو گیا معمار کی پسند
محو تصور رخ رنگین یار ہین	آنکھون کو اپنی سیر ہے گلزار کی پسند
اے جامہ زیب سیر چمن کو گیا جو تو	گل نے قبا تو لالہ نے دستار کی پسند
کسکو یہ عشق حسن خداداد سے ہوا	یوسف ہوا ہر ایک خریدار کی پسند
ذرے ہماری خاک کی برباد تو رہین	ہونگے کسی تو روزن دیوار کی پسند
یوسف کا مول دیکے ابھی لے جو ہاتھ آئے	منت الغیب ہے آتش میخوار کی پسند

ردیف دال ہندی

نہ ہوسکی گی زمستان مین مجکو ابتدا ٹھنڈ	لپٹ کے سوئیگا وہ گل رہیگا بنا ٹھنڈ

۲۳۵

کس کس طرح کے ذائقے دلپذیر ہین
کیا کیا طعام رکھتا ہی خوان فلک لذیذ
شیرین کلام کا بھی مزا بھولتا نہین
شیرین وہ لب ہوا نمکین جو ہو خوب ہے

نہ خوبان مین ہین دو میر ہو خطاب
عشق شور انگیز پیدا نب کیجیے
ساقی و می شیشہ و ساغر ہین سب
میرے گھر مین جو قدم رنجہ کریے
آئینہ سے یہ ہمین روشن ہوا
وصف چشم سرمگین کیا کیجیے
حسن مین کچھ ماہ کو نسبت نہین
باندھیے مضمون تو مضمون ہین

عاشق دل دادۂ و شیدای یار
جلوہ گر ہے حسن شوق افزای یار
خالی ہے یاد شن بخیر اک جای یار
اپنی آنکھون سے لگاؤن پای یار
محو حیرت رہتے ہین بینای یار
دیکھتی ہو نرگس شہلای یار
ہیکلت بید اغ ہے سیمای یار
کیجیے پیدا تو ناپیدای یار

خود گمی ہو جب آتش کی نہین
یہ بھی ہے بیسر ہی طرح جو یای یار

دکھائے حسن کی اپنے جبین کہ یار بہار
ظہور داغ محبت ہے یون ہے دل سے
فراق یار بیدل وصال ہے ہو جے
چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہے یاد
شباب کا تری ای یار رنگ لائی ہوئی
شگفت غنچہ سے اوس گل کو آتی ہے یہ صدا
پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا

یہ عشق ہو کہ پکار اگرے بہار بہار
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار
دکھائے آتش گل آب خوشگوار بہار
بلا ہے عالم و آشوب روزگار بہار
ترے فدا ترے صدقے تری نثار بہار
جنون کو رکھتی ہے سر پر مری سوار بہار

بہار فصل مین آنکھون سے ہی دوچار بہار
شگفتہ ہو کے نسیم سحر سے غنچ ہون گل
اوٹھا ہے پردہ روی نقاب وار بہار
نظارہ دیدۂ بلبل سے بیٹھے ابر کے
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار
پڑ گئی آنکھ جو اون چاند سے رخسارون پر
لوٹتی لگ نظر آ گئی انگارون پر
ابروی یار کا سر مین ہی جنون کے سودا
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہین تلوارون پر

تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہون
قرار دیا ہوا رکھتی ہے عندلیب بہار
کرم سے ابر کرم سا کرے جو فیض عام
شگوفے فراز کے کھلا گئے گلزار بہار
وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہو کہان
ہوا شراب کا کھلواتی ہے کنار بہار
کی رجوع سے چمن جو ہوتی مین [illegible] شکار بہار
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار
ہوئی خطا مشکین سے لالہ رو ونی بر

ردیف ھ

۲۳۶

[illegible] بلبل کی طرح منقارون پر
[illegible] گنہگارون پر
لوٹتی پھولون کی چھڑی آئی ہے
[illegible] سے مین بلبل ہون [illegible] رخسارون پر
[illegible] پھول سے [illegible] سودا
[illegible] گل مین [illegible] دیوارون پر
[illegible] انگارون پر

[illegible]

جا نکلتا ہے جو بازار مین وہ شوخ مزاج	بہچتیان ہوتی ہین یوسف کی خریدارون پر
خاک چھنوائی ہے سودے نے گلستان کی بہت	ایڑیان برسون ہی رگڑا کئی ہین خارون پر
دل احباب کا دم بند ہی اون زلفون مین	کیا تعدی ہی شکنجے کے گرفتارون پر
شور نالی کا مری جب سے سنا ہے آتش	قفل مرغان چمن رکھتے ہین منقارون پر

ردیف زاے معجمہ

دکھلا ملیگی کیا یار کا شمس و قمر انداز	ایجاد نئے ہوتے ہین شام و سحر انداز
موسے کو غش آجائیگا جلوے سے تمہارے	دم دوگے مسیحا کو یہی ہے اگر انداز
دیوانہ ہوا جسنے رخ یار کو دیکھا	رکھتا ہے پری کا بھی جمال بشر انداز
دل صید گہ عشق مین کب سے ہی نشانہ	قد اوڑا دے ہے کوئی قدر انداز
پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر مین	ٹپکا کیے سر کو پس دیوار انداز
منہ پھیر نہ بوسے کے طلبگار سے ظالم	دل توڑ کے کعبہ کو ڈھا خانہ بر انداز
دکھلائی ہے دانتون کی صفا یار نے جب سے	سوتی مری آنکھون کے کیے ہین نظر انداز
جان بر کوئی ہو ویگا دل تمسے لگا کر	جو ناز ہے آفت ہے قیامت ہی سرانداز
واپس دل احباب کو لیلے کے ہو کرتے	یہ غمزہ نیا ہے یہ نتھا پیشتر انداز
گل سننے کو نالی ہمہ تن گوش ہین آتش	بلبل نے اوڑایا ہی تمہارا مگر انداز

ردیف کاف فارسی

ایک سی ایک ہی تماشا رنگ	دیدنی ہے جہان رنگا رنگ

ساقی یہ بہار چمنستان سے دو ہفتہ
باقی بھی جو مانگون تو بلا مستحق ہین پھول

حاضر ہین گنج ہاے جو کرے اثر دعا قبول
شب کو کہا جو آ تو تو بولا وہ مہر وش
ہوتی نہین محال طلب کی دعا قبول
داغ فراق دیکے تجا قتل صبح کے
سب کچھ قبول ہے یہ نہین مدعا قبول
یہ وقت لہو و لعب مین کھو دے نہ آدمی
کرتا ہی بندگی کو جوانی کے خدا قبول
ایسا اثر زبان مین مری ای کریم دے
جو کچھ کہون کہے وہ مراد لربا قبول

باندھے گرہ مین لپٹے مری دل کو زلف یار
دست دعا بلند تو کرتے دعا قبول
درگاہ مین کریم کے ہے التجا قبول
[illegible]

جو دیکھے بہار چمنستان کو وہ روے	ٹھیک آئین تو نہین تری کشتون کے کفن پھول
آنکھون کو نہ دکھلائین تری غصہ کی صورت	صاف اپنی جبین پر کی کرین چین شکن پھول
یہ وجہ یہ انکار ہم آغوشی کا کیسا	کاٹنا نہ تن اپنا ہے نہ اونکا ہی بدن پھول

قرآن کے عوض پلکے پڑھو مطلع رنگین
آرایش سے سخن گو کی ہین ای اہل سخن پھول

محبت کوڑیون کے ہو اگر مول	یہی آدم نے لے یہ درد سر مول
پسند دل ہوا ہے حسن صورت	فلک بیچے تو لین شمس و قمر مول
تری زلفون کا کالا ہو تو کم ہے	اگر ہو اژدہے کا گنج زر مول
ہوا صف بند ہو مژگان سے ظاہر	لڑائی لین وہ آنکھین ڈھونڈھکر مول
لب و دندان تمھارے بے بہا ہین	نہین رکھتے ہین یہ لعل و گہر مول
وہ سودا ہے تری زلفون کا جسکو	سپاہی لیتے ہین سر بیچ کر مول
بہار تیغ جوہر پر ہین کھاتے	کرے ہے کالا جو منہ وہ دیسپر مول
اوٹھائی آنکھ تتنے مر گئے ہم	ہماری جان کی تھی اک نظر مول
ملین گی گالیان قیمت کے بدلے	نہ دیگا لیکے دل وہ مفت بر مول
لب شیرین سا اک میٹھا نہ نکلا	لیے ہے ہمنے ہزارون نیشکر مول
عجب دولت ہے یہ احسان اس سے	بشر کو بھی ہے لے لیتا بشر مول
سونگھا زلفون کو پیچھے پہلے لیلے	جو کچھ ہو مشک کا اسے سیر مول

[illegible]

[illegible]

مضمون لبستہ آئین سراپای یار کے
ہو جائے اس علاقہ مین اپنا عمل تمام

داغون سے بھر چکا نہین سینہ مرا ہنوز
روشن نہین ہوی ہین ابھی تک کنول تمام

ایذای ہجر یار سے اتنی ہے آرزو
آنے نہ پائے تو کہ ہو بین ہی اجل تمام

آتش قدم وہ ہون کہ جو ٹھوکر بھی کھائے
پتھر بھی نرم ہو کی روئی کے پہل تمام

شیرین شکر سی جان گئی سودای خال مین
مکھی کے چاٹنے سے کیا یہ عسل تمام

شانہ کا کام کیجیے گستاخ ہاتھ سے
ناخن سے زلف یار کی عقدے ہوین حل تمام

کیونکر کرین نہ ناز وہ حسن و جمال پر
کبر و غرور رکھتے ہین اہل دول تمام

عالم کے دل لبھاتے ہین خال رخ حبیب
سمجھے ہین اپنے حصہ مین بھنورے کنول تمام

آنکھون مین جان حسرت دیدار لائی ہے
آ کی نہ اب اجل تو ہوئی بے اجل تمام

کہتا ہے سنکے حالت دل غیرت وصل یار
فرقت کی شب مین ہو گی تمھاری زٹل تمام

دوڑا کے راہ سخت محبت مین پاؤنکو
ایسا تھکا کے کہ بدن ہو وے شل تمام

ہر عضو ہی مناسب اندام نازنین
سر سے ہے تا قدم وہ صنم بے بدل تمام

دل کو لگا ہے روگ محبت کا طرح
جان آج بچ گئی تو یقین ہے کہ کل تمام

حیلہ سے کام لیتا ہے وہ ترک تیغ کا
کرتی ہے عشقباز کو لیت و لعل تمام

سیب ذقن سو نکھای جسی وہ مسیح وقت
صورت سی اوسکی بھاگین دماغی خلل تمام

آتش کی فکر کھودتی ہے اہو زمین شعر
گنج نہان ہین جتنے کہ نکھین او گل تمام

٢٣٩

آ اگر نگاہ ناز کا رہت سامنا
چھلنی ہوا ہے سینہ مشبک ہو دل تمام
ہونا ہے جلد وہ فا[illegible] کلام دو رخ کا
وعدہ کا دن سمجھ لے وہ پیمان کل تمام
خلوت مین ساتھ یار کے جانا تھا جہین
ارباب انجمن ہو رہے اشتیاق خجل تمام
رہا کرتا ہے درد اک رات دن [illegible]
دل نالان ہوا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

نامرد رکھین آنکھون پہ اس پرزن کے پاؤن

آتش زمین شعر ہو ہر چند سنگلاخ

لغزش سے آشنا نہین اہل سخن کے پاؤن

۲۸۰

دعا مین مانگتا کر اتھا سے جسکو جگایا ہے	سولا دی یار کو اہو طالع بیدار پہلو مین
تھا جو یار کو وستی کے ٹکنے نے ہی چمکایا ہے	جگہ طرہ کو بھی دی لٹ پٹی دستار پہلو مین
بھولا دین شاخ گل جو پھپون کو تیری بلبل	ہمارے بھی جو ہو وہ غیرت گلزار پہلو مین
پری سی شکل اونھون نے آئینہ مین جب دیکھی ہے	لگا رکھتے ہین دیوانی بھی دو چار پہلو مین
اور ملا دیتا ہی بیتابی دل ہی تکیہ پہلو	فراق یار مین بیٹھا ہی کیا مختار پہلو مین

ولہ

بازی عشق جز اندوہ و غم و رنج نہین	کھیل لے ہر کوئی جسکو یہ وہ شطرنج نہین
پھیر کر منھہ کو دکھاتی ہین وہ زلفین یعنی	سانپ پالو تو ہین موجود مگر گنج نہین
ہاتھ ملتا ہون جو مین دیکھہ کی سینہ کا ابھار	کہتے ہین توڑ لے جنکو یہ وہ نارنج نہین
تم خفا ہمسے ہو ہم تم سے نہین آزردہ	ہم سے ہے رنج تمھین تمسی ہمین رنج نہین
دل سے آتی ہی محبت کی جو یہ مین صدا	جان پر کھیلنے والون کو شش و پنج نہین

غزل خواجہ ہے مطلب کو پہونچ ای آتش

نالۂ بے اثر مرغ نوا سنج نہین

باہر نہ پانچ سی ہون اس گلبدن کی پاؤن	پھیرین چھری نہ پنجۂ قصاب کے پاؤن
ہستی سے جاؤن بے سر و پا جانب عدم	اندر کفن کے ہو نہ اندر کفن کے پاؤن
یک سالہ راہ سی ہے چلی آئی باغ مین	شبنم دھولا رہی ہے بہار چمن کے پاؤن
بے اختیار ضعف تب ہجر سے ہون مین	کہنے مین ہاتھ ہین تو مجھہ خستہ تن کے پاؤن
گوشۂ سیر راہ عشق کی بازآئینگے نہ ہم	ہر چند سوچ سوچ کی ہون لاکھہ من کے پاؤن

[illegible]

شب کو جاتا ہوں تو منہ پھیر وہ کہتے ہیں ۔ نیند آئی ہے ہمیں آپ بھی آرام کریں

بیٹھ کر گوشۂ عزلت میں نہ بول اٹھا جھوٹھ
قصد چھٹ پڑیگا آتش نہ در و بام کریں

عہد نوروز ہی عشرت کا سر انجام کریں ۔ شیشے لبریز مے ہوش ربا جام کریں
باغباں سیر چمن کا بھی کوئی کام کریں ۔ سرو و قمری کو عنادل کو گل انعام کریں
مہر کن دیکھ کے کہتے ہیں تجھے ای محبوب ۔ وہ نگینہ ہیں کہ پیدا جو ترا نام کریں
ہم فقیروں کو ہے دیوار کا سایہ کافی ۔ خوش ہیں وہ جو کہ خسخانہ میں آرام کریں
گاہ بیگاہ تو دیدار کے بھوکے بھی ہوں سیر ۔ کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ سب کام کریں
بیوفا ہوتی ہے معشوق کی ذات ای محبوب ۔ چاہ کر تجھسے وفا کیا طمع خام کریں
شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو ۔ تپ ہجراں سے جو صحت ہو تو حمام کریں
دوپہر گرمیوں کی لطف سے گذرے کیا خوب ۔ ساتھ لیکر ہمیں خسخانہ میں آرام کریں
نرگس یار وہ آشوب زمانہ تو ہے ۔ آنکھ پھوٹے جو ترا سامنا بادام کریں
دل کو پھندے میں نہ اون گیسوؤں کے پھنسنا تھا ۔ جس قدر چاہیں جو اب کشمکش دام کریں
کیونکر اون گیسوؤں سے جان بچے جو ایدل ۔ جھٹکے زنجیر کے دیں کشمکش دام کریں
یہی ہے کعبۂ مقصود تمنا ہی ہمیں ۔ سجدۂ شکر تری راہ میں ہر گام کریں
حسن نے چودھویں کے چاند سی صورت دی ہے ۔ کیا تماشا ہو جو وہ سیر لب بام کریں
غیرت آتی ہے ہمیں بوسہ کا سائل ہوتے ۔ حرکت یار سے کیا قابل دشنام کریں

ہین روزن روزن جو قفس پار ہین پیدا نہین ہوا
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین
شراب عشق ہین آتش فروم جو گاکہ دیکھا
پریشان عاشقون کی خاک کو ذرہ نہ دیکھین
جنون کو جوش ہے یکجا نہین غم عمر فرزانا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین
عذاب گور گوارا ہے سامنا ان کے جا دینا کہا
نگہ مین جین لذتون کو نہ مردون کو بھی بد قفس مین
ملا کرتی ہین آنکھین اپنی دیوانے زنجیرون کی
پری کی شوخیان ہین اوس ملی پیکر کو تن مین
کھلا زلفون کے لہرانے سے اوس رخسار رنگین پر
زر گل کی نگہبانی کو دو کانٹے ہین گلشن مین
گوارا نا گوارا بھی ہو بد گردی دوران سے
او باقی پر قناعت کر تو ہین سب قطرہ روغن مین

رخ سے پہلے کا بہ شوق کرتے ہین گیسو ہی یا
بانس لگواتا ہے اکثر جا کی وہ بالا بلند
سرخ کندن سے ہے کھتا نشہ مے رنگ یار
عشق دندان نے نہایت کر دیا ہے ناتوان
کوٹ کر ہی نہ ور سودا ہے پر سی ہے بھر دیا
متصل عاشق روانہ ہوتے ہین سوے عدم
کون اوس محبوب کو لکھتا نہین حالات شوق
موم آہن کرتے تھے یا دل پگھل سکتا نہین

شام کا قصہ نہین رہتا سحر پر اندلون
سرو و شمشاد و صنوبر سے کے شجر پر اندلون
زر طلب مر جاتی ہین اس سیمبر پر اندلون
دوڑتی نیت ہے معجون گھر پر اندلون
دیو بھی چڑھتا نہین اپنی نظر پر اندلون
ہاتھ رکھے پھرتے ہین وہ بھی کمر پر اندلون
مار رہتی ہے خطون کے نامہ بر پر اندلون
آہ کیا پتھر پڑی تیرے اثر پر اندلون

کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
بھیڑ سی ہے میخانہ کے در پر اندلون

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
چلے تو سیر کو ہین آپ مستی مل گئے گلشن مین
خزان مین بلبلون سے رکھیے صحبت نالہ گلشن مین
لگاتی آگ بجلی کی چمک سے ہے خانہ تن مین
یہ سودا شہادت ہے ہمارے سر کو اے قاتل
سنا ہی عاشقون سے برق وش بھی نام دھوبنا
زبان چشم کا اوس گل کے دھو کا کھا چکو یا

گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کو دامن مین
اشارے کیسے کیسے ہونگی نا فرمان جسمون مین
شراکت کیجیے ہاتھ زدون کی ملکی شیون مین
برستا منہ نہین ابر بہار خاک اوڑتی ہے ساون مین
تری تلوار کا دم بھرتی ہے جو رگ ہے گردن مین
تماشا دیکھتے ہین وہ لگا کر آگ خرمن مین
نہ بینائی ہے نرگس مین نہ گویائی ہے سوسن مین

ردیف نون

وله

حسرت شادی نہین جان غم آلود کو	لالہ سمجھتا ہو دل داغ نمک سود کو
داغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجیے	ڈھونڈھیے لیکے چراغ شاہد مقصود کو
لعل شکر بار کا بوسہ مین کیونکر لون	کوئی نہین چھوڑتا حلوۂ بیدود کو
پردۂ غفلت اوٹھا پیش نظر یار ہے	دیر و حرم مین بجا ڈھونڈھتے موجود کو
سجدہ کی انکار سے فوق نہو جائیگا	خاک کی مقبول پر ناری مردود کو
صبح تھی شب ہجر کی نالہ کیا جسگھڑی	ایک شرارہ ہے بس تودۂ بارود کو
سینۂ بے معرفت حلقہ مین اپنے نہین	رہ نہین اس بزم مین مجمع بے عود کو
صاحب اقبال کو خوب ہے پہچانتا	آنکھ خدا نے نہی دی کوکب مسعود کو
طائر دل ہو گیا بستۂ زلف ایاز	بندہ کیا حسن کا عشق نے محمود کو
خاک سے بھرے اوسے چاہ جو دی آب ہو	آگ لگا دیجیے مطبخ بیدود کو
جھاڑ دیے مغز نے کبر کے کیڑے جبھی	خاک برابر کیا پشّے نے نمرود کو
یاد الٰہی مین جو نغمہ سرا ہو گیا	بھول گیے وحش و طیر نغمۂ داؤد کو
ہجر کی ایذا سے چھٹ دل کو جلا ہیر وصل	داغ لگے اچھا اگر اس زخم نمک سود کو
راہ کی آفات کا کیجیو آتش بیان	سامنے آنے تو دے منزل مقصود کو

ردیف ہاے ہوز

ظاہر کسیکے دل کا ہو کیا آشکار کچھ	سنتا نہین وہ گل کسے کوئی ہزار کچھ

یوسف ملا تو لوٹ لے بازار دیکھیے

سودا ہی اپنا یار کے سودا بن دیکھیے

اوس لالہ رو کا داغ جو دل پر لیجیے

[illegible]

داغ فراق و حسرت دیدار و شوق وصل
بازار دہر مین نہی جنس دل پسند
نالون نے اپنی آنکھ جھپکنے نہ دی کبھی
انصاف ہو تو محکمۂ عدل و داد مین
تم سیر کرکے کیا پھرے اندھیر ہو گیا
حاصل ہوا نہ خاک بھی آپس کی نزع سے

دنیا سے ہم یہ عاقبت کار لیچلے
سودا جو تھا وہ تیرے خریدار لیچلے
سوداے خواب فتنۂ بیدار لیچلے
جلاد اپنے ساتھ گنہگار لیچلے
بازار آکے رونق بازار لیچلے
دل مین غبار کافر و دیندار لیچلے

آتش جرس کی نالون کی پھر ہو نہ احتیاج
ہمکو جو ساتھ قافلہ سالار لیچلے

اسیر لطف و کرم کی رہائی مشکل ہے
ہزار دعوے باطل کیا کرین یارب
پھرایا سر کو تری زمزمون نے اے بلبل
بہت سی دیکھین ہین خندہ ہمنو تلوارین
وہ اتحاد نہین ہے کہ جسمین فرق پڑے
کمر سے بڑھ چلے گیسوی یار قہر کیا
ولایتی بھی حسینون کو ہمنے دیکھ لیا
بھرینگے ہم نہ ہزار آپ ہی منھ پھیرین
جلا کیا کرین آئینہ ساز آئینے

نگین کو نام سے تیری جدائی مشکل ہے
بتون کو تیری طرح سے خدائی مشکل ہے
خفا نہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہے
تمہاری ابروؤن کی کج ادائی مشکل ہے
ہماری اور تمہاری جدائی مشکل ہے
عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہے
نقش تری سی کہان بہزادی مشکل ہے
تمھین ہے سہل ہمین بیوفائی مشکل ہے
صفا ہے رخ کی تمہاری صفائی مشکل ہے

قابل وہ ... غزل کا نام ہے
مومن پسند ... کے اپنا کلام ہے
کیا چاشنی ... شیرین کلام ہے
[illegible]
اک حال پر کبھی نہین اسکو قیام ہے
دنیا کا کارخانہ طلسمی مقام ہے

۱۲۹۴

[illegible]

کس کشتنی کو عشق تری تیغ سے نہین
زیندہ و چشم یار مین سرخی ہے نشہ کی
اک سجدۂ نیاز مین ہی فرض عشق ادا
ہم چشم تر کو سامنے کرتے ہین ابر کی
رہتے ہین جبہہ سا جو تری آستان پر
خون ریز ہی نقاب رخ یار سے کھلا
بے معنی ہے وہ عشق کہ جسمین کشش نہین
نکلے بخار دل جو زبان سے عجب نہین
سودا کی زلف یار کا جب سے ہوا ہی دل
جب تک حلال کرلے نہ مجھہ بیگناہ کو
رکھتے ہین وہ قدم تن بیجان مین حکم روح
کیا کیا شگوفے چھوڑتے رہتی ہین اپ بھی
دولت کے سامنے نہین کچھہ قدر حسن بھی
اکدن حضور قلب سے ہوتی نہین ادا
ٹھہری ہی ہمارے قتل کی خاطر ہی لگ گئی
معشوق ہی نہین جو نہ وعدہ خلاف ہو
فلخال پائے یار سے آتی ہے یہ صدا

مشتاق جو ہی آب ہی جو تشنہ کام ہے
کیفیت شراب کی قابل یہ جام ہے
مین مقتدی ہون اور مرا دل امام ہے
تم بلبس پڑہو تو برق کا قصہ تمام ہے
آنکھون مین اونکے پست بلندی بام ہے
جوہر ہین جسمین تیغ کے یہ وہ نیام ہے
دلچسپ ہو نہ حسن تو صورت حرام ہے
چھلکے تو کیا بعید ہے لبریز جام ہے
قالب مین مرغ روح کو اندا ہی دام ہے
قاتل کو دونے ہاتھ کا کھانا حرام ہے
پاپوش یار کبک سے بھی خوش خرام ہے
صبح بہار یار کے کوچہ کی شام ہے
محمود کا ایاز سا خوشخو غلام ہے
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے
خون خدا کا ہمسے او نہین انتقام ہے
چاہے جو تجھسے پختگی عہد خام ہے
مردہ سے بیجے وہ جو زندہ کا کام ہے

آئینہ مین خط نور سے کا نظارہ کیجیے
آہوان چشم کو ریحان چرایا چاہیے
بوسہ اوس لب کا ہے قوت بخش روح ناتوان
ایسی یاقوتی میسر ہو تو کھایا چاہیے
عشق مین صدا دیکھے آگے رہتا ہے قدم
شاخ گلبن پر سے بلبل کو اوڑایا چاہیے
دیکھیے کرتا ہے کیونکر یار سے گستاخیان
شوق کو بھی حوصلہ کو آزمایا چاہیے
ہو گیا ہے ایک مدت سے دل نالان خموش

عشق کی دل سوز یون ... داغ ہے
دیدۂ احباب سے ... رشک ... زمین داغ ہے
لالہ روئے پر ... پوشیدہ ہے تن سین
آج کل ہوتا ہے ... نرگس کی ... زمین داغ ہے
بوسے گل ... رشک بہار
اشک کے پانی ... جو ... اپنی ... زمین داغ ہے
گرمیون مین سوزش دل ... نہلا دی مجھے ... چشم
ناکسون سے اہل عزت کو ہے لازم احتراز
میل ... کا ہوا جسم ... زمین داغ ہے

رنگ زرد و چشم تر سے کیجیو دعوائے عشق	وہ گواہ حال سن قصہ کے لایا چاہیے
رام ہوتی ہی نہین وحشی مزاجی ہے سو ہے	ان سیہ چشمون کو جو پھر و ... لگایا چاہیے
دیکھکر خلوت سرا ے یار کہتے ہین فقیر	عود کی مانند یان دھونی لگایا چاہیے

خاطر آتش سے کیجے چند شعر اور بھی
بے نشان کا نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے	رنگ بے رنگ رہا کرتا ہے
حسن مین تیرے کوئی عیب نہین	قسمت مین ونگ رہا کرتا ہے
صلح کی دل سے ہین یان مصلحتین	وان سر جنگ رہا کرتا ہے
محتسب کو ترے مستانون سے	غدر سر چنگ رہا کرتا ہے
دل مرا پی کے محبت کی شراب	نشہ مین بھنگ رہا کرتا ہے
عار سے عار ہے مجھ مجنون کو	ننگ سے ننگ رہا کرتا ہے
جوہر تیغ دکھاتا ہے حسن	عشق چو زنگ رہا کرتا ہے
گفتنی حال نہین ہے اپنا	کچھ عجیب ڈھنگ رہا کرتا ہے
حلب رخ مین ترے خالون سے	لشکر زنگ رہا کرتا ہے
منزل گور کے دیوانون کے	سینہ پر سنگ رہا کرتا ہے
عالم وجد ترے مستون کو	بے دف و چنگ رہا کرتا ہے
فندق دست صنم سے نادم	گل اور نگ رہا کرتا ہے

گل ... سینہ ... داغ ہے
... ایذا ... داغ ہے
اشتیاق ... داغ ہے
منزل مقصود کی دوری ... داغ ہے
... داغ ہے
... داغ ہے
... داغ ہے

[illegible]

داغ کھانے نے مزہ ایسا دیا ہی عشق مین | دوڑتی ہی روح اوسپر جس ثمر مین داغ ہی

عیب شاعر کو لگا دیتا ہے آتش نقص شعر
داغ جیب بھل مین لگا عین شجر مین داغ ہی

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہے
خال مشکین کو ترے کرتے ہین قتنہ سجدہ
خاک چھنوا رہی ہی کوچہ قاتل کی تلاش
کج نگہ تو نے تو کی ہمسے کدے رکھتے ہین
ملتجی جو تری درگاہ کے ہین ایمجبوب
نشہ مے نے نقاب رخ زیبا اولٹا
قتل کسکس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام
پاؤن تک یار کے پہنچے گی لٹک کر سر سے
وہ جنون خیز ہی وہ مایہ سودا ہی وہ زلف
اپنی جامے سے ہوئین مکیش مفلس باہر

رت بدلتی ہی کوئی دن مین ہوا پھرتی ہی
عنبرین گیسوون کی گرد بلا پھرتی ہی
ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہی
آنکھ اپنی بھی صنم سو ہی خدا پھرتی ہی
پہنچے تشریف قبول اونکی دعا پھرتی ہی
ٹھوکرین کھاتی اون آنکھون کی حیا پھرتی ہی
بہ قدم سے جو لگی اونکے حنا پھرتی ہی
پھیرنے سے کوئی وہ زلف سیا پھرتی ہی
دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہی
رہن ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہی

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہی

آتی ہی عید قربان خنجر کو لال کرتے
نالہ کا تبکدہ مین ہم کیا خیال کرتے

دنبہ سے کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے
سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے

کافی تھی بہ مستی ساقی کی مہربانی
فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل لگی ہی
تربت پر اپنی مشق رفتار چاہیے تھی

دیتا جو دُر دہی تمہی شکر زلال کرتے
یا د شب بخیر ذکر روز وصال کرتے
ہم پایمال ہوتے تم پایمال کرتے

خم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش
مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

تماشائے چمن سے سیر کوہ یار بہتر ہی
گل و سنبل سے یان خار و خس دیوار بہتر ہی

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہی
کم تکیہ کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہی

یہی آواز آتی ہے درِ مہر و محبت سے
علاقہ اس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہی

اطبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین
بہم پہنچے تو اسکو شربت دیدار بہتر ہی

کہا کرتے ہین عاشق لوگ اکثر یار سے یوسف
تمہارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہی

صباحت سے ہی رشک صبح نور روئے پیشانی
ہلال عید سے وہ ابروے خمدار بہتر ہی

سنا ہی شاعرون سے بیشتر قند مکرر بھی
لب شیرین کی بوسہ لینے مین تکرار بہتر ہی

نگاہین ہردم دیدہ کو ہر دم سمجھاتی ہین
ملے لوٹے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہی

بہار بی خزان ایسی نہین کوئی چمن کھتا
خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہی

اسیر عشق کو ہی فوق آزادان عالم پر
جہان کے تندرستون سے ترا بیمار بہتر ہی

رہی جاتے ہین عاشق نہ سمجھا کیا تھہر گئی ہو
قبائے تنگ پہ تھوڑی سی کج دستار بہتر ہی

چلیگا کبک کیا طوطی کریگا کیا سخن سازی
تری گفتار بہتر ہے تری رفتار بہتر ہی

[illegible]

[illegible]

جور وجفا ہزار کرے ہم خفا نہوں	خوشتر وہی خوشجمال ہے خوش اختلاط ہے
کیا کیا کہ رقص کرتے ہیں بسملون کی طرح	بسمل تمھاری تیغ کے کس کس نشاط سے
خواہان مرگ دل ہو جدائی میں یار کے	بیزار روح جسم کو ہے ارتباط سے

انجام ہو بخیر قیامت کا آتشا
داخل بہشت میں ہو گذر کر صراط سے

زندہ وہی ہیں جو کہ ہیں تم پر مرے ہوے	باقی جو ہیں سو قبر میں مردے بھرے ہوے
مست الست قلزم ہستی میں [illegible] ہیں	مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوے
از بسکہ صفائی تن نازنین یار	موتی ہیں کوٹ کوٹ کے گویا بھرے ہوے
وہ دو ہے پانون جو نہیں دیوانے یار نے	بیٹھے ہیں ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوے
ان ابرون کے حلقہ میں وہ انکھڑیان نہیں	دو طاق پر ہیں دو گل نرگس دھرے ہوے
بعد فنا بھی آگ ہی مجھ مست کو نہ نیند	پی غفلت [illegible] سرہانے دھرے ہوے
نکلیں جو اشک بے اثر آنکھوں سے کیا عجب	پیمانہ ہو گئے ہیں مثل ہزاروں مرے ہوے
لکھے گئے بیاض میں اشعار انتخاب	[illegible] رہی کہ جد سکے کھرے ہوے
اولٹا صفون کو تیغ نے ابروی یار کی	تیر مژہ سے درہم و برہم پرے ہوے

آتش خدا نے چاہا تو دریائے عشق میں
کودے جو آگ میں ہم تو دے [illegible] ہوے

وہ دن گئی زندگی میں رہے ہم مرے ہوے	جوش جنون نے زرد کیا جب ہرے ہوے

[illegible]

[illegible] بادشاہ حسن [illegible] عشق [illegible] دیوانے [illegible] چاہیے

کر کے آگے بارے گیسوئے مشکین سودے کو جگہ [illegible]
بادۂ گلگون کے شیشہ کا ہون ساقی [illegible]
یہ صدا آتی ہے رفتار سمند عمر سے
وہ بھی گھوڑا ہی کوئی جسکو کہ کوڑا چاہیے
قطع معترض خموشی سے زبان کو [illegible]
قفل دیکر گنج پر [illegible] توڑا چاہیے
اپنے دیوانے کا دل لیکر یہ کہتا ہے وہ طفل
یہ کھلونا ہے اسی قابل کہ توڑا چاہیے

۲۵۰

کفن کی فکر ہمارے بیئے بھی واجب ہے	نقاب کی جو تمھین مشورت حیا نے دی
دم اخیر تصور بندھا ترے رخ کا	طرف کو کعبہ کی کروٹ مجھے قضا نے دی
لڑانے آئے تھے انکھین غزال ختن	شکست اونکو تری چشم سرمہ سا نے دی
جہان ہے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا	تمھاری راہ مین جان اک شکستہ پا نے دی
مجال کیا کوئی سودا زدہ جو دم مارے	گلون مین پھانسی ہو اوس کاکل سیاہ نے دی
یہ جاہ دیکھیے دونون مین چھپا ہو کون	ہمارے خون کی رغبت اونہین حنا نے دی
فقیر ہو کے جو تجھپر سوا ہوا ہی شہ حسن	جگہ ہو سایہ مین اپنے اوسی ہما نے دی
کیا ہے عشق نے بالا ہی یار کے بیخود	پری کو سایہ کی ایذا ہی اس بلا نے دی
رہ عدم مین سب آواز ہم اپنے بھول گیے	صدا نہ قافلہ اشک مین درا نے دی
وہ تجبر حسن ہی کس لہر مین رہا کرتا	خبر کچھ اوس کی نہ لا کر اک آشنا نے دی
مریض عشق کو ہی مرگ زیست سے اولے	گلے کو کاٹیے صحت اگر دوا نے دی
ہوا نہ کوئی توجہ کار یار کے نتاکر	دعا نہ اوس شہ خوبان کو کس گدا نے دی

عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
فشانی اپنی ہے کس لالہ گون قبا نے دی

یا علی کھکہ بت پندار توڑھا چاہیے	نفس امارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے
تنگ اگر جسم کو اے روح چھوڑا چاہیے	طفل طبعون کے لیے مٹی کا گھوڑا چاہیے
زلف کی سودے مین اپنے سر کو پھوڑا چاہیے	جب بلا کا سامنا ہو منہ نہ موڑا چاہیے

[illegible] چھوڑا چاہیے

باغ عالم مین [illegible] توڑا چاہیے
[illegible] عشق [illegible] چھوڑا چاہیے

[illegible]

۲۵۱

خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہین سکتی
فراقِ یار مین دل پر نہین معلوم کیا گذری
نگہوں کی طرح کس خوشی سے خاک اوڑاتا ہون
سمجھتے ہین جو دل کی وہ کیا نافہم و نادان ہین
طلب دنیا کو کرکے زن مرید ہو نہین سکتی
ہمیشہ فکر سے یان عاشقانہ شعر ڈھلتے ہین
تماشا گاہ ہستی ہین عدم کا ہی بیان کسکو
صبا کی طرح ہر اک غیرتِ گل سے ہین لگ چلتے
زیارت ہوگی کعبہ کی یہی تعبیر ہے اسکی
خیال آتا ہے آئینہ کا منھ اسمین وہ دیکھین گے
پھنسا دیتا ہے مرغِ دل کو دامِ زلف پیچان مین
عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہین

گریبان پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے
جوان تک آنکھ وہ نہین آتا ہے سو بیتانہ آتا ہے
تلاشِ گنج مین جو ساتھ سے ویرانہ آتا ہے
عضو شمع ہم طلب نہین پروانہ آتا ہے
خیال آبرو ہی ہمتِ مردانہ آتا ہے
زبان کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہے
کسے اس انجمن مین یاد خلوت خانہ آتا ہے
محبت ہے سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہے
کسی شب سے ہمارے خواب مین بتخانہ آتا ہے
اب اولجھے بال سلجھانیکی خاطر شانہ آتا ہے
تمھارے خالِ رخ کو بھی فریبِ دانہ آتا ہے
شکایت سے نہین واقف ہمین شکرانہ آتا ہے

خدا کا گھر ہے بتخانہ ہمارا دل نہین آتش
مقام آشنا ہے یان نہین بیگانہ آتا ہے

جان بخشی لب کے عشق مین ایذا اوٹھائیے
بیمار ہو کے ناز مسیحا اوٹھائیے
قدسی نگاہِ لطف کے امیدوار ہین
آنکھین تو سو ہی عالمِ بالا اوٹھائیے
اگلی بہار مین جو ہمین بیچلے جنون
چمن چمن کے داغ لالۂ صحرا اوٹھائیے

بہار گلشن

مرض عشق کی حسن یار نے جب [illegible]
[illegible] نہ موافق کوئی دوا آئی
[illegible] پار کے آکے سر ہی وفا آئی
[illegible] روز حشر بھی فریاد ہو سکا نہ مجھے
[illegible] اور کے ایسی کوئی ہوا آئی
ہماری خاک ہی کو کوئی بار کی [illegible]
[illegible] چلا کہو قضا آئی
[illegible] ہیں دونوں [illegible]
[illegible] کالی کوئی گھٹا آئی
[illegible]

ولہ

ساتھ لاکر زہر وہ گیسو ہیں اوس گلے والے
آہو چشم چھلاوے کو ہیں چھلانے والے
کشتہ ہم [illegible] تری نیرنگی کے ہیں [illegible]
اور زمانہ کی طرح رنگ بدلنے والے
کشش عشق میں بار سے اٹھانا تو ہوا
[illegible] ہوتے ہیں مجھ سے [illegible] جلنے والے

بہار گلستان کی ہے آمد آمد — خوشی پھرتے ہیں باغبان کیسے کیسے
توجہ نے تیری ہمارے مسیحا — توانا کیے ناتوان کیسے کیسے
دل و دیدہ اہل عالم میں گھر کی — تمھارے لیے ہیں مکان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان — ہمارے بھی ہیں مہربان کیسے کیسے
تری کلک قدرت کی قربان آنکھیں — دکھائے ہیں خوشرو جوان کیسے کیسے
کرے جس قدر شکر نعمت وہ کم ہے — مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے

ولہ

چپ ہو گئیں کیوں کچھ منھ سے فرماؤ خدا کیواسطے — آدمی سے بت نہ بن جاؤ خدا کیواسطے
کب کی آنکھوں سے نظارہ کو مشتاق آئینہ — چاند سی صورت کو دکھلاؤ خدا کیواسطے
درد دل سے دم فنا ہوتا ہی جاتا ہے — جان جاتی ہے مری آؤ خدا کیواسطے
جھومتی زلفیں تو ہیں کالی گھٹا کی طرح سے — ہنس پڑو بجلی بھی چمکاؤ خدا کیواسطے
پاس رسوائی کا دونوں جانب سے شرط ہے — ہیں تمھیں تم مجکو سمجھاؤ خدا کیواسطے

ولہ

چلا وہ راہ جو سالک کے پیش پا آئی — ٹھہر گیا جو کہیں بوئے آشنا آئی
بہار گل میں ہیں دیوانے جامہ سے باہر — پری کا بھیس ہے بدلی ہوئی بلا آئی
لیا جو بوسہ تو ہنس کر یوں صنم نے کہا — خدا سے شرم نہ اے بندۂ خدا آئی
شراب اونکو پلا کر ہوئی پشیمانی — وہ بے حجاب ہوئے تو مجھے حیا آئی

[illegible]

بس قلم صفحۂ ہستی سے اوٹھا اے آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

اوٹھتی ہی تیری بزم سے سب اوٹھ کھڑے ہوے
وہ یار رہ گئے جو تھے غش پڑے ہوے

ناخون سے میرے ہوگئے رنگین ادا ہی دار
بلبل کو سنکے کان گلون کو کھڑے ہوے

بے نشہ شراب محبت نہ جائینگے
ساقی کے در پہ بیٹھے ہیں ہم بھی اڑے ہوے

ٹھیک آئی تن پر اپنی قباے برہنگی
باقی لباس چھوڑ ہوے یا بڑے ہوے

جو بچ گیے ہین جنبش مژگان یار سے
ارہ کے نیچے حشر مین ہونگے کھڑے ہوے

دیوانگان عشق جو زینت پسند ہون
سونیکی بیڑیان مین ہون ہیرے جڑے ہوے

بے مہر یار کا نہ گلہ ہمسے ہو سکا
پھوٹے نہ تھے جو دل مین پھپھولے سڑا کئے

کشتون کی طرح زیست مین تیرے نیازمند
شمشیر ناز سے رہے جیسے ہم پڑے ہوے

آئینہ نے کیا ہے جو صورت سے آشنا
گردن مین اونکو ہاتھ ہین اونکو پڑے ہوے

باتون مین اونکی ہوگیے عاشق غریب قتل
تلوار کی طرح جو وہ منہ کو کڑے ہوے

روز وصال آنکھون کو اپنی دکھائیگا
روز شب فراق کی الجھین جھڑے ہوے

ساقی کی بندگی نے کیا خانہ سنجیر
خم کی تلے ہین میکدہ مین ہم گڑے ہوے

اب پاؤن رکھکے وہ نہین چلتے زمین پر
اک اک گھڑی کی ساتھ ہین وہ دو چھڑے ہوے

بوسہ جو خال لب کا لیا یار نے کہا
اس تل کا تیل سے پکے ہو چھنے کھڑے ہوے

نہ فکر شعر ہے نہ وہ مضمون تلاشیان
آتش سے تو نہین کہین خواجہ لڑے ہوے

ہزاروں عطر کھنچے طبلہ عطار میں آ کے
کمندوں سے نہیں کم سبحہ زنار سے حلقے
پھنسے وہ جو فریب کافر و دیندار میں آ کے
خریداروں میں عاشق اپنے ناموں کو ہیں لکھواتے
تماشا ہے وہ یوسف بکتے ہیں بازار میں آ کے
نمو سے سبزہ نورس نہیں اوس دو رنگیں پر
جناب خضر بھی سیر میں گلزار میں آ کے
ہر اک حلقہ میں اون زلفوں کے سو سو دل عشق
بنے ہیں مشتری مشک ہیں تاتار میں آ کے

طریق عشق میں اے دل عصا ہے آہ ہر خطر
کہیں چڑھاو کسی جا اوتار راہ میں ہے

طریق عشق کا سالک ہو واعظو کیونکر
ٹھگوں کے کہنے کا کیا اعتبار راہ میں ہے

جگہ ہے رحم کی یار ایک ٹھوکر اسکو بھی
شہید ناز کا تیرے مزار راہ میں ہے

سمند عمر کو اللہ سے شوق آسایش
عنان گسستہ بے اختیار راہ میں ہے

نہ بدرقہ ہے کوئی رفیق ساتھ اپنے
فقط عنایت پروردگار راہ میں ہے

بچا ہیں آپ ابھی دوپہر کی گرمی کی
بہت سی گرد بہت سا غبار راہ میں ہے

تلاش یار میں کیا ڈھونڈھیے کسکا ساتھ
ہمارا سایہ ہمیں ناگوار راہ میں ہے

جنون میں خاک اوڑاتا ہے ساتھ ساتھ اپنے
شریک حال ہمارا غبار راہ میں ہے

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزارہا شجر سایہ دار راہ میں ہے

کوئی تو دوش سے بار سفر اوتاریگا
ہزار راہزن امیدوار راہ میں ہے

مقام تک بھی ہم اپنے پہنچ ہی جاوینگے
خدا تو دوست ہے دشمن ہزار راہ میں ہے

بہت سی ٹھوکریں کھلوائیگا یہ حسن اونکا
بتوں کا عشق نہیں کوہسار راہ میں ہے

بلا سے جان مسافر ہے خواب شیرین بھی
یہی وہ شہد ہے جو زہر مار راہ میں ہے

پتا یہ کوچہ قاتل کا سن رکھو اے قاصد
بجائے سنگ نشان اک مزار راہ میں ہے

پیادہ پا ہوں رواں سوئے کوچہ قاتل
اجل مری مرے سر پر سوار راہ میں ہے

چلا ہے تیر کمان لیکے صید گاہ وہ ترک
خوشا نصیب وہ جو جو شکار راہ میں ہے

تھکیں جو پاؤں تو چل سر کے بل نہ ٹھہر آتش
گل مراد ہے منزل میں خار راہ میں ہے